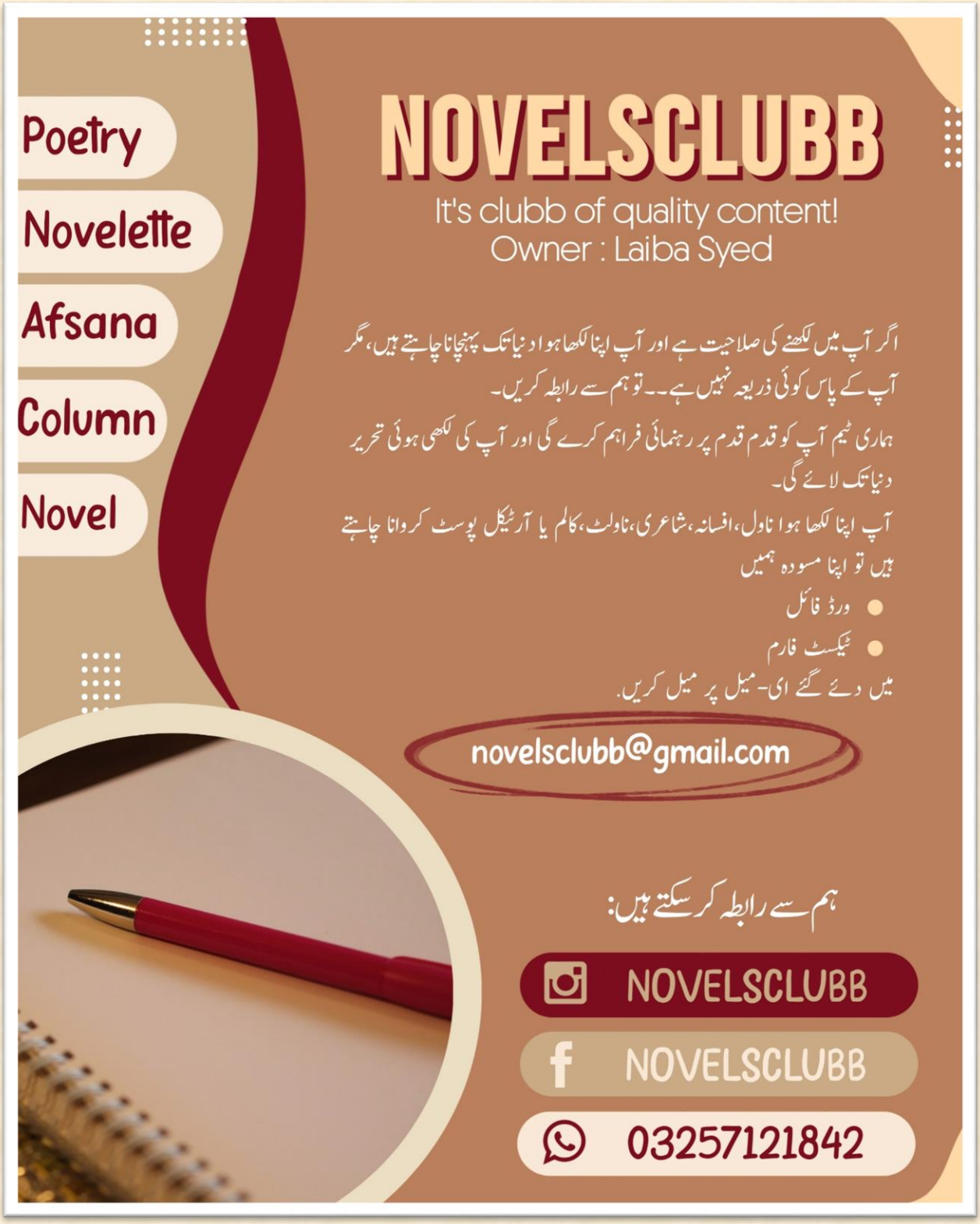

Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

دل کی گرہ

از قلم

فاطمہ ملک

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

انتساب

شروع اللہ کے نام سے

جس نے مجھے قلم سے لکھنے کی طاقت عطا کی

الحمد اللہ رب العالمین

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پیش لفظ

اسلام و علیکم معزز قارئین!!

امید ہے میرے سارے پڑھنے والے اللہ تعالی کے فضل و کرم سے خیریت سے ہوں گے۔

میرے ناول اکثر و بیشتر ہمارے معاشرے کے منفی رویوں کے متعلق ہوتے ہیں۔ میری یہی کوشش رہتی ہے کہ اپنے قلم سے کچھ ایسا لکھوں جو دلوں کے ساتھ ساتھ دماغ پر بھی مثبت اثر چھوڑے۔ ہمارے ارد گرد ایسی بہت سی کہانیاں موجود ہیں جنھیں ہم سب کی توجہ کی ضرورت ہے بس کچھ ایسی ہی کہانیاں آپ سب کے ساتھ ناول کی شکل میں شئیر کرنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ مجھے آپ سب کے ساتھ کی ضرورت ہے کیونکہ کوئی بھی انسان اکیلا معاشرے سے منفی رویوں کو ختم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

امید کرتی ہوں کہ یہ ناول آپ سب کو بہت پسند آئے گا۔

مل جائیں تیری قربت کے چند لمحے

باقی کی ساری زندگی میں خیرات کر دوں

یہ کہانی ایک ایسے انسان کی ہے جو اپنے ارد گرد سچی محبت اور سچے لوگ ہوتے ہوئے بھی ساری زندگی اپنے دل پر لگی گرہ کی وجہ سے انھیں پہچان نہ پایا۔

رحمان احمد اور راحیلہ ایک ہی یونیورسٹی میں پڑھتے تھے اور دونوں ہی بزنس میں ماسٹرز کر رہے تھے۔ شروع کے چند ماہ میں دونوں میں بہت اچھی دوستی ہو گئی اور پھر یہ دوستی آہستہ آہستہ محبت میں بدلنے لگی۔ عام محبت کی کہانیوں کی طرح ان کی زندگی میں کوئی رکاوٹ نہ آئی۔ رحمان احمد نے اپنی والدہ (فائقہ) سے راحیلہ کا ذکر کیا اور وہ با آسانی مان گئیں۔ رحمان احمد دو بہنوں کا اکلوتا بھائی تھا اور رحمان کے والد (جمال احمد) کی کپڑے کی ملیں تھیں۔ جہاں ہر برانڈ کے لئے آرڈر پر کپڑا بنایا اور پرنٹ کیا جاتا تھا۔ رحمان احمد کے والدین راحیلہ کے گھر رشتہ لے کر گئے اور بنا کسی رکاوٹ یا پریشانی کے دونوں کی منگنی کر دی گئی۔ طے پایا کہ دونوں کے امتحانات ختم ہونے کے ایک ہفتہ بعد شادی کر دی جائے

گی۔امتحانات میں دوماہ باقی تھے۔اس لئے دونوں خاندانوں میں شادی کی تیاری زوروشور سے جاری تھی۔

دوماہ کب اور کیسے گزر گئے کسی کو پتا ہی نہ چلا اور پھر بڑی دھوم دھام سے دونوں کی شادی ہو گئ۔رحمان احمد کی دونوں بہنیں بڑی اور شادی شدہ تھیں۔راحیلہ کے آنے پر ہر کوئی خوش تھا۔رحمان احمد گھر بھر کا لاڈلا تھا تو اس کی بیوی کے لئے بھی سب کے دل میں محبت اور عزت پہلے سے موجود تھی۔ساس نے پہلے دن ہی اسے کہہ دیا کہ تم میری بہو نہیں بیٹی اور دوست ہو۔

نندیں بھی بھائی کی پسند کو عزیز جاننے لگیں۔ایک تو راحیلہ پر قسمت کی پری بہت مہربان تھی۔دوسرا راحیلہ خود بھی عادت کی بہت اچھی تھی۔شادی کے کچھ دن بعد نندیں تو اپنے اپنے گھر چلی گئیں مگر ساس نے سچ میں دوست بن کر دکھایا۔سارا دن گھر سے قہقہوں اور ہنسنے کی آوازیں آتیں۔یہ ایسا گھر تھا جہاں ہر کوئی ایک دوسرے سے بہت خوش اور مہربان تھا۔

ساس نے راحیلہ کو سمجھایا کہ ایک سال تک بچے کے بارے میں سوچنا بھی مت۔ دونوں خوب گھومو پھرو، دنیا دیکھو۔ ایک دوسرے کو وقت دو اور اچھی طرح ایک دوسرے کو سمجھو پھر اس کے بعد بچے اور گھر داری شروع کرنا۔

جمال احمد نے بھی ایک سال تک رحمان احمد کو نہ کبھی آفس آنے کے لئے کہا اور نہ ہی رحمان اور راحیلہ کے کہیں بھی آنے جانے پر اعتراض کیا۔ پہلا سال تو دونوں نے خوب موج مستی اور سیر سپاٹے میں گزار دیا۔ شادی کی پہلی سالگرہ پر خاندان بھر کو بلایا گیا اور بہت بڑے پیمانے پر دعوت کا انتظام کیا گیا۔

اگلے دن صبح نو بجے جمال احمد نے ملازم کو بھیجا کہ "رحمان کو بلا کر لائے۔"

ابھی تک رحمان اور راحیلہ اپنی مرضی سے جاگتے اور سوتے تھے۔ دروازہ کھٹکھٹنے پر راحیلہ کی آنکھ کھلی اور رحمان کو جگا کر وہ خود فریش ہونے چلی گئی۔ دونوں میاں بیوی شادی کے بعد پہلے دن اتنی صبح اٹھ کر ساس سسر کے ساتھ ناشتہ کر رہے تھے۔

جمال احمد نے رحمان احمد کو تاکید کرتے ہوئے کہا "ناشتہ کر کے تیار ہو جاو۔ میں انتظار کر رہا ہوں آج سے تم میرے ساتھ مل جایا کرو گے۔"

رحمان احمد نے ہاں میں سر ہلایا اور ناشتے کے بعد تیار ہونے چلا گیا۔ اس طرح اس دن سے دونوں کی پریکٹیکل لائف شروع ہو گئی۔ راحیلہ بھی گھر داری میں حصہ لینے لگی۔ وقت گزرنے لگا اور ایک سال اور گزر گیا۔ راحیلہ اور رحمان ایک عدد خوبصورت بیٹے (نعمان) کے والدین بن گئے۔ ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھیں۔ فائقہ کو تو جیسے ساری دنیا کی خوشی مل گئی ہو۔

وہ تو سارا دن اپنے پوتے کے ساتھ کھیلنے میں گزار دیتی۔ دونوں بہنیں بھی بھائی کی اولاد پر واری نیاری جاتیں۔ اس طرح دو سال بعد پھر راحیلہ جب حاملہ ہوئی تو دونوں نے طے کیا کہ بیٹا یا بیٹی جو بھی اللہ نے عطا کیا اس کے بعد مزید بچوں کی ضرورت نہیں۔ سب کچھ ٹھیک تھا اور ہر کوئی نئے آنے والے مہمان کی تیاری کر رہا تھا۔ مگر خدا کو کیا منظور ہے یہ تو کوئی نہیں جانتا۔

دوسرے بیٹے (فرقان) کی پیدائش پر راحیلہ کا انتقال ہو گیا۔ وہ گھر جس سے ہر وقت ہنسی اور قہقہوں کی آوازیں آتی تھیں وہاں رونے کی آوازیں گونجنے لگیں۔

دو سال کا نعمان اور دو دن کا فرقان سارا دن روتے انھیں چپ کون کروائے۔ وہ دادی جو خود

اپنی بہو، اپنی دوست کے کھونے کے غم میں نڈھال تھی یا وہ باپ جو اپنی محبوبہ اپنی شریک حیات کو کھو چکا تھا۔

رحمان کی بہنیں خالدہ اور راشدہ دونوں ہی ہر ممکن کوشش کرتی رہیں کہ دونوں بچوں کو مکمل توجہ اور پیار دے سکیں مگر ماں کا تو کوئی نعمل بدل ہوتا ہی نہیں۔ رحمان کی دونوں بہنیں راحیلہ کے انتقال کے بعد یہیں آ کر رہ رہی تھیں مگر ایک دن تو دونوں کو ہی واپس جانا تھا۔ ان کے اپنے سسرال اور گھر بار تھے۔ فائقہ تو خود بستر پر پڑ گئی تھی۔

دونوں بہنوں نے جب پندرہ بیس دن بعد گھر جانے کی اجازت مانگی تو رحمان کو ہوش آیا کہ اس کے دو عدد بیٹے بھی ہیں جن کی دیکھ بھال اب اس کی ذمہ داری ہے۔ انھیں روک تو سکتا نہیں تھا اس طرح ان دونوں کے اپنے گھر متاثر ہوتے تو دونوں ہی باری باری چلیں گئیں پھر جلدی آنے کا کہہ کر، مگر جانے سے پہلے دونوں نے تنہائی میں اپنے والدین سے کچھ بات کی۔

خالدہ نے فائقہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "امی میں جانتی ہوں کہ بھابی کی کمی ہمیشہ اس گھر میں رہی گی مگر زندگی کسی ایک کے چلے جانے سے ختم نہیں ہوتی۔ یہ سچ ہے کہ رک ضرور

جاتی ہے ایک بار۔ پھر ہمارے اختیار میں ہوتا ہے کہ وہیں رک کر پتھر کے ہو جائیں یا کچھ دیر بعد زندگی کے ساتھ چلنا شروع کر دیں۔"

راشدہ جو پاس ہی بیٹھی تھی خالدہ کے خاموش ہوتے ہی اس نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا "امی نعمان اور فرقان دونوں ہی بہت چھوٹے ہیں۔ آپ میں اب وہ پہلی والی طاقت اور ہمت نہیں اور راحیلہ کے غم نے تو آپ کو اور کمزور کر دیا ہے۔ ہم دونوں مستقل تو یہاں رہ نہیں سکتیں کہ بچوں کا خیال رکھ سکیں تو آپ بھائی کی دوسری شادی کیوں نہیں کروا دیتیں۔"

فائقہ کو ان دونوں کی یہ بات بہت ناگوار گزری اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولی "ابھی راحیلہ کو گئے وقت کتنا ہوا ہے کہ تم دونوں نے ایسی بیہودہ باتیں شروع کر دی ہیں ابھی تو اس کی قبر کی مٹی بھی گیلی ہے۔"

جمال احمد جو اب تک خاموشی سے سب سن رہا تھا فائقہ کو مخاطب کر کے بولا "بچیوں نے کچھ غلط بات بھی نہیں کہی۔ جب سے راحیلہ اس دنیا سے گئی ہے تم بستر پر پڑی ہو ایک دن کا ایک گھنٹہ بھی کیا تم نے اپنے دونوں پوتوں میں سے کسی کو دیا ہے۔۔ تمہیں تو خبر بھی

نہیں کہ فرقان کتنا بیمار ہو گیا تھا اور راشدہ اس کے ساتھ دو دن ہاسپٹل رہ کر آئی ہے۔بات بلکل ٹھیک کہی ہے انھوں نے۔جمال بھی ابھی جوان جہان ہے۔اس کی ساری زندگی پڑی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ دونوں معصوم بچے۔بیٹیاں کب تک یہاں بیٹھی رہیں گی اور ہم دونوں بوڑھے ہو چکے ہیں۔ان بچوں کو پالنے کی ہمت نہیں ہم دونوں میں۔"

فائقہ کچھ سوچتے ہوئے بولی"آپ سب یہ تو کہہ رہے ہو کہ رحمان کی دوسری شادی کر دوں مگر سوچو کہ اگر دوسری عورت اچھی بیوی تو ثابت ہوئی مگر ظالم ماں نکلی تو؟میرے پوتوں کے ساتھ کیا کرے گی؟"

جمال احمد فائقہ کو سمجھاتے ہوئے بولا"فائقہ یہ تم بھی بہت اچھے سے جانتی ہو کہ آج نہیں تو چار سال بعد سہی مگر رحمان دوسری شادی کر تو لے گا تو آج جب بچوں کو ضرورت ہے تب تم خود اپنی مرضی کی لڑکی سے کروادو یہی بہتر ہے۔تم خود دیکھو،ڈھونڈوں کوئی ایسی لڑکی جو اچھی ماں بن سکے۔ابھی ہم دونوں زندہ ہیں تو کسی کی اتنی جرت نہیں ہو سکتی کہ ہمارے پوتوں کے ساتھ زیادتی کر سکے۔"

فائقہ نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا کہ"رحمان نہیں مانے گا۔"

خالدہ فائقہ سے مخاطب ہوتے ہوئے بولی "امی آپ ماں ہیں اور آپ ہی کو کرنا ہے یہ کام۔ آپ نے منانا ہے بھائی کو دوسری شادی کے لئے۔ ہم میں سے کوئی نہیں جانتا کیسے مگر یہ کام آپ ہی کو کرنا ہے اور آپ ہی کر سکتی ہیں۔"

ایک ایک کر کے سارے مہمان جا چکے تھے اور اب خالدہ اور راشدہ بھی چلی گئیں۔ ان کے جاتے ہی گھر سائیں سائیں کرنے لگا۔ اگر کوئی آواز ہوتی بھی تو صرف اور صرف نعمان اور فرقان کے رونے کی ہوتی۔

جمال نے تو جب سے راحیلہ دنیا سے گئی تھی اپنے بچوں کو دیکھا بھی نہیں تھا کہ کہاں ہیں مگر اب وہ بچوں کی رونے کی آواز سے پریشان رہنے لگا اور بہت سنجیدگی سے اپنی والدہ سے کہا کہ "کوئی ملازمہ یا آیا ہی رکھ دیں ان دونوں کی دیکھ بھال کے لئے۔ آپ دونوں کو کیسے سنبھالیں گی۔ دونوں ہی بہت چھوٹے ہیں ابھی۔

میرا ایک دوست اخبار میں آرٹیکل لکھتا ہے اسے کہتا ہوں کہ اشتہار لگوا دے کسی پڑھی لکھی فل ٹائم بچوں کی دیکھ ریکھ کرنے والی ملازمہ کی۔ ہفتے میں ایک دن چھٹی چلی جایا کرے۔ کم از کم پورا ہفتہ تو سنبھالے گی نا۔"

رحمان احمد کے خاموش ہونے پر فائقہ بولی" گھر پر دو دو ملازمائیں ہیں پہلے ہی جو صرف بچوں کی دیکھ ریکھ کر رہی ہیں مگر بچے ملازمائیں نہیں پال پاتیں انھیں ماں کی ضرورت ہوتی ہے۔"

فائقہ کی بات پر رحمان احمد کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور لرزتی آواز میں بولا"ماں تو ان کی خدا کے پاس چلی گئ تو اب۔۔۔

کاش راحیلہ جانے میں اتنی جلدی نہ کرتی۔"

آنسو پونچھتے ہوئے دوبارہ اپنی بات جاری رکھتے ہوئے بولا"امی آپ ان دونوں ملازماوں کی تنخواہیں بڑھا دیں شاید بہتر طریقے سے خیال رکھیں پھر۔"

●■●■●■●

میں نے روکا بھی نہیں اور وہ ٹھہرا بھی نہیں

حادثہ کیا تھا جسے دل نے بھلایا بھی نہیں

Clubb of Quality Content

فائقہ نے رحمان کی طرف دیکھتے ہوئے سوالیہ انداز میں کہا" کتنی بھی تنخواہ بڑھادوں گی ملازمہ اپنا فرض نہیں نوکری سمجھ کر کرتی ہیں۔ان دونوں کو ملازمہ کی نہیں ماں کی ضرورت ہے۔:

رحمان احمد خفگی کے انداز میں بولا" آپ بہت عجیب بات کر رہی ہیں امی،ان کی ماں انھیں کیسے واپس لا کر دوں؟"

فائقہ کو رحمان احمد سے اسی جواب کی توقع تھی۔اسے سمجھانے والے انداز میں بولی"اس کا بھی حل ہے میرے پاس۔"

رحمان احمد ماں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا"یہ تو بہت اچھی بات ہے، پھر اب تک آپ کو حل نکال لینا چاہیے تھا۔"

فائقہ رحمان کو سمجھانے والے انداز میں بولی"مجھے اس میں تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔ میرے خود سے کرنے سے ہو جاتا تو میں کب کی کر چکی ہوتی۔"

رحمان احمد حیرت سے فائقہ کو سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے" کیسی مدد؟"

فائقہ جو خود تو الجھی ہوئی تھی ہی مگر رحمان کو الجھنے سے نکالنا چاہتی تھی اسے سمجھاتے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہوئے بولی "ان دونوں کو ماں دلانے کے لئے تمہیں دوبارہ شادی کرنی پڑے گی۔"

رحمان احمد کو ماں کی بات پر غصہ تو بہت زیادہ آیا مگر ادب آداب کا خیال رکھتے ہوئے بولا "امی اگر یہ مذاق تھا تو بہت برا مذاق تھا۔"

فائقہ "نہیں یہ مذاق نہیں تھا بلکہ یہ وقت کی ضرورت ہے۔ تمہیں شاید ابھی بیوی کی ضرورت نہیں مگر نعمان اور فرقان کو ماں کی ضرورت ہے اور ماں تب ہی ملے گی جب تم شادی کرو گے۔"

اس سے پہلے کہ رحمان احمد کچھ بھی کہتا فائقہ نے بات جاری رکھی "ابھی کو نسا باہر دروازے پر رشتوں کی لائن لگی ہوئی ہے۔ اب ڈھونڈنے پر ہی کوئی ملے گی۔ اب تم دو بچوں کے باپ ہو۔ آج کل کی لڑکیوں کے بھی بہت نخرے ہیں۔"

رحمان احمد کو فائقہ کی بات پسند نہیں آئی اور بولا "میں کو نسا شادی کے لئے مرا جا رہا ہوں امی۔ اس سب میں پڑنے کی ضرورت کیا ہے۔۔۔ پیسے دے کر ملازمہ بھرتی کریں ایک چھوڑ چار چار کر دیں۔"

فائقہ ناراض ہوتے ہوئے بولی "تم خود ڈھونڈ لو ایسی ملازمہ جو ماں کی طرح خیال رکھے

اور جاو جب تک ایسی ملازمہ نہیں ملتی اپنے بچوں کو صاف کر کے ان کا دودھ بناو اور نعمان کے لئے نوڈلس یا کچھ بھی اور جو اسے کھانا ہے۔"

رحمان حیرت سے فائقہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا"امی راحیلہ کی زندگی میں تو آپ سارا دن نعمان کے ساتھ کھیلتی تھیں تو اب کیوں اس کا خیال نہیں رکھتیں۔"

فائقہ جو بچوں کی وجہ سے بہت پریشان تھی بولی"بلکل بلکل۔۔ صحیح کہا تم نے میرے بیٹے۔۔۔راحیلہ نعمان کو نہلا دھلا کر،دودھ پلا کر میرے پاس چھوڑ دیتی تھی اور میں کھیلتی رہتی تھی۔ پھر جب اسے بھوک لگتی یا ڈائیپر گندا ہونے پر روتا تو راحیلہ مجھے نہیں کہتی تھی کہ اس کا ذرا منہ صاف کریں یا کپڑے بدل دیں یا ڈائیپر ہی بدل دیں... بلکہ وہ نعمان کو لے جاتی اور پھر سے اس کی ضروریات پوری کر کے میرے حوالے کرتی۔ مجھ میں اتنی سکت نہیں کہ میں یہ سب کروں۔ تم کام دھندہ چھوڑو اور گھر بیٹھ کر بچوں کے ڈائیپر بدلو، دودھ پلاو اور پھر میرے حوالے کر دیا کرو۔"

رحمان کو اپنی ماں سے اس جواب کی بلکل بھی امید نہیں تھی۔ ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے بولا"یہ سب مجھے کرنا نہیں آتا۔۔ آپ ہی کو کرنا ہے جو بھی کرنا ہے۔"

فائقہ نے کہا"تو مان لو میری بات۔ابھی تو لڑکی ڈھونڈنے میں بھی جانے کتنا وقت لگے گا۔"

رحمان بچوں کی رونے کی آوازوں سے تنگ پڑتے ہوئے بولا"پلیز ابھی تو دیکھ لیں دونوں کو۔"

فائقہ نے ملازمہ کو آواز دی"کالو ذرا بات سن،نعمان بابا کے لئے یخنی نکال کر پتلے پتلے سے چاول پکا دے۔"

کالو کہیں دور سے بولی"جی اماں جی،تھوڑا سا کام رہ گیا ہے کر کے بناتی ہوں۔"

فائقہ جو پہلے ہی بچوں کے لگاتار رونے سے پریشان تھی اسے ڈانٹتے ہوئے بولی"نہیں پہلے یخنی بننے رکھو۔"

کالو نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا"اماں جی یہ دونوں بچے مجھ سے نہیں سنبھالے جاتے ۔۔۔میں تو اپنے بچوں کے ہاتھوں تنگ ہوں۔۔۔شکر ہے یہاں آجاتی ہوں تو پیچھے سے ساس دیکھ لیتی ہے۔"

رحمان احمد وہیں کھڑا سب سن رہا تھا۔فائقہ نے اس کی طرف دیکھا اور وہ کندھے اچکاتے

ہوئے وہاں سے چلا گیا۔ اگلے دن اس نے اپنے دوست امتیاز سے بچوں کے لئے پڑھی لکھی بے بی سیٹر کا اشتہار دینے کا ذکر کیا تو امتیاز بولا "یار یہ پاکستان ہے یورپ نہیں۔ یہاں تنخواہ تو اپنی مرضی کی لیں گی مگر کام دل لگا کر کرنے کا رواج نہیں اور تمہارے یا باقی گھر والوں کے سامنے بچوں کو پیار کر بھی لیں گی مگر پیچھے سے نا ممکن ہے۔ اس سب سے بہتر ہے یا تم خود مکمل وقت دو یا پھر آنٹی کی بات مان کر شادی کر لو۔"

رحمان کو امتیاز کی بات بلکل پسند نہیں آئی اور ناراضگی والے انداز میں بولا "ٹھیک ہے مان لو کہ میں بچوں کی خاطر دوسری شادی کر بھی لوں تو کیا گارنٹی ہے کہ وہ عورت ایک اچھی ماں ثابت ہو گی۔ ماں صرف وہی ہوتی ہے جو پیدا کرے اور کوئی بھی دوسری عورت ماں بننے کی خاصیت نہیں رکھتی۔ ملازمہ کو کم از کم مالکوں کا ڈر ہو گا تو وہ زیادہ خیال کرے گی۔"

رحمان کا دوست امتیاز خاموشی سے ساری بات سننے کے بعد بولا "پہلی بات تو یہ کہ ہر عورت میں ماں بننے کی خوبی ہوتی ہے۔ تمہاری کوئی بیٹی نہیں اور بہنیں بڑی ہیں ورنہ تمہیں پتا ہوتا لڑکی جب بولنے اور چلنے لگتی ہے تو اسے سب سے زیادہ گڑیا سے کھیلنا پسند ہوتا ہے۔

وہ بچی چاہے کسی امیر کی ہو یا غریب کی۔ دوسری بات جو محبت یا دیکھ ریکھ کسی ڈر یا خوف کی وجہ کی جائے وہ صرف اسی پل کے لئے ہوتی ہے اور تم اس وہم کو اپنا چکے ہو کہ سوتیلی ماں بری ہی ہوتی ہے، ضروری نہیں کہ ایسا ہی ہو۔"

خیر امتیاز نے رحمان سے پوچھ کر کیا کیا خوبی ہونی چاہیے بے بی سیٹر میں اخبار میں اشتہار دے دیا اور دو دن بعد سے بہت سی خواتین انٹرویو کے لئے آنے لگیں۔ فائقہ کو کوئی پسند ہی نہ آئے۔ اللہ اللہ کر کے ایک دو پسند آئیں تو انھیں پیر والے دن سے نوکری پر آنے کے لئے کہا گیا۔ دو تین مہینے انھیں تجربوں میں گزر گئے۔ فرقان بہت زیادہ بیمار رہنے لگا ابھی وہ بہت چھوٹا تھا۔ اسے زیادہ دیکھ ریکھ کی ضرورت تھی جو شاید اسے نہیں مل پا رہی۔ اب پندرہ دنوں میں تیسری بار اس کہ طبیعت اتنی زیادہ خراب ہوئی کہ ایمرجنسی میں ہاسپٹل لے جانا پڑا۔ اس مرتبہ تو ڈاکٹر نے رحمان کو ڈانٹ دیا کہ "جب بچوں کا خیال نہیں رکھ سکتے تو پیدا ہی کیوں کرتے ہو۔"

جمال احمد اس سب سے بہت زیادہ پریشان تھے۔ انھوں نے فائقہ سے کہا کہ "روز روز

ملازمہ بدلنے سے کیا ہو گا اپنے لاڈلے کو سمجھاو کہ بچوں کی دیکھ ریکھ کے لئے جو بھی کرنا ہے جلد کرے۔"

راحیلہ کو فوت ہوئے پانچ ماہ ہو چکے تھے اور فائقہ پوتوں کی وجہ سے بہت پریشان رہتی تھی۔ انھیں دنوں فائقہ خاندان میں کسی فوتگی پر گئی تو وہاں کسی سے پتا چلا کہ فائقہ کی دور کی خالہ رشیدہ جو کہ بہت غریب تھی اور اکثر فائقہ ڈرائیور کے ہاتھ ان کے گھر خیرات وغیرہ کا سامان پہنچایا کرتی تھی "خود ملے ہوئے تو سالوں بیت چکے تھے "ان کی بیٹی کا شوہر سال پہلے مر گیا ہے۔ فائقہ نے سن رکھا تھا کہ وہ لڑکی (شائستہ) حد سے زیادہ خوبصورت اور بہت سلیقہ شعار بچی ہے۔ شائستہ کے والد صاحب کئی سال پہلے دنیا فانی سے کوچ کر چکا تھا۔ گھر پر بھابیوں کی حکومت تھی۔ دوسرے نمبر والی بھابی نے اپنے شرابی بھائی کے ساتھ نکاح پڑھوا دیا تھا۔۔۔ جب کہ شائستہ کی عمر بھی بہت کم تھی وہ صرف اٹھاراں سال کی تھی۔ ڈیڑھ سال تک وہ اس نشئی آدمی کے ساتھ رہی۔

اس عرصے میں ایک عدد بیٹے (امن) کی ماں بن گئی۔

امن چند ماہ کا تھا۔ اس کا شوہر نشے میں چور آدھی رات کو سائیکل پر گھر آرہا تھا کہ سائیکل

بجلی کے کھمبے سے ٹکرائی۔ وہ زمین پر گرا پڑا تھا۔ اتنے میں تیز رفتار ٹرک اس سے اوپر سے گزر گیا۔ وہ موقع پر ہی ہلاک ہو گیا۔ ٹرک والا تو ٹرک سمیت ہی بھاگ گیا اور لاش وہیں چھوڑ پڑی رہی۔

سسرال والوں نے شائستہ کے بیٹے (امن) کو منحوس کہنا شروع کر دیا اور ساس اسے میکے چھوڑ گئی کہ جب بیٹا ہی نہیں رہا تو اب وہ کیوں ان منحوس ماں بیٹوں کا بوجھ اٹھائیں۔ شائستہ میکے آئی تو بھابیوں نے زندگی حرام کر دی کہ مفت کی روٹیاں توڑنے آ گئی ہے۔ اس کو کھانا بھی کھانے کو نہ دیتیں کہ کما تو کھا۔

شائستہ میٹرک پاس تھی۔ شام کو وہ محلے کے بچوں کو ٹیوشن پڑھاتی اور دن میں لوگوں کے کپڑے سلائی کرتی تاکہ دو وقت کی روٹی اور چھت کا آسرا نہ جائے۔ سارے پیسے بھابیاں لے لیتیں مگر بدلے رہنے کو گھر، دو وقت روٹی اور اپنی اترن مشکل سے اسے دیتیں۔ وہ اسی میں صبر شکر کر لیتی کہ دربدر کی ٹھوکریں تو نہیں کھانی پڑ رہیں۔ اس رشتے دار عورت نے اور بھی خاندان بھر کے قصے کہانیاں سنائے۔ فائقہ کو یاد آیا اس نے راحیلہ کی موت کے بعد خالہ رشیدہ کے گھر خیرات نہیں بھجوائی۔

اگلے دن جب جمال اور رحمان دونوں ناشتے پر موجود تھے تو فائقہ نے اپنی اسی دور کی خالہ کا ذکر کیا تو جمال احمد بولا "ٹھیک ہے ہم اپنی پریشانیوں میں گھرے تھے مگر پھر بھی جن گھروں کے چولھے ہمارے دم سے جلتے ہیں انھیں بھولنا بھی گناہ میں آتا ہے۔ خدا اپنے کچھ لوگوں کو زیادہ دولت اور نعمتیں عطا کرتا ہے تاکہ دوسرے لوگوں کی مدد کر سکیں۔"

رحمان ناشتہ کرتے ہوئے اپنی ہی دنیا میں کہیں کھویا ہوا تھا جب اسے فائقہ نے آواز دی اور پوچھا "کیا تم آج جلدی آسکتے ہو؟"

رحمان اپنے خیالوں سے جیسے باہر نکل آیا اور فائقہ کی بات کا جواب دیتے ہوئے بولا "نہیں امی مگر کیوں؟"

فائقہ بولی "میں سوچ رہی تھی کہ خالہ رشیدہ کی طرف خود ہی چکر لگا آوں۔ پندرہ سولہ سال پہلے گئی تھی جب ان کے شوہر کا انتقال ہوا تھا۔"

رحمان نے مشورہ دیا کہ "امی آپ ڈرائیور کے ساتھ چلی جائیں۔ میں تو جلدی نہیں آسکوں گا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

فائقہ کچھ سوچتے ہوئے "چلو ایسا ہی کرتی ہوں مگر میں بچے اکیلے چھوڑ کر تو جا نہیں سکتی گھر ملازموں کے پاس۔ تم باپ بیٹوں میں سے کوئی جلدی گھر آئے گا تب ہی جاوں گی۔"

●■●■●■●

خدا نے صبر کرنے کی مجھے توفیق بخشی ہے

ارے جی بھر کے تڑپاو، شکایت کون کرتا ہے

کچھ ایک ہفتہ فائقہ کو وقت ہی نہ ملا کہ وہ خالہ رشیدہ کی طرف جائے اور پھر وہ بھول گئ۔ تقریبا ایک ماہ گزرنے والا ہو گیا جب نعمان کی طبیعت بہت خراب ہو گئ اور فائقہ کو یاد آیا کہ اس نے نیت کی تھی کہ وہ صدقہ خیرات دینے خود جائے گی خالہ رشیدہ کے گھر۔ ساری رات دعائیں مانگتی رہی کہ میرے دونوں پوتوں کو کچھ نہ ہو میں نعمان کے ٹھیک ہوتے ہیں جاوں گی۔

تین دن ہسپتال رہ کر جب نعمان گھر واپس آیا تو فائقہ نے جمال سے کہا کہ "وہ صبح کچھ لیٹ چلا جائے تا کہ فائقہ خالہ رشیدہ کے گھر سے ہو آئے۔"

فائقہ نے چاول، آٹا، چینی دالیں الغرض سارا ہی راشن اور اس کے علاوہ گوشت، پھل اور کچھ کپڑے ساتھ میں رکھے۔ جیسے ہی غریبوں کی بستی میں بڑی سی چمچماتی گاڑی داخل ہوئی سارے بچے گاڑی کے پیچھے دوڑنے لگے۔

فائقہ دل میں سوچ رہی تھی پندرہ سولہ سال پہلے بھی یہ محلہ ایسا ہی تھا اور آج بھی ویسا ہی ہے کچھ نہیں بدلا۔ جگہ جگہ ننگے بچے، بکھرا کوڑا، بارش کا پانی کھڑا ہونے کی وجہ سے جگہ جگہ دلدل بنی ہوئی تھی۔ ناک پر کپڑا رکھتے ہوئے سوچنے لگی "کاش وہ خود نہ ہی آتی بلکہ ڈرائیور کے ہاتھ سامان بھجوا دیتی۔"

اس سوچ کے آتے ہی فائقہ نے ڈرائیور سے کہا کہ "تم ہی سامان اتروادو پھر واپس چلیں گے، میرا یہاں دم گھٹ رہا ہے۔"

ڈرائیور نے ایک بوسیدہ سے مکان کے سامنے گاڑی روکی اور اتر کر لوہے کا بنا بہت پرانا مگر بہت بھاری دروازہ زور زور سے کھٹکھٹانے لگا کہ اندر آواز چلی جائے۔ گیٹ پر کوئی آدمی آیا ۔۔یہ جاننے کی بعد کہ فائقہ کے گھر سے کافی سامان آیا ہے اس نے مدد کے لئے اندر سے ایک دو لڑکے بلائے۔ شاید اپنے بیٹے یا اپنے دوسرے بھائی کے بیٹے۔ اسی سب میں اس

آدمی کی نظر فائقہ پر پڑی تو اس نے ان لڑکوں میں سے ایک کو کچھ کہہ کر بھیج دیا اور خود فائقہ سے اندر آنے کی درخواست کی۔

فائقہ جو بلکل بھی اس گندے سے محلے کے گندے سے گھر کے اندر جانے کے موڈ میں نہیں تھی بولی "آج تو بہت مصروف ہوں، کسی ضروری کام سے جانا ہے پھر کسی دن آوں گی۔"

اس آدمی نے جو کہ خالہ رشیدہ کا سب سے بڑا بیٹا فیضان تھا بہت کوشش کی مگر فائقہ نہ مانی۔ اتنے میں ایک کافی عمر رسیدہ عورت لکڑی کی سوٹی کے سہارے باہر آئی۔ فائقہ کو اس کی شکل کافی جانی پہچانی لگی۔ جیسے ہی وہ عمر رسیدہ عورت فائقہ کے پاس آئی اس کی بلائیں لینے لگی اور بہت سی دعائیں دینے لگی۔ فائقہ کو خیال آیا کہ یہ خالہ رشیدہ ہی ہوں گی مگر کتنی بوڑھی ہو گئی ہیں یہ۔ اس عورت نے اتنے خلوص اور محبت سے اندر آنے کے لئے کہا کہ فائقہ منع نہ کر سکی۔ ان لڑکوں میں سے ایک کو اس فیضان نامی آدمی نے محلے کی دکان سے ایک ٹھنڈی بوتل لینے بھیجا۔

دل ناچاہتے ہوئے بھی فائقہ خالہ رشیدہ کو منع نہ کر سکی اور ان کے ساتھ اندر کی طرف چل پڑی۔ اندر داخل ہوتے ہوئے خالہ نے کسی بچے کو آواز دی "مھٹو کرسی لا کر برآمدے میں رکھ۔"

فائقہ گھر کی حالت دیکھ کر دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کر رہی تھی کہ خدا نے اسے ایسے ماحول میں نہیں رکھا اور دنیا جہان کی نعمتوں سے نوازا ہے۔ صحن میں کافی سارے مختلف عمر کے ننگے یا آدھے ننگے بچے کھیل رہے تھے۔ ان سب سے کچھ فاصلے پر چارپائی پر ایک دو ڈھائی سال کا صاف ستھرا بچہ اکیلا بیٹھا کھیل رہا تھا۔

فائقہ کو حیرت ہوئی اتنے گندے ماحول میں اتنا خوبصورت اور صاف ستھرا انکھرا بچہ کون ہے۔ اس سے رہا نہیں گیا تو اس نے پوچھ ہی لیا۔ خالہ یہ بچہ کون ہے؟

خالہ رشیدہ کی چاروں بہوئیں جو باری باری آ کر اپنا تعارف کروا چکی تھیں۔ ان میں سے ایک بولی ہے ایک پاگل منحوس جو اتنی گرمی میں بھی بچے کو اتنے کپڑے پہنا کر رکھتی ہے۔

کہتی ہے اسے افسر بنانا ہے۔ ابھی سے اچھے سے رہے گا تو اسے عادت ہو جائے گی ایسے رہنے کی۔

فائقہ بہت کم بول رہی تھی بس آنکھوں ہی آنکھوں میں سارے ماحول کا جائزہ لے رہی تھی یا سن رہی تھی۔ مگر اس بچے کی ماں کون ہے یہ جاننے کا اشتیاق ہوا اسے تو پوچھا کس کا بچہ ہے یہ اور کیا نام ہے اس بچے کا؟

پاس بیٹھی رشیداں کی دوسری بہو بولی وہ اپنی شائستہ ہے نا اسی کا بیٹا ہے امن نام ہے۔

فائقہ بے اختیار بولی نام تو بہت خوبصورت رکھا ہے شائستہ نے *امن*

خالہ رشیداں کی اسی بہو نے جلے بھنے انداز میں کہا شائستہ کہتی ہے امن نام اس لئے رکھا ہے کہ مزاج میں تحمل پسندی رہے۔ پاگل پاگل سی ہے یہ شائستہ بھی۔ نام امن رکھ دینے سے اور سجا سنور کر رکھنے سے بھی بھلا کوئی افسر لگ سکتا ہے۔

فائقہ کا دل کیا کہ کہے کہ ذرا شائستہ کو تو بلاو مگر وہ خاموش رہی۔ سب باری باری آتے رہے اور اپنا تعارف کرواتے رہے۔ کچھ دیر بعد سامنے موجود چھوٹے سے باورچی خانے سے ایک لڑکی بر آمد ہوئی جس کی عمر اکیس بائیس سال ہو گی ہاتھ میں چائے کی ٹرے پکڑے۔۔۔

بہت ادب سے مسکرا سلام کر کے چائے دی اور بنا کچھ بولے واپس پلٹ گئی۔ فائقہ اسی کو

دیکھے جا رہی تھی۔ خالہ رشیدہ اس طرح دیکھتے ہوئے بولیں نہیں پہچانا؟ یہی تو میری بیٹی شائستہ ہے۔ چار پانچ سال کی تھی جب بیٹا تم آخری بار آئی تھی۔

وہ لڑکی ٹرے واپس کچن میں رکھ کر اسی چارپائی پر چلی گئی جہاں وہ بچہ اکیلا بیٹھا تھا اور اس کے ساتھ کھیلنے لگ گئی۔ فائقہ اٹھنے لگی تو اسے خیال آیا کہ کچھ رقم بھی دے جائے۔ دس ہزار روپیہ خالہ رشیدہ کی طرف بڑھاتے ہوئے بولی مجھے سب بچوں کی عمروں کا اندازہ نہیں تھا ورنہ اتنے سالوں بعد آئی ہوں بچوں کے لئے کچھ لیتی آتی آپ میری طرف سے بچوں کو کچھ منگوا دینا۔

پھر یہ کہتے ہوئے آگے بڑھ گئی اور سب اسے دیکھنے لگے۔ شائستہ کے پاس جا کر رک گئی اور دس ہزار روپیہ امن کی طرف بڑھاتے ہوئے بولی میں پہلی بار دیکھ رہی ہوں اسے۔ یہ اس کی منہ دکھائی۔ ماشاءاللہ بہت پیارا بیٹا ہے تمہارا۔

شائستہ نے مسکرا کر شکریہ ادا کیا مگر پیسے نہ پکڑے پاس کھڑی بھابی نے فائقہ کے ہاتھ سے پیسے تقریباً چھینتے ہوئے بولی گھر آئی لکشمی کو نا نہیں کہنا چاہیئے۔

فائقہ گھر واپس آ گئی مگر سارا راستہ انھیں سب کے بارے میں سوچتی رہی۔ فائقہ کی گاڑی گیٹ سے داخل ہوئی تو جمال مل جانے کے لئے نکل گیا کیونکہ وہ پہلے ہی کافی لیٹ ہو گیا تھا۔ شام تک فائقہ کے ناک میں محلے کی بو اور دماغ میں وہ سب لوگ رہے۔ رات کھانے پر جب جمال اور رحمان دونوں ہی موجود تھے تو ادھر ادھر کی باتوں کے بعد جمال نے پوچھا جی تو بیگم صاحبہ آپ نے بتایا نہیں کیسا رہا اپنی خالہ سے ملنا؟ بڑے سالوں بعد جانا ہوا تھا آپ کا؟

فائقہ ناک منہ چڑاتے ہوئے بولی وہ کونسا میری سگی خالہ ہیں۔ دور نزدیک کے رشتے میں ہی خالہ لگتی ہیں۔

جمال احمد مسکراتے ہوئے بولا جو بھی ہے اب کہلائیں گی تو خالہ ہی ناں۔

فائقہ کچھ سوچتے ہوئے بولی آج میں نے ایک چیز بہت عجیب دیکھی۔ جس طرح کنول کا پھول کیچڑ میں کھلتا ہے مگر نہ تو کیچڑ اس کے رنگت پر اثر کرتا ہے اور نہ ہی اس میں سے کیچڑ کی بدبو آتی ہے۔ الٹا وہ پھول اپنی خوبصورتی کی وجہ سے اور زیادہ حسین لگتا ہے۔ بلکل اسی طرح آج میں نے ایک لڑکی دیکھی۔ کیچڑ میں کنول کے پھول کی طرح، گندے بدبو

دار محلے اور گھر میں صاف ستھری نکھری نکھری اور اتنی پاکیزہ کہ بس دیکھتے رہنے کو دل کرے۔

رحمان کو اس ساری گفتگو میں کوئی دلچسپی نہیں تھی وہ کھانا کھا کر اپنے کمرے میں چلا گیا جبکہ فائقہ ابھی اسی ٹاپک پر اور بات کرنے کے موڈ میں تھی۔ جمال احمد کو بھی کوئی خاص دلچسپی تو نہیں تھی مگر بیوی کا دل رکھنے کے لئے سنتا رہا اور آخر میں بولا اچھا تو کون تھی وہ کنول کے پھول جیسی۔

فائقہ نے جواب دیا خالہ رشیدہ کی بیٹی اور کون؟

پھر کچھ سوچتے ہوئے خود ہی بولی کاش اس کا بچہ نہ ہوتا تو رحمان کے لئے رشتہ پکا کر کے آتی۔

جمال نے حیرت زدہ انداز میں پوچھا کیا مطلب اس بات کا؟

فائقہ نے جمال کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا کچھ سال پہلے اس لڑکی کی بھابی نے اپنے نشئی بھائی سے شادی کروادی۔ وہ ڈیڑھ سال پہلے مر گیا تھا۔ لڑکی بہت کم عمر ہے، بہت سلیقہ شعار بھی ہے اور آدھی زبان سے مانگنے پر ہی رشتہ مل جانا تھا۔

Clubb of Quality Content

جمال نے حیرت سے سوال کیا تو پھر مانگا کیوں نہیں؟ جب تمہیں لڑکی بھی پسند ہے اور پکا یقین بھی کہ رشتے سے انکار نہیں ہو سکتا۔

فائقہ اس کا ایک دو ڈھائی سال کا بیٹا ہے۔

جمال نے حیرت سے کہا تو کیا ہوا۔ تمہارا بیٹا کونسا کنوارا ہے، دو بچوں کا باپ ہے۔

فائقہ بولی ہاں یہ بات میں جانتی ہوں مگر کچھ بھی ہو آخر مرد ہے۔۔ اول تو میں ہی کسی ایسی لڑکی کو بہو نہ بناوں لیکن اگر میں سوچ بھی لوں کہ اسے بہو بنانا ہے تو بھی آپ کا بیٹا اس بات پر کبھی راضی نہیں ہو گا۔

●■●■●■●

دن جو گزرا تو کسی یاد کی رو میں گزرا

شام آئی تو کوئی خواب دکھاتے گزری

جمال نے کہا تمہارا بیٹا کون سا چھوٹا بچہ ہے. تیس بتیس سال کا ہے اور تم کہہ رہی ہو کہ اس لڑکی کی عمر بائیس چوبیس سال ہے تو نو دس سال چھوٹی ہے اور دوسری بات تمہارا بیٹا بھی دو بچوں کا باپ بھی ہے تو کیا فرق پڑتا ہے. اگر اس لڑکی کا ایک بچہ ہے تو؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

فائقہ خود سے الجھتے ہوئے میں اب کسی رشتے والی سے بات کرتی ہوں کوئی مناسب رشتہ مل جائے۔۔۔کوئی کنواری نہ سہی۔۔۔مگر بچے کی ماں تو بلکل نہیں۔

جمال ہتھیار ڈالتے ہوئے بولا جو تم دونوں ماں بیٹوں کو ٹھیک لگے مگر میری بات پر ایک بار غور ضرور کرنا۔

فرقان کے مسلسل رونے کی آواز سن کر فائقہ نے ملازمہ حمیدہ کو آواز دی اور کہا حمیدہ فرقان کیوں اتنا رو رہا ہے؟ کیوں نہیں دیکھ رہی اسے؟

حمیدہ تنگ پڑتے ہوئے انداز میں بولی باجی مجھ سے چپ نہیں ہو رہا۔ میں نے اس کا ڈائیپر بھی بدل دیا ہے۔ آپ کالو سے کہیں وہ کوشش کرے۔ میں نے کہا ہے تو سن نہیں رہی۔

فائقہ پریشان ہوتے ہوئے میں کیا کروں، میری تو خود کچھ سمجھ میں نہیں آرہا سارا دن روتا رہتا ہے۔

جمال موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دوبارہ اپنی بات پر زور دیتے ہوئے بولا بیگم میری بات مان لو۔ اچھا ایسا کرتے ہیں ایک بار میں ساتھ چلتا ہوں۔ اس بچی کو ایک نظر دیکھ کر بتا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دوں گا کہ وہ کیسی ماں ثابت ہو گی۔ اگر تمہیں یہ مناسب لگے تو۔

فائقہ نے بے بس ہوتے ہوئے کہا میں پہلے اپنی ایک کوشش کر کے دیکھ لوں۔۔۔

بات نہ بنی تو پھر سوچیں گے۔

جمال جو بلکل بھی فائقہ کی سوچ سے متفق نہیں تھا بات بدلتے ہوئے بولا مجھے نیند آ رہی ہے، تم سوچو اسکیمیں۔

فائقہ تھکے ہوئے انداز میں بولی میری نیند تو ان دونوں کی وجہ سے پوری ہی نہیں ہو رہی۔

اتنے میں حمیدہ نے آواز دی باجی کا لو سونے چلی گئی ہے مجھے بھی نیند آ رہی ہے۔ اب دونوں بچوں کو آپ خود دیکھ لینا۔

فائقہ تو خود بہت تھکی ہوئی تھی بے بس انداز میں بولی ٹھیک ہے۔

اگلے دن فائقہ نے دو تین رشتوں والیوں سے رابطہ کیا مہینے کے اندر اندر کوئی کنواری، طلاق یافتہ یا بیوہ کا رشتہ جس کا بچہ کوئی نہ ہو۔ رات کھانے پر اس نے رحمان کو اپنا فیصلہ سنایا کہ وہ لڑکی کی تلاش میں ہے جیسے ہی کوئی مناسب مل گئی وہ نکاح پڑھوا دے گی۔ دو دو چھوٹے سے بچوں کی ذمہ داری وہ صحیح سے نہیں پوری کر پا رہی۔ رحمان نے بہت

کوشش کی کہ ماں کو سمجھا سکے کہ اسے اب کسی کی ضرورت نہیں مگر فائقہ اب کہاں ماننے والی تھی۔ رشتوں والی عورتیں بہت سے رشتے لائیں مگر وہ سب بھی ایسے ہی آدمی سے شادی کرنا چاہتی تھیں جن کا بچہ نہ ہو۔۔۔ چاہے مرد نے بیوی کو طلاق دی ہو یا بیوی مر گئی ہو۔ ایک دو تو دو بچوں کے باپ کے ساتھ کرنے کو بھی تیار تھیں مگر وہ حق مہر میں کافی بھاری رقم لکھوانا چاہتی تھیں اپنی حفاظت کی خاطر کہ کل کلاں کو چھوڑے تو وہ خالی ہاتھ نہ ہوں۔

اس طرح دو ماہ گزر گئے اور اب بچوں کی دیکھ ریکھ کرتے کرتے فائقہ خود چڑچڑی اور بیمار رہنے لگی۔ رات فائقہ بستر پر پریشان اور کسی گہری سوچ میں لیٹی تھی جب جمال نے پوچھا کیا ہوا سب ٹھیک ہے نا؟

فائقہ بولی میں سوچ رہی ہوں خالہ رشیدہ کی بیٹی کو ہی بہو بنا کر لے آوں۔

جمال جو دل سے یہی چاہتا تو جواب میں سامنے کھلی کتاب پر نظریں جماتے ہوئے بولا میں اس بارے میں کچھ نہیں کہوں گا۔۔۔ تمہیں جو مناسب لگے کرو۔

فائقہ اب تو بیوہ اور طلاق یافتہ کے بھی نخرے ہو گئے ہیں۔

جمال معنی خیز نظروں سے فائقہ کو دیکھتے ہوئے بولا ہمارے بیٹے کی بھی بیوی مر چکی ہے۔ عمر بھی کافی زیادہ ہے اور دو بچوں کا باپ بھی ہے۔ ہم بھی تو نخرے کر ہی رہے ہیں نا۔ ویسے ہی سب لوگ ہوتے ہیں۔

فائقہ جو جمال احمد کی بات سے بلکل بھی متفق نہیں تھی بولی رحمان مرد ہے، مرد کو کیا فرق پڑتا ہے عمر یا بچوں سے۔ اس کی کمائی کی بات ہوتی ہے۔

جمال اسے عینک کے اوپر سے دیکھتے ہوئے بولا فائقہ کس زمانے میں رہتی ہو۔ آج کے دور میں عورت مرد سے زیادہ بہتر ہے تعلیم میں، کمائی میں اور سمجھداری میں بھی تو وہ کیوں سکریفائز کرے؟

فائقہ خاموش تھی مگر سوچ رہی تھی کہ خالہ رشیدہ کی بیٹی ہی ٹھیک ہے۔ اگلے دن ناشتے پر اس نے جمال کے سامنے رحمان سے بات شروع کرتے ہوئے کہا میری ایک دور کی رشتے کی خالہ ہیں *خالہ رشیدہ* ان کی بیٹی کا شوہر شاید سال ڈیڑھ پہلے مر گیا تھا۔ سسرال والے میکے چھوڑ گئے۔ قرآن پاک حفظ ہے اور میٹرک پاس ہے۔ عمر میں بائیس تیئس سال کی ہو گی۔ غریب لوگ ہیں بھائی زیادہ دن رکھ نہیں سکتے تو سوچ رہی ہوں

اسی سے رشتے کی بات کروں۔ وہاں تو انکار ہونے یا ہمارے رشتے پر سوچنے کی گنجائش ہی نہیں۔ بات کرتے ہی ہاں ہو جائے گی تو سوچا پہلے تمہاری رائے لے لوں۔

رحمان ساری بات سننے کے بعد بولا امی مجھے اتنی تمہید مت سنائیں۔ جس کو بھی لانا ہے اس گھر میں لے آئیں مگر جلدی کریں جو بھی کرنا ہے۔ میرے بیٹے میری محبت کی نشانی ہیں اور وہ جب جب بیمار ہوتے ہیں تو مجھے لگتا ہے میں راحیلہ کی محبت کا حق صحیح سے ادا نہیں کر پا رہا۔

فائقہ رحمان کی آوازاری سے اندازا لگا چکی تھی کہ رحمان مزید اس ٹاپک پر بات کرنے کے موڈ میں نہیں ہے مگر پھر بھی اپنی بات جاری رکھتے ہوئے بولی ایک بات اور بھی ہے۔

رحمان نے فائقہ کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا اب وہ کیا؟

فائقہ اس کا ڈھائی تین سال کا بیٹا ہے۔۔ ہمارے نعمان سے چند ماہ بڑا ہو گا۔

رحمان نے کہا تو؟؟ وہ بیٹے کو تو یہاں ساتھ نہیں لائے گی، اسے وہیں چھوڑ کر آئے۔ میں اپنے بچوں کے لئے اس سے شادی کر رہا ہوں۔ مجھے اس کی اولاد میں کوئی دلچسپی نہیں۔ وہ اپنی اولاد ساتھ لائی تو میرے بچوں کو کیا وقت اور توجہ دے گی۔ آپ جب رشتے کی بات

کریں تو صاف صاف بتا دینا میری شرط۔ اگر خرچے کی ضرورت ہوئی تو اس کے بیٹے کا ماہانہ خرچ لگا دوں گا۔

جمال عادت اور فطرت میں بہت نیک دل انسان تھا۔ وہ خاموشی سے بہت سے گھروں کا خرچ چلا رہا تھا، بہت سے یتیم بچوں کے اسکول کی فیس اور کچھ کے کالجز کی فیس بھی دیتا تھا مگر یہ بات فائقہ رحمان یا کسی کو نہیں پتا تھی۔ انھیں چند گنتی کے خاندانوں کی مالی امداد کرنے کا پتا تھا۔

جمال سب کچھ سن رہا تھا۔ جب دونوں ماں بیٹا چپ ہوئے تو بولا کچھ خدا کا خوف ہے تم دونوں میں، تمہیں اپنے بچوں کے لئے ماں چاہیے اور اس مقصد کے لئے تم کسی سے اس کی ماں چھیننا چاہتے ہو، بجائے اس کے کہ وہ تمہارے دو بچوں کو ماں کی ممتا دے تو تم بدلے میں اس کے ایک بچے کو باپ کی محبت دو۔ تم اس معصوم سے اس کا واحد سہارا بھی چھین لینا چاہتے ہو۔ میں تم دونوں کی کسی ایسی اسکیم کا حصہ نہیں بنوں گا۔

کچھ دیر رک کر پھر بولا اس سے بہتر ہے کسی ایسی عورت کو اپنا و جس کا کوئی بچہ نہ ہو۔

جمال یہ کہتا ہوا وہاں سے جانے کے لئے اٹھنے لگا تو رحمان نے فائقہ کو مخاطب کر کے کہا اگر

اس لڑکی کو لائیں بھی تو یاد رکھنا میں کبھی بھی اپنے بچوں کے حصے کا وقت یا توجہ اس کے بچے کو دینے کا روادار نہیں ہوں گا۔ مجھے کوئی مطلب نہیں اس کا بچہ کہاں رہے گا اور کون پالے گا؟

فائقہ خود بھی رحمان کی بات سے اتفاق کرتی تھی۔ اس نے سوچا کہ وہ خالہ رشیدہ سے بات کرے گی۔ جمال کو کال کر کے بتایا کہ وہ خالہ رشیدہ کی طرف جا رہی ہے۔ راستے سے موسمی پھلوں کی ٹوکریاں لیں اور پہنچ گئی ان کے گھر۔ خالہ رشیدہ کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی وہ تو چارپائی پر لیٹی ہوئی تھیں۔ فائقہ کو اتنی جلدی دوسری مرتبہ اپنے گھر دیکھ کر خوش سے زیادہ حیران ہو گئیں۔ شائستہ کپڑے سلائی کر رہی تھی۔ آج بھی اس دن کی طرح اس کا بیٹا سب بچوں سے الگ نظر آ رہا تھا۔ صاف ستھرا بچہ بہت سستے مگر ستھرے کپڑوں میں ماں کے پاس ہی بیٹھا چند ٹوٹے کھلونوں سے کھیل رہا تھا۔ باقی سارے گندے مندے بچے صحن میں بیٹھے شور مچا رہے تھے۔ فائقہ سارے گھر کا نظروں سے جائزہ لینے کے بعد خالہ کی خیر خبر پوچھتے ہوئے بولی دراصل خالہ دو دن سے خواب میں آپ کو دیکھ رہی تھی کہ آپ بیمار ہیں اور پریشان ہیں تو سوچا مل آوں۔

خالہ رشیدہ تو صدقے واری جانے لگیں میری بچی تو آ گئی بس میں ٹھیک ہو گئی۔ بیمار رہنا تو اب عمر کا تقاضہ ہے اور پریشان۔ پریشان تو میں اس کرماماری شائستہ کی وجہ سے رہتی ہوں۔

یہ کہتے ہوئے انھوں نے شائستہ کی طرف دیکھا۔ پھر دوبارہ بات شروع کی کہ پہلے بھائیوں نے چھوٹی عمر میں زبردستی شادی کر دی، پھر قسمت کی ماری کا شوہر مر گیا اوپر سے یہ بیٹے کا بوجھ۔ اس کا دماغ تو پڑھائی نے خراب کر دیا ہے۔ کہتی ہے بیٹے کو بڑا افسر بناوں گی۔ سارا دن کپڑے سلائی کرتی ہے۔ شام کو محلے کے بچوں کو قرآن پاک پڑھاتی اور ٹیوشن بھی دیتی ہے۔

Clubb of Quality Content

فائقہ غور سے سب سنتے ہوئے بولی محنت کرتی ہے، یہ تو اچھی بات ہے۔

خالہ رشیدہ جو اپنی بیماری کی وجہ سے واقعی شائستہ کے لئے فکر مند تھیں بولیں کیا خاک اچھی بات ہے۔ کپڑوں کی سلائی، اور ٹیوشن کی فیس سب کچھ ہی بھائی بھابی لے لیتے ہیں۔ تو اسے کیا فائدہ اتنی محنت کا۔

فائقہ تو جیسے اسی موقع کی تلاش میں تھی، ایک دم سے بولی آپ اس کی دوبارہ شادی کیوں

نہیں کر دیتیں۔

خالہ رشیدہ نے فکر مند ہوتے ہوئے کہا اس کی بھابیوں کو اب اس کی کمائی کی عادت ہو گئ ہے اب کیوں کروائیں گی اس کی شادی۔

اندھیری شب میں مسلسل دیا جلاتے ہوئے
میں تھک نہ جاوں تجھے راستہ دکھاتے ہوئے

فائقہ نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا مہینے کا کتنا کما لیتی ہو گی شائستہ؟

خالہ رشیدہ نے فخریہ انداز میں کہا ماشاءاللہ کما تو اچھا لیتی ہے مہینے کا دس ہزار تو کما ہی لیتی ہو گی۔

فائقہ نے دل میں سوچا کہ بس اتنا؟؟ اس سے زیادہ تو وہ اپنی ایک ملازمہ کو دیتی ہے۔۔اور کئ ملازمائیں ہیں اس کے گھر میں۔ڈرائیور اور چوکیدار کی تنخواہ تو اس سے کہیں زیادہ ہے۔

فائقہ نے مسکراتے ہوئے خالہ رشیدہ سے کہا کہ دس ہزار روپوں کے لئے آپ اس کی ساری زندگی برباد ہونے دیں گی۔ آپ اس کے لئے کوئی اچھا سا رشتہ دیکھیں دس ہزار ماہانہ میں اس کی جگہ آپ کو دے دیا کروں گی۔

خالہ رشیدہ دعائیں دیتے ہوئے بولیں میری بچی اللہ تجھے ڈھیروں خوشیاں عطا کرے کہ تو نے اتنا سوچا مجھ غریب کی بیٹی کے بارے میں مگر جو جیسے چل رہا ہے صحیح ہے۔ میری بیٹی بہت دکھ دیکھ چکی ہے۔ اس کی بھابیاں پیسوں کے لالچ میں اسے اب بھی اپنے کسی نکمے یا شرابی رشتے دار کے حوالے کر دیں گی۔ انھیں تو تم ماہانہ دس ہزار دے دو گی مگر میری بیٹی؟ میری بیٹی وہاں نئے سرے سے عذاب سہے گی۔

فائقہ کو لگا کہ یہاں دال جلدی کر کے گلنے والی نہیں۔ بہت ہی نپے تلے لفظوں کا استعمال کرتے ہوئے بولی ویسے تو میری بہو بھی چھ ماہ پہلے ہم سب کو چھوڑ گئی ہے۔ مگر میرا بیٹا مان ہی نہیں رہا شادی کے لئے جب کہ اس کے دو بچے ہیں ایک دو سال کا نعمان اور دوسرا چھ ماہ کا فرقان، انھیں اشد ضرورت ہے کہ اس وقت ماں کی۔

کچھ سیکنڈ رک کر فائقہ نے دوبارہ بات شروع کی خالہ کون آج سگی ماں جیسی بنتی ہے۔

بس اسی ڈر کی وجہ سے میرا بیٹا مان نہیں رہا۔

خالہ سیدھی سادی عورت تھی وہ فائقہ کی بات کی چلاکی بلکل نہ سمجھی اور دعائیں دینے لگی کہ اللہ تعالی معصوم بچوں نعمان فرقان کے لئے کوئی اچھی فرشتے جیسی ماں بھیج دے جو انھیں سگی ماں سے بڑھ کر محبت دے۔

فائقہ کا دل کیا کہ اپنا ہی سر پھاڑ لے دو گھنٹے کی ساری محنت رائیگاں گئی۔

فائقہ شائستہ کو دیکھتی رہی۔ سوٹ سینے کے بعد اس نے سوٹ اور ناپ والا جوڑا دونوں ایک پلاسٹک بیگ میں ڈال کر سائیڈ پر رکھے اور اپنے بیٹے سے ساتھ کھیلنے لگی۔ کچھ آدھ گھنٹہ ماں بیٹا کھیلتے رہے پھر شائستہ وہیں بیٹے کے ساتھ ہی چارپائی پر سو گئی۔

فائقہ نے پھر بات شروع کی خالہ اگر مجھ پر اعتبار ہے تو میں کہیں بات چلاوں مگر ایسا نہ ہو کہ اگلے حامی بھر لیں تو شائستہ اور اس کے بھائی بھابی منع کر دیں۔

خالہ رشیدہ بولیں شائستہ کو میں سمجھادوں گی اور بھائیوں یا بھابیوں کو تو پیسے سے غرض ہے۔ انھیں ماہانہ خرچہ ملتا رہے پھر شائستہ رہے نا رہے انھیں فرق نہیں پڑتا مگر ایک بچے کی

ماں سے کون شادی کرے گا۔

فائقہ بہت محبت بھرے انداز میں بولی بہت بہت خدا ترس لوگ ہوتے ہیں۔ میں کرتی ہوں بات ایک دو لوگوں سے۔

خالہ پریشان سی ہو گئیں اور شائستہ کے اچھے نصیبوں کی دعا کرتے ہوئے بولیں خدا میری بیٹی کے نصیب اچھے کرے، چھوٹی سی عمر میں بہت دکھ سہہ لئے ہیں اس نے۔

فائقہ خالہ کے بیوقوفانہ پن پر غصے میں پاگل ہو رہی تھی مگر بظاہر بہت پرسکون نظر آ رہی تھی۔

فائقہ نے دوبارہ بات شروع کی ویسے خالہ میں سوچ رہی تھی گھر کی بچی ہے۔ ماضی میں بہت کچھ سہہ چکی ہے اور اب بھی برداشت کر رہی ہے۔ میں نے بھی آج نہیں تو کل رحمان کی دوسری شادی کرنی ہی ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں انھیں ماں کی اشد ضرورت ہے۔ شائستہ تو گھر کی بچی ہے، دیکھی بھالی، اسے ہی کیوں نا رحمان کی دلہن بنا دوں؟ رحمان میرا بیٹا ہے اس سے بڑھ کر کوئی گارنٹی کی میرے خیال میں آپ کو ضرورت نہیں۔ آپ کو شائستہ کی فکر بھی نہیں رہے گی اور رحمان کا دوسری شادی کے متعلق ڈر بھی ختم ہو جائے۔

خالہ رشیدہ نے حیرت سے فائقہ کی طرف دیکھا اور بولیں یہ کیسے ممکن ہے فائقہ میری بچی؟ ہم تو بہت غریب لوگ ہیں۔ دو وقت پیٹ بھر کر روٹی کھانے کو نہیں ملتی۔ رحمان کیوں مانے گا اتنی غریبوں کی بیٹی سے نکاح کرنے کے لئے۔

فائقہ جسے ساری بات کھول کھول کر خالہ رشیدا ں کو سمجھانی پڑی تھی بولی آپ رحمان کو سوچ کر پریشان نہ ہوں۔ وہ میری بات کو رد کرنا تو دور میرے فیصلے پر سوال بھی نہیں کرے گا مگر آپ اچھے سے سوچ لیں کہیں شائستہ یا آپ کے بیٹوں اور بہوؤں کو اعتراض نہ ہو۔

خالہ رشیدہ نے کہا شائستہ کو میں منا لوں گی۔ وہ شادی کے نام سے بھی اب گھبراتی ہے مگر اسے یقین دلاوں گی کہ اسے اور اس کے بیٹے کو مکمل محبت اور تحفظ ملے گا، جہاں تک بیٹوں اور ان کی بیویوں کی بات ہے تو انھیں پیسے سے مطلب ہے؟ شائستہ یا اس کے بچے سے کس کو لگاو ہے؟

فائقہ ہر بات صاف صاف کرنے کے موڈ میں تھی تو خالہ کی حامی بھرتے ہی بولی خالہ ایک بات اور

خالہ رشیداں نے فائقہ کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا تو فائقہ بولی شائستہ کا بیٹا ساتھ نہیں آئے گا۔ میں پچاس ہزار روپیہ ماہانہ خرچ لگادوں گی اس کا۔ پھر تو وہ کسی پر بوجھ بھی نہیں ہو گا اور خود ہی اسے اس کے ماموں ممانیاں پال لیں گی۔

خالہ رشیدہ کو ایسی کسی بات کی امید نہیں تھی۔ وہ پریشان ہوتے ہوئے بولیں شائستہ کبھی بھی نہیں مانے گی وہ تو پانچ منٹ اپنے بیٹے سے الگ نہیں ہوتی۔

فائقہ نے کہا بیٹے کے اچھے مستقبل کے لئے بھی نہیں۔ اتنی رقم ملے گی۔ بچے کی اچھے سے نشو ونما ہو گی۔

پھر رعب دیتے ہوئے انداز میں بولی خیر جیسی آپ کی مرضی، میں تو آپ ہی لوگوں کے ساتھ بھلائی کر رہی تھی۔

خالہ رشیدہ گہری سوچ میں کھو گئیں مگر پھر فائقہ کی آواز پر چونک گئیں، فائقہ نے ایک کاغذ پر کچھ لکھ کر خالہ کی طرف بڑھاتے ہوئے بولی خالہ یہ میرا فون نمبر ہے۔ اگر فیصلہ ہاں میں ہو تو کال کر دینا۔ میرا تو اس سب میں کوئی فائدہ نہیں۔ میں تو آپ لوگوں کے ساتھ ہی نیکی کرنے کا سوچ رہی تھی۔ چلیں جیسے آپ کی مرضی؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

خالہ رشیداں جو فائقہ کی بات سے بہت پریشان ہو گئیں تھیں بولیں میں ذرا شائستہ سے بات کر لوں پھر بتاوں گی آپ کو۔ میں جانتی ہو وہ کسی بھی قیمت پر بیٹے کو چھوڑ کر جانے پر مانے گی نہیں۔

فائقہ اٹھ کر جانے لگی تو رک کر بولی میں منتظر رہوں گی۔ اس یقین کے ساتھ کہ آپ شائستہ کو سمجھائیں گی کہ بیٹے کے بہتر مستقبل کے لئے اس سے دوری میں کوئی حرج نہیں اور پھر مہینے میں ایک بار وہ خود آ کر بیٹے سے مل جایا کرے گی۔

فائقہ یہ سب کہہ کر آگے بڑھ گئی مگر اپنے پیچھے خالہ رشیداں کو بہت ساری سوچوں کے ساتھ چھوڑ گئی۔ فائقہ خود بھی سارا راستہ سوچتی رہی مجبوری انسان سے کیا کیا کرواتی ہے۔ پوتوں کی خاطر اس علاقے میں آئی جہاں بدبو سے اس کا سانس رکتا ہے اور اتنے کمی لوگوں سے سر کھپایا جن کو منہ لگانا پسند نہیں کرتی ہوں۔

رات ڈنر پر فائقہ نے جمال اور رحمان کے سامنے دن بھر کی روداد سنائی تو رحمان نے کہا امی آپ نے بلکل ٹھیک کیا، صاف صاف بات کی۔

جمال جو فائقہ اور رحمان کی سوچ سے بلکل بھی خوش نہیں تھا ناراضگی کے انداز میں بولا فائقہ

میری ایک بات دھیان سے سن لو! اگر اس بچی کو بہو بنا کر لاو گی تو اس کا بیٹا بھی ساتھ میں آئے گا ورنہ میں اس حق میں نہیں کہ کسی بچے والی عورت سے نکاح کروایا جائے رحمان کا۔ معصوم بچے کی بد دعائیں مت لینا۔

رحمان نے بہت حقیرانہ انداز میں کہا جانے وہ کس کم ذات کا خون ہے۔ ہمارے گھر آیا تو میرے بیٹوں پر برا اثر نہ پڑے۔

جمال جو رحمان کے رویے پر پہلے ہی غصے سے بھرا بیٹھا تھا اس جملے پر تو اس کا خون کھولنے لگا وہ دونوں ہاتھوں سے تالی بجاتے ہوئے بولا مان لیتے ہیں تمہاری بات لمحہ بھر کے لئے کہ وہ کم ذات کا خون ہو گا مگر نعمان اور فرقان تو اعلی نسل، حسب کے ہیں نا۔۔۔ تو یہ اثر لینے کی بجائے اس پر اپنا اثر چھوڑ دیں۔۔۔ تمہیں تو اپنی اولاد اپنے خون پر ہی اعتبار نہیں ورنہ تم یہ جملہ نہ کہتے ایک معصوم بچے کے لئے۔

●■●■●■●

تجھ کو بھولے تو دعا تک بھولے

اور وہی وقت دعا تھا شاید۔۔۔

جمال کو فائقہ اور رحمان کے رویے پر بہت غصہ آرہا تھا۔

رحمان نے جمال سے تو کچھ نہ کہا مگر فائقہ کو مخاطب کرتے ہوئے بولا امی مجھے میرے بچوں کی تربیت اور دیکھ ریکھ کے لئے اچھی عورت کی ضرورت ہے۔ بچے کی ماں اپنا ڈھائی سال کا بچہ ساتھ لائے گی تو میرے بچوں کو کیا وقت اور توجہ دے گی۔ جس کو مرضی لائیں اس گھر میں مگر جو بھی آئے اسے صاف صاف بتا دینا میں اپنے بچوں کی حق تلفی پر کمپرومائز بلکل نہیں کروں گا۔

جمال کو اس وقت اپنی تربیت پر غصہ آرہا تھا وہ ڈانٹنے والے انداز میں فائقہ سے مخاطب ہوتے ہوئے بولا فائقہ اگر اس بچی کو لاوگی تو اس کا بچہ بھی ساتھ آئے گا یہ میرا آخری فیصلہ ہے اور اب تم جب جاوگی رشتے کے سلسلے میں تو میں ساتھ تمہارے ساتھ جاوں گا۔

فائقہ سوچ میں پڑ گئی کہ کیا کرے۔ ہفتہ گزر گیا مگر خالہ رشیدہ کی کال نہیں آئی۔ فائقہ کو یقین ہو گیا کہ شائستہ نہیں مانی ہو گی۔

فائقہ بہت پریشان رہنے لگی کہ اس سے بہتر کوئی رشتہ مل ہی نہیں سکتا تھا۔ شائستہ سانولے

رنگ کی لڑکی تھی، نقش بھی کچھ بہت خاص نہیں تھے مگر بہت جاذب نظر تھی۔ پاکیزگی اور نور نے اس کے چہرے کو روشن کر رکھا تھا۔ کم گو اور صاف ستھری اور پھر ساری زندگی کا احسان بھی کہ اس کی مدد کے لئے یہ رشتہ کیا ورنہ رحمان کو رشتوں کی کوئی کمی تو تھی نہیں۔

بچے اب سارا دن روتے رہتے فائقہ کو اکتاہٹ ہونے لگی۔۔۔ ڈیڑھ ہفتے بعد اس نے جمال سے بات کی کہ وہ ساتھ چلے رشتے کی بات کرنے۔ جمال نے فائقہ سے صاف صاف کہہ دیا کہ بچہ چھوڑ کر آنے کی شرط نہیں رکھی جائے گی۔ اس وقت گھر کے جو حالات چل رہے تھے، بچوں کو سنبھالنے کی کوئی بھی شرط رکھو فائقہ مان لیتی۔

جمال حامی بھرتے ہوئے بولا کل ہفتہ ہے تو میں مل لیٹ چلا جاوں گا۔ تب چلیں گے۔ تم آج بازار جا کر اس بچی کے لئے کوئی رسم کے وقت پہننے کے لئے جوڑا اور دوسری چیزیں لے آنا اور یاد رکھنا چیزیں اس کی حیثیت دیکھ کر نہیں بلکہ اپنی حیثیت کے مطابق لانا۔

خالدہ راشدہ کو بتا دو مگر رسم کرنے صرف تم اور میں جائیں گے۔ تیسرا کوئی نہیں جائے گا۔

فائقہ کو جمال کی کوئی بھی بات پسند نہیں آئی تھی مگر اس وقت اس کا چپ رہنا ہی بہتر تھا۔

فائقہ نا چاہتے ہوئے بھی بازار گئی اور منگنی کی رسم کے لئے سوٹ اور ایک انگوٹھی لی۔ رات

کھانے پر جمال نے خود رحمان کو بتایا کہ تمہاری ماں بچے نہیں سنبھال سکتی اب۔ اگر کوئی لڑکی تمہاری نظر میں ہے ہمسفر بنانے کے لئے تو بتادو ورنہ کل ہم تمہارا رشتہ طے کرنے جا رہے ہیں خالہ رشید اں کی اسی بیٹی کے ساتھ۔

رحمان بولا ابو جس سے مرضی اب نکاح پڑھوا دیں مجھے صرف اپنے بچوں کی دیکھ ریکھ کے لئے آیا قسم کی عورت کی ضرورت ہے جو اپنی زندگی کا ہر پل، ہر لمحہ میرے بچوں پر صرف کرے۔

رحمان کی بات کو اگنور کرتے ہوئے جمال پھر سے بات جاری رکھتے ہوئے بولا رحمان احمد وہ لڑکی جسے تمہاری ماں نے چنا ہے ایک بچے کی ماں ہے اور وہ بچہ بھی ماں کے ساتھ یہاں آئے گا۔ میں اپنے بچوں کی خاطر اس معصوم بچے سے اس کی ماں چھیننے کی اجازت نہیں دوں گا۔ تم بے شک باپ کی محبت مت دینا مگر کم از کم اس کو ماں کی ممتا سے محروم مت کرو۔

رحمان جو بلکل بھی ایسا نہیں چاہتا تھا بولا ابو بٹی ہوئی عورت نا تو میرے بچوں کو محبت اور وقت دے پائے گی اور نہ ہی گھر کو توجہ۔

جمال جو غصے سے بھرا بیٹھا تھا رحمان کی باتوں سے وہ نہایت محبت بھرے انداز میں رحمان کو سمجھاتے ہوئے بولا بیٹا جب ماں سے اولاد دور کر دو تو وہ اندر سے مرجھا جاتی ہے اور مرجھائی عورت کیا محبت دے گی اور کیا توجہ۔ اسے تو ہر وقت اپنے بچے کی فکر رہے گی تو بہتر ہے کہ وہ بچہ ساتھ لائے۔

اس سے پہلے کہ فائقہ یا رحمان کچھ بھی کہتے جمال نے حتمی فیصلہ سناتے ہوئے کہا خیر وہ لڑکی اپنا بچہ ساتھ لائے گی یہ میرا فیصلہ ہے۔ کل صبح تم ٹائم سے مل چلے جانا کیونکہ مجھے تمہاری ماں کے ساتھ جانا ہے۔

رحمان بنا کچھ بولے ہاں میں گردن ہلاتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

اگلے دن صبح دس بجے کے قریب جمال اور فائقہ تیار ہو کر خالہ رشیدہ کے گھر جانے کے لئے نکل گئے۔ راستے سے جمال نے گیارہ کلو میٹھائی کا ٹوکرا لیا۔ بہت سا پھل لیا اور اس کے بیٹے کے لئے کھلونے لئے۔ فائقہ ناراض تھی اس سب سے مگر اس وقت خاموش رہنے میں ہی عافیت تھی۔

گاڑی اس محلے میں گئی تو فائقہ نے حسب عادت ناک پر کپڑا رکھ لیا۔ ڈرائیور نے گاڑی روکی

اور اتر کر دروازہ کھٹکھٹکانے گیا۔ دو سیکنڈ میں ہی دروازہ کھل گیا۔ اندر سے بھاری بھر کم جسم والے آدمی نے باہر گاڑی میں جھانکا اور گاڑی کی طرف آ گیا۔ فائقہ کو جھک کر سلام کرتے ہوئے اندر آنے کا کہا۔

فائقہ نے جمال کو بتایا کہ یہ خالہ رشیدہ کا بڑا بیٹا فیضان ہے۔ خالہ رشیدہ کے چار بیٹے ہیں اور چاروں ہی شادی شدہ ہیں اور جانے کتنے ہی بچے ہیں۔ شائستہ کے علاوہ ایک بہن ہے جس کا شوہر سموسے لگاتا ہے۔ شائستہ گھر میں سب سے چھوٹی ہے۔ جمال سب بات پوری توجہ سے سنتا رہا۔

خالہ رشیدہ جمال کو دیکھ کر حیران ہونے کے ساتھ ساتھ بہت خوش بھی ہوئیں۔ جمال کے بارے میں پورے خاندان میں مشہور تھا کہ اس کے پاس کتنی دولت ہے اسے خود بھی اندازہ نہیں اور یہ کہ وہ کہیں زیادہ آتا جاتا نہیں تو اسے اپنے گھر دیکھ کر عجیب سی کیفیت تھی۔ خالہ رشیدہ سر پر پیار اور بلائیں لیتی دعائیں دیئے جا رہی تھیں۔ گھر کی سب سے قیمتی کرسیاں میز لائے گئے۔

خالہ رشیدہ بولیں بہت خوش قسمت ہوں میں کہ تم دونوں میرے گھر آئے۔

جمال نے مسکراتے ہوئے کہا کہ خوش قسمت تو ہم ہیں کہ آپ کی زندگی میں ملنے کا موقع ملا۔ بزرگوں سے ملنا بھی خوش نصیبی کی بات ہوتی ہے۔ آپ کیسی ہیں؟

اس سے پہلے کہ خالہ کوئی بھی بات کرتیں، فائقہ نے خالہ رشیدا ں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا خالہ آج میں اور جمال خاص مقصد کے لئے آئے ہیں۔ اس یقین اور امید کے ساتھ کہ آپ ہمیں مایوس نہیں کریں گی۔

خالہ رشیدہ بولیں مجھ غریب کے پاس ہے ہی کیا کہ میں منع کروں۔ میری جان مانگ لو بیٹا۔

جمال نہایت محبت بھرے انداز میں بولا خالہ ہم آپ کی جان ہی مانگنے آئے ہیں۔ ہم آپ کی بیٹی کا رشتہ اپنے بیٹے کے لئے مانگنا چاہتے ہیں آپ کی رضامندی کے ساتھ، میرے خیال میں آپ جانتی ہوں گی کہ رحمان کی بیوی چھ ماہ پہلے فوت ہو گئی تھی۔ اس کے دو بیٹے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کی بیٹی ہمارے پوتوں کی ذمہ داری لے لے۔

خالہ رشیدہ کو فائقہ کہہ تو گئی تھی یہ بات مگر ساتھ جو شرط لگا گئی تھی اس کی وجہ سے شائستہ نے حامی نہیں بھری تھی۔

خالہ رشیدہ نے کہا جمال پتر فائقہ نے کہی تھی یہ بات مگر شائستہ نہیں مانی۔ وہ کہتی ہے کہ

محنت مزدوری کر کے اپنا بچہ پالے گی مگر اسے ایک پل کے لئے بھی اکیلا نہیں چھوڑے گی۔اسی وجہ سے میں نے ابھی تک کوئی جواب نہیں دیا۔

فائقہ شرمندہ سی ہو کر بولی وہ تو بس میں نے ویسے ہی کہہ دیا تھا۔

جمال جو شائستہ کی سوچ سے خوش تھا اور خالہ رشیداں کی پریشانی بھانپ گیا تھا بولا کوئی بھی ماں کیسے اپنا بچہ چھوڑ سکتی ہے اور اتنے ظالم ہم کیسے ہو سکتے ہیں کہ اپنے پوتوں کے لئے تو ماں لائیں مگر اس ماں سے اسی کی اولاد دور کر دیں، ہمیں شائستہ اس کے بیٹے کے ساتھ قبول ہے۔

گھر میں موجود چار میں سے تین بھابیاں اور تینوں بھائی شائستہ کی قسمت پر رشک کر رہے تھے۔۔۔بڑی تینوں بھابیاں تو پریشان بھی تھیں کہ شائستہ کے جانے کے بعد گھر میں آنے والی ایک لگی بندھی آمدن رک جائے گی البتہ چھوٹی بھابی *عائشہ* جو شائستہ کی دوست بھی تھی۔دل سے بہت خوش تھی۔پوچھنے پر کہ شائستہ کہاں ہے پتا چلا کہ اس کے بیٹے کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی تو چھوٹے بھائی اکرم کے ساتھ ڈاکٹر پر گئی ہے۔

کچھ ہی دیر میں شائستہ بھی آ گئی۔جمال اور فائقہ کو گھر کے صحن میں دیکھ کر سلام کر کے

آگے بڑھ گئی۔عائشہ اس کے پاس آئی بتانے فائقہ بنا کسی شرط کے اپنے بیٹے رحمان کے ساتھ تمہارا رشتہ کرنا چاہتی ہیں۔

کچھ دیر بعد اکرم نے عائشہ سے کہا کہ شائستہ کو بلائے جمال صاحب اس سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں۔

شائستہ بلکل بھی شادی نہیں کرنا چاہتی تھی۔اس کا شادی کا پہلا تجربہ بہت ہی برا ثابت ہوا تھا۔اکرم سے شائستہ ہر بات کر لیتی تھی۔وہ بھائی دوستوں جیسا تھا جبکہ بڑے تینوں بھائی بہت ظالم تھے۔بیویوں کے کہنے پر مار پیٹ بھی کرتے اور اسے کئی کئی دن بھوکا بھی رکھتے۔اس کے سارے پیسے بھی لے لیتے۔عائشہ یا اکرم رات چوری اسے کھانا کھلاتے۔

شائستہ دکھی ہوتے ہوئے بولی بھائی میں شادی نہیں کرنا چاہتی، آپ منع کر دیں۔

اکرم جو دل سے چاہتا تھا کہ شائستہ اس جہنم نما سے گھر سے نکل جائے۔بہت محبت بھرے انداز میں شائستہ سے بولا میری گڑیا!

ایک بار مل لو،بات کر لو۔

اس میں کوئی حرج نہیں، پھر جو بھی فیصلہ کرو گی میں اور عائشہ تمہارے ساتھ ہوں گے مگر ایک بات کا دھیان رکھنا۔ امن کو اچھا ماحول اور اچھی تربیت دینے کا اس سے بہتر موقع نہیں ملے گا۔ امن سے جڑے تمہارے سارے خواب پورے ہو جائیں گے۔ یہاں رہ کر جتنی بھی محنت کرو گی کوئی فائدہ نہیں ہو گا کیونکہ فیضان، لقمان اور وسیم تینوں ہی تمہارے پیسے ہمیشہ لے لیا کریں گے۔

ابھی تو امن چھوٹا ہے بہت۔ پھر اسکول کالج کے خرچے، آفسر بنانے پر خرچے، تمہارے پاس بچے گا ہی کچھ نہیں تو یہ خرچے کیسے کرو گی؟

Clubb of Quality Content

●■●■●

قیامت یقینا قریب آ گئی ہے

خمار اب تو مسجد میں جانے لگے ہیں

شائستہ بھائی کو اپنا ڈر سمجھاتے ہوئے بولی بھائی آپ فائقہ کی بات سن چکے ہیں۔ اگر اس نے امن ساتھ رکھنے تو دیا مگر میرے بیٹے کو اسکول جانے نہ دیا۔ مجھے بہت ڈر لگ رہا

ہے۔ میں امن کی خاطر جی رہی ہوں اور تو اب کچھ نہیں میری زندگی کا مقصد۔

عائشہ جو شائستہ سے بے پناہ محبت کرتی تھی اسے سمجھاتے ہوئے بولی تم یہ کیوں نہیں سوچتی کہ تم دو اور بچوں کو ممتا دو گی۔ تمہیں دو اور بیٹے ملیں گے اور امن کو بھائی۔ تمہاری نیت اچھی ہو گی تو خدا مدد کرے گا، امن کو اچھا ماحول ملے گا۔ ضرورتوں اور خواہشوں کے لئے ترسنا نہیں پڑے گا۔ باپ کی محبت، دادا دادی کا پیار سب ہی ملے گا اسے۔

شائستہ کے دل میں ہزاروں وسوسے جنم لے رہے تھے اس نے ساری بات سن کر سوال کر ڈالا اگر نہ ملا تو؟

اکرم جو دل سے اس رشتے کے حق میں تھا بولا میری پیاری سی بہن تم اپنے حصے کی محبت دیئے جانا باقی خدا پر چھوڑ دینا۔ وہ سب بہتر کرے گا۔ *انشاءاللہ* کم از کم تمہاری اور امن کی مشکلیں تو ختم ہوں گی۔ روز روز کی بے جا مار پیٹ سے تو چھٹکارا ملے گا۔ جمال صاحب ایک بھلے انسان لگ رہے ہیں۔ تم بلکل پریشان مت ہو میں خود ان سے پہلے ہی سب معاملات طے کر لیتا ہوں۔

شائستہ نہ چاہتے ہوئے بھی اکرم اور عائشہ کے کہنے پر جمال سے بات کرنے چلی گئی۔

شائستہ نے بہت ادب اور تمیز سے سلام کر کے پوچھا جی۔۔۔ آپ کچھ بات کہنا چاہتے تھے۔

جمال اسے غور سے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔۔۔ بیٹا کیا آپ جانتی ہو کہ ہم اپنے بیٹے رحمان کے لئے آپ کا رشتہ لے کر آئے ہیں۔

شائستہ جی

جمال نے پھر سوال کیا آپ یہ شادی کرنا چاہتی ہو یا نہیں؟

شائستہ جو فائقہ کی باتوں سے ڈری ہوئی تھی بولی اس شادی کو لے کر میرے دل میں کچھ سے خدشات ہیں۔ اگر آپ برا نہ منائیں تو کیا میں آپ سے بات کر سکتی ہوں؟

جمال مسکراتے ہوئے بولا بلکل جو بھی ڈر ہے دل میں اس متعلق، بیٹا آپ ان کے بارے سوال کر سکتی ہو۔

جمال کے انداز اور لہجے سے شائستہ کا ڈر کچھ کم ہوا اور تحمل مزاجی سے دھیمے لہجے میں بولی میں ایک بچے کی ماں ہوں۔

میں اپنا بچہ چھوڑ کر کبھی نہیں جاوں گی، جس طرح آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کے پوتوں کی

ماں بن کر محبت دوں اور تربیت کروں۔

بدلے میں، میں بھی یہی چاہوں گی کہ میرے بیٹے کو بھی محبت ملے۔ اسے رشتے ملیں۔ اسے پڑھایا لکھایا جائے تاکہ وہ آفسر بن سکے۔

جمال نہایت توجہ سے شائستہ کی باتیں سن رہا تھا کچھ سیکنڈ رک کر شائستہ دوبارہ بولی میں سچے دل اور پورے خلوص سے اپنے بیٹے کے حصے کی ممتا شئیر کروں گی مگر بدلے میں صرف اپنے بیٹے کے لئے بہتر مستقبل چاہتی ہوں۔

جمال نے نہایت محبت اور شفقت بھرے لہجے میں کہا بیٹا آپ اپنا بچہ ساتھ ہی لے کر جاو گی اور میں جمال احمد وعدہ کرتا ہوں کہ کم از کم میں آپ کے بیٹے کا دادا اسی پل بن جاوں گا جس پل آپ میرے بیٹے سے نکاح کرو گی اور میری نسل، میرے خون، میرے پوتوں کو دل سے اپناو گی۔

میں یقین دلاتا ہوں رحمان اور اس کی والدہ بھی اسے دل سے اپنائیں گے۔ آپ کو اب تو کوئی اعتراض نہیں۔

جمال نے خالہ رشیداں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا خالہ اگر آپ کی اجازت ہو تو ہم ایک

چھوٹی سی رسم کرلیں ابھی۔ خالہ رشیداں کی آنکھوں میں نمی اتر آئی اور بنا کچھ بولے خاموش نظروں سے رسم کرنے کی اجازت دے دی۔ اجازت ملتے ہی جمال نے فائقہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا فائقہ رسم کرو۔

فائقہ نے پرس سے انگوٹھی نکالی اور شائستہ کو پہنادی۔ پھر سوٹ اور باقی لائیں چیزیں شائستہ کی طرف بڑھادیں۔ جمال نے شائستہ کو امن کے لئے لائے کھلونے دیئے۔

خالہ رشیدہ کی آنکھوں سے آنسو نکل کر ان کے گال پر آگئے۔ اپنی بیٹی کو اچھے نصیب اور خوشیوں کی دعائیں دینے لگیں۔ اکرم اور عائشہ تو بہت زیادہ خوش تھے۔

خوش تو بڑے تینوں بھائی بھی تھے مگر ان کی خوشی عارضی تھی کیونکہ کچھ ہی دیر بعد ان کی بیویوں نے ان کو شائستہ کے خلاف کردینا تھا۔

رسم کرنے کے بعد فائقہ نے خالہ رشیداں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا جمعہ کے دن ہم چند لوگوں کے ساتھ آئیں گے اور شائستہ کا نکاح پڑھوا کر لے جائیں گے،، بہت زیادہ مہمان نہیں ہوں گے بس قریبی رشتے دار ہی ہوں گے۔

خالہ رشیدہ پریشان ہوتے ہوئے بولیں اتنی جلدی۔ ہمیں تیاری کا کچھ وقت تو دیں۔

جمال نے مسکراتے ہوئے بولا آپ کسی قسم کی کوئی تیاری مت کریں۔ آپ اپنی سب سے قیمتی چیز اپنی بیٹی تو پہلے ہی ہمیں دے رہی ہیں اور اللہ کا بڑا کرم ہے ہمارے پاس اللہ کا دیا سب کچھ ہے۔ بس جس کی کمی ہے وہ ہم سادگی کے ساتھ جلد از جلد لے جانا چاہتے ہیں۔

فائقہ خالہ رشیدہ کو ایک پیکٹ پکڑاتے ہوئے کہا یہ رکھ لیں اور شائستہ کے لئے اس کی پسند کے کچھ کپڑے بنوالیں ان دنوں میں۔ میں بھی بنوالوں گی مگر اس کی پسند اور ضرورت کی اور دوسری چیزیں لے دیں۔

رسم کرنے کے بعد دونوں گھر کے لئے نکلے مگر جمال نے ڈرائیور سے کہا کہ راستے میں لال کھوہ والوں کے پاس گاڑی روکے، وہاں سے اس نے میٹھائی کے دو ٹوکرے بنوائے اور راشدہ کے گھر جانے کو کہا ڈرائیور کو۔

راشدہ اور خالدہ دونوں ہی جمال کی بہنوں کے گھر بیاہی ہوئیں تھیں۔ راشدہ کی ساس مطلب جمال کی بہن بھائی بھابی کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔

جمال نے بہت خوشی سے بتایا کہ راشدہ ہم نے تم دونوں بہنوں کی بات مان کر رحمان کا رشتہ طے کر دیا ہے۔

راشدہ خوش ہوتے ہوئے بولی بہت اچھا کیا ہے مگر کہاں کیا ہے امی۔

فائقہ نے بتایا کہ وہ خالہ رشیدہ ہیں نا ان کی بیٹی سے۔

راشدہ نے فکر مندانہ انداز میں کہا وہ تو بہت غریب لوگ ہیں نا؟

جمال نے جواب دیا ہم بیٹی لے کر آرہے ہیں۔

دے نہیں رہے کہ پریشانی ہو۔

خیر جمعہ کو نکاح ہے تو سب پہنچ جانا

راشدہ نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا اس جمعہ کو، مطلب تین دن بعد۔

فائقہ نے منہ بسورتے ہوئے کہاہاں اسی جمعہ کو تین دن بعد۔

راشدہ کے شوہر خرم اور باقی سب گھر والوں نے بہت مبارک باد دی اور مقررہ وقت پر پہنچنے کا وعدہ کیا تو جمال اور فائقہ وہاں سے خالدہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

خالدہ بھی یہ خبر سن کر خوش تو بہت ہوئی مگر ساتھ ساتھ کئی سوالات اس کے دماغ میں بھی پھرنے لگے۔

خالدہ نے کہا امی اس کا تو ایک بچہ بھی ہے شاید۔

جمال تو جیسے ہر طرح کے سوالات کے لئے پہلے ہی ذہنی طور پر تیار بیٹھا تھا بیٹی کی بات سنتے ہی بولا تو؟؟

تمہارا بھائی دو دو بچوں کا باپ بھی ہے۔

خالدہ باپ کی بات پر لاجواب ہوتے ہوئے بولی وہ بچہ تو ساتھ نہیں لائے گی نا؟

اس سوال کے جواب میں جمال نے ناراض ہوتے ہوئے سوالیہانداز میں کہا کیوں؟؟

کیوں نہیں ساتھ لائے گی؟

خالدہ جس کے دماغ میں بہت سے سوالات آرہے تھے بولی ابو پھر وہ نعمان فرقان کو محبت نہیں دے پائے گی جب اپنا بچہ ساتھ ہو گا؟

جمال بیٹی کو سمجھاتے اور جب بچہ ساتھ نہیں ہو گا تب اپنے بچے کی یاد میں روتی رہے گی۔

انسانیت بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔

اس سے اس کی اولاد چھین کر ہم سب یہ امید کریں کہ وہ ہماری اولاد کو محبت دے۔

تم خود بھی ایک ماں ہو بیٹا سوچنا ذرا کہ تم اپنی اولاد کی جگہ کسی بھی اور کو کیا کبھی دے سکتی ہو ۔۔۔اگر تم یہ نہیں کر سکتی تو وہ بھی ایک ماں ہے۔

فائقہ جو اپنے شوہر سے بلکل بھی متفق نہیں تھی جمال کو ٹوکتے ہوئے بولی آپ اب شائستہ سے خالدہ کو تو مت ملائیں۔

جمال نے خالدہ کی طرف دیکھتے ہوئے فائقہ کو جواب دیا کاش تم اتنی سمجھدار ہوتی کہ میری بیٹی کے سامنے یہ بات نہ کرتی۔

پھر خالدہ کو مخاطب کرتے ہوئے بولا میری جان ہو تم دونوں بہنیں میری لاڈلی بیٹیاں ہو اور اس بات کا مجھے ثبوت دینے کی ضرورت نہیں میرے خیال میں۔ بیٹا میں شائستہ کا مقابلہ تم سے نہیں کر رہا بلکہ ایک ماں کا مقابلہ دوسری ماں سے کر رہا ہوں۔

خالدہ مسکراتے ہوئے بولی ابو آپ کو یہ سب کہنے کی ضرورت نہیں میں پہلے ہی آپ کی بات سمجھ گئی تھی اور میں آپ کی رائے سے اتفاق کرتی ہوں۔

فائقہ کہنا چاہتی تھی کہ جمال جو بھی سوچ اور کہہ رہا ہے بلکل بھی ٹھیک نہیں مگر وہ اس وقت کوئی بدمزگی نہیں چاہتی تھی تو بات بدلتے ہوئے بولی جمعہ کو نکاح ہے پھر خالدہ کی ساس اپنی نند کو مخاطب کرتے ہوئے آپ سب وقت پر پہنچ جانا۔

خالدہ کا شوہر زمان اور اس کی والدہ مبارک باد دیتے ہوئے بولے بے فکر ہو جاو ہم وقت پر

پہنچ جائیں گے۔

گھر واپسی کے راستے میں جمال نے فائقہ کو مخاطب کر کے کہا تمہارے پاس بھی تیاری کے لئے وقت تھوڑا ہے۔ اس بچی اور اس کے بیٹے کے لئے کپڑے اور دوسری ضرورت کی اشیاء خرید لو۔

فائقہ چڑنے والے انداز میں بولی راحیلہ کے سارے کپڑے پڑے ہیں وہی پہن لے گی اور اس کا بیٹا کون سا کہیں کا شہزادہ ہے۔ نعمان کے کپڑے اسے آجائیں گے تو اس کے پرانے کپڑے پہن لے گا ویسے بھی ان لوگوں کو اترن ہی پہننے کی عادت ہے اور اتنی قیمتی اترن تو خواب میں بھی نہیں پہنی ہو گی۔

جمال کو اپنی بیوی کی سوچ پر بہت غصہ آیا وہ بولا فائقہ کچھ تو خدا کا خوف کرو۔

بہو بنا کر لا رہی ہو اس کے لئے اس کے سائز کے کپڑے لو اور جو بات آج کہی ہے دوبارہ کہنا تو دور، سوچنا بھی مت۔

تم کب سے اتنا چھوٹا سوچنا شروع ہو گئی ہو۔

جمال کی بات پر فائقہ کا موڈ اف ہو گیا اس کے بعد دونوں کے درمیان کوئی بات نہیں

ہوئی۔ گھر پہنچ کر جمال نے فائقہ سے کہا ایک کپ چائے پلوا دو۔۔۔ پھر مجھے مل جانے کے لئے نکلنا ہے۔

تین دن بعد جمعہ تھا۔ نکاح کے وقت پہننے کے لئے جوڑا، زیور، جوتی سب خرید کر فائقہ نے ڈرائیور کے ہاتھ بھجوا دیا۔ جمعہ کے دن عصر کے بعد نکاح کا وقت رکھا گیا۔ طے یہ ہوا کہ گھر سے کھانا کھلا کر مہمانوں کو نکاح کے لئے لے کر جایا جائے گا اور پھر واپسی پر انھیں اپنے گھر واپس آ کر کھانا کھلایا جائے گا۔ فائقہ اور رحمان دونوں ہی اس سے خوش نہیں تھے مگر خاموش تھے۔ کھانے کے بعد خالہ رشیدہ کے گھر کی طرف روانگی کا سفر شروع ہوا۔

●■●■●■●

طلب عشق مٹا دی ہم نے

اس کو رو کا نہ صدا دی ہم نے

سب ہی حیران تھے کہ فائقہ اور جمال کیسے اتنے گندے علاقے میں نکاح کرنے آئے ہیں بھلا انھیں اپنے گھر بلا لیتے مگر جمال کے خیال تھا کہ اس سے لڑکی والوں کی عزت

نفس مجروح ہو گا۔

غریبوں کے محلے میں کئی گاڑیاں رکیں تو محلے دار شائستہ کی قسمت پر رشک کرنے لگے۔ کوئی کہہ رہا تھا کہ محلوں میں راج کرے گی اور کسی کے منہ میں تھا کہ بچی نے چھوٹی سی عمر میں بہت درد سہہ لیا اب اجر کی باری ہے۔ کسی کے انداز سے جیلسی ٹپک رہی تھی اور کوئی دل سے دعائیں دے رہا تھا۔

نکاح کے وقت فائقہ نے شرط رکھی کہ خالہ رشیدہ کے علاوہ کوئی کبھی بھی شائستہ سے ملنے وہاں نہیں آئے گا اور خالہ رشیدہ بھی مہینے میں صرف ایک بار ملنے آئیں گی۔

یہ بات جمال کو بہت بری لگی مگر عین نکاح کے وقت بیوی کو لوگوں کے سامنے کچھ بھی کہنا غلط تھا تو وہ خاموش رہا۔ شائستہ کو بھی یہ بات بہت بری لگی مگر اکرم اور عائشہ نے سمجھایا کہ ایک لحاظ سے تو اچھا ہی ہے ورنہ روز سارے کچھ نہ کچھ مانگنے پہنچے ہوں گے۔

نکاح کے فوراً ساتھ ہی رخصتی ہو گئی اور شائستہ دلہن بنی رحمان کے گھر پہنچ گئی۔ عائشہ نے امن کو ساتھ لے کر جانے سے منع کر دیا کہ نئی جگہ اور لوگ ہیں۔ ایک دو دن بعد آ کر لے جانا۔ شائستہ کے لئے ایک منٹ بھی امن کے بغیر رہنا ناممکن تھا مگر آج وہ امن کی ہی خاطر

اس سے دور جا رہی تھی۔ عائشہ اور اکرم نے اسے سمجھایا کہ در گزر کرنا، برداشت کرنا اور ہمت مت ہارنا اللہ تعالی اس کی مدد ضرور کرے گا اور ایک دن وہ ضرور سرخرو ہو گی۔

جب شائستہ رخصت ہو کر گاڑی میں بیٹھی تو جمال نے خالہ رشیدہ سے پوچھا ہمارا پوتا امن کہاں ہے؟

خالہ رشیدہ کی جگہ اکرم بولا دراصل نئی جگہ اور نئے لوگ ہیں۔ شائستہ کے لئے بھی اور امن کے لئے بھی۔

شائستہ پہلے خود ایڈجسٹ ہو جائے پھر ایک دو دن بعد آپ ڈرائیور یا شائستہ کو بھیج دینا ہم سب سے مل بھی لے گی اور امن کو بھی لے جائے گی۔

جمال نے پوچھا کیا پہلے کبھی امن شائستہ کے بغیر رہا ہے؟

اکرم آنکھوں میں نمی لئے مسکراتے ہوئے بولا نہیں شائستہ تو ایک سیکنڈ کے لئے اسے خود سے دور نہیں کرتی مگر آج مجبوری ہے۔ اسے سمجھایا ہے اور عائشہ امن کا بہت خیال رکھے گی۔

جمال نے کہا تو آپ لوگ امن کو ہمارے ساتھ جانیں دیں۔

اکرم جمال کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا اور بولا جمال صاحب!! آپ سے ایک درخواست کرنی تھی۔ میری بہن نے بہت درد سہا ہے۔ وہ سیرت، دل اور زبان ہر لحاظ سے اپنے نام کی طرح پاکیزہ اور شائستہ ہے۔ وہ ہر رشتے کو نبھانے کی ہمیشہ مکمل کوشش کرتی ہے۔ مجھے یقین ہے وہ ایک بہترین ماں، اچھی بیوی اور سمجھدار بہو ثابت ہو گی۔

کچھ سیکنڈ رک کر دوبارہ اپنے آنسو پونچھتے ہوئے بولا مگر کبھی کوئی کوتاہی ہو جائے تو سزا دینے کی بجائے نظر انداز کر کے اسے سمجھا دیجئے گا اور ایک بات میں امن آپ کے حوالے کروں گا۔ اسے اور کچھ نہیں تو اعلی تعلیم کے ساتھ ساتھ کچھ وقت ضرور دے دیجئے گا کہ اس کی زندگی کا خالی پن بھی رشتوں کی مٹھاس سے بھر جائے۔

جمال نے مسکراتے ہوئے کہا بے فکر رہو۔ شائستہ کو بہو نہیں بیٹی بنا کر لے کر جا رہا ہوں اور امن کو پوتا۔ میں پوری کوشش کروں گا خدا کے سامنے شرمندہ نہ ہوں۔

خالدہ اور راشدہ اس رشتے سے خوش نہیں تھیں۔ گھر پہنچ کر شائستہ کو دروازے پر ہی کھڑا

چھوڑ کر سب اندر آ گئے۔ شائستہ دروازے سے آہستہ آہستہ چل کر اس صوفے تک آئی جہاں فائقہ بیٹھی تھی مگر فائقہ نے کوئی توجہ نہ دی۔

راشدہ کی ساس * فائقہ کی نند * نے کہا حیرت ہے فائقہ کہ تمہیں اس سے بہتر گھر اور خاندان نہیں ملا تھا تم نے تو ہماری ناک ہی کٹوا دی۔

راشدہ نے کہا امی رشتہ کرنے سے پہلے کسی سے مشورہ تو کر لیتیں۔

خالدہ کہاں چپ رہنے والی تھی وہ بھی بول پڑی کہ یہ ان پڑھ، جاہل کیا تربیت کرے گی ہمارے نعمان اور فرقان کی۔ اس سے تو بہتر تھا آپ دن میں ڈے کیئر سنٹر بھیج دیا کرتیں اور چار چار سال کے ہوتے تو بورڈنگ بھیج دیتیں۔

فائقہ جو پہلے ہی غصے میں بھری بیٹھی تھی ناراضگی کے انداز میں دونوں بیٹیوں پر برس پڑی تم دونوں تو اپنے اپنے سسرال جا کر بیٹھ گئیں کبھی پلٹ کر رہنے کو آئیں کہ دیکھ ہی لیں ماں کیسے دو چھوٹے بچے سنبھال رہی ہے اور مجھ سے اس عمر میں دو چھوٹے بچے صحیح نہیں سنبھالے جا رہے تھے۔ تمہارے ابو نے کہا کہ یہیں کر لو میں نے بھی سوچا کہ غریب لوگ ہیں ہمیشہ گردن جھکی رہے گی۔

خالدہ کی ساس * فائقہ کی دوسری نند * بولی فائقہ کچھ تو شرم کرو یہ کہتے ہوئے تمہاری بیٹی خود بچوں کی ماں ہے۔

اپنا گھر بار چھوڑ کر میکے بیٹھی رہتی کیا اور دوسری بات جسے تم بیاہ کر لائی ہو وہ بھی ایک بچے کی ماں ہے نظر رکھنا اس پر وہ اپنے بچے کو دیکھے گی یا تمہارے پوتوں کو۔

فائقہ حکمانہ انداز میں بولی میں جان نہ نکال دوں گی ذرا سی بھی کوتاہی برتی رحمان، نعمان یا فرقان کے معاملے میں۔

جس کام کے لئے اسے لائی ہوں پوری ذمہ داری سے کرے گی تو یہاں رہے گی ورنہ تین بول بلا کر واپس گندی بستی میں بھیج دوں گی۔

فائقہ اس سے بھی بے خبر تھی کہ جمال کب کا وہاں کھڑا سب سن رہا تھا۔ رحمان تو اپنے کمرے میں جا چکا تھا۔ شائستہ کھڑی سب سن کر صرف دل میں اپنی اور اپنے بیٹے کی بد نصیبی پر رو رہی تھی۔

جمال نے اپنی دونوں بہنوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا آپا آپ سب کو آج بڑی ہمدردی ہو رہی ہے میرے پوتوں سے اور اپنے بھتیجے رحمان سے۔۔۔ مگر رحمان کو بیوی اور اس کی

اولاد کو ماں کی ضرورت تھی تو میری کسی بہن نے آگے بڑھ اپنی کنواری بیٹی کا رشتہ نہ دیا اپنے لاڈلے بھتیجے کو۔

آج آپ سب یہ ہمدردیاں اپنے پاس رکھیں۔ میں کچھ کہتا نہیں تو مت سمجھیں کہ میں پاگل ہوں اور آپ سب کی حرکات دیکھتا بھی نہیں۔

پھر اپنی دونوں بیٹیوں کو مخاطب کرتے ہوئے جمال بولا۔۔ خالدہ، راشدہ چار دن رہیں تھیں تم لوگ تو سسرال، گھر اور گھر داری یاد آ گئی تھی۔ میرے خیال میں چھ ماہ ہو گئے ہیں راحیلہ کو ہم سب سے دور گئے تب کی گئی آج تم دونوں بلانے پر بھائی کے نکاح پر آئی ہو تو یہ سب باتیں اور خرافات یہاں مت کرنا آج کے بعد دوبارہ۔

پھر فائقہ کو مخاطب کرتے ہوئے جمال نے کہا کچھ تو خدا کا خوف کرو۔

کن لوگوں کی باتوں میں آ گئی ہو۔ جو وقت پڑنے پر آنکھوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔

بچی کو گھر بیاہ کر لائی ہو اور اس کے سامنے ہی اس کے متعلق اوٹ پٹانگ باتیں ہوتے سن رہی ہو ذرا بھی خیال نہیں آیا کہ اس کا دل دکھے گا۔

ملازمہ کو آواز دیتے ہوئے جمال بولا کالو چھوٹی بی بی کو پہلے کھانا لا کر دو، کھانا کھائیں پھر انھیں ان کے کمرے تک پہنچاو۔

شائستہ جو چپ چاپ کھڑی آنسو بہا رہے تھی بولی سر مجھے بھوک نہیں۔

جمال اس کی طرف دیکھتے ہوئے ہوئے بہت محبت بھرے لہجے میں بولا بیٹا میں خالدہ، راشدہ اور رحمان کی طرح باپ ہوں تمہارا تو تم مجھے ابو کہہ کر بلانا۔

دوسری بات یہ کہ بھوک نہیں بھی تو تھوڑا سا کھالو پھر جا کر آرام کرو۔

شائستہ وہیں کچھ دور پڑے صوفے پر بیٹھ گئی۔ فائقہ کو جمال کے اس انداز اور رویے پر بہت غصہ آیا۔ کالو نے کھانا لا کر دیا مگر شائستہ نہ کھا سکی۔ شائستہ ایک بار پھر اندر سے ٹوٹ گئی تھی۔ ایک بھی لقمہ لینا اس کے لئے محال ہو رہا تھا مشکل سے چار چھ لقمے لئے ہوں گے جب فائقہ نے حمیدہ سے کہا کہ اسے رحمان کے کمرے میں چھوڑ آو۔

حمیدہ آگے آگے تھی اور شائستہ اس کے پیچھے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے حمیدہ اسے بہت غور سے مڑ مڑ کر دیکھ رہی تھی۔ دبلی پتلی اچھے خاصے سانولے رنگ میں بھی شائستہ بہت حسین لگ رہی تھی۔ اوپر کی منزل پر پہنچ کر رحمان کے کمرے کے سامنے حمیدہ رک گئی یہ

رحمان صاحب کا کمرا ہے۔ دراصل بہو بیگم کے گزرنے کے بعد رحمان صاحب کافی چڑچڑے ہو گئے ہیں۔

دروازہ کھٹکھکانے کے دو سے تین منٹ بعد کھلا رحمان نے حمیدہ کو دروازے میں کھڑے دیکھا تو غصے میں پوچھا۔ ماسی حمیدہ اس وقت میرا دروازہ کیوں کھٹکھٹایا ہے تم جانتی ہو نا مجھے بنا بلائے اپنے کمرے میں کسی کا بھی آنا پسند نہیں۔

رحمان جو شائستہ کی موجودگی سے بے خبر تھا حمیدہ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی بڑے صاحب نے کہا کہ انھیں آپ کے کمرے میں چھوڑ آوں۔

رحمان نے سوالیہ انداز میں پوچھا کیوں میرے کمرے میں کیوں؟

حمیدہ رحمان کے اس جملے سے حیران ہو گئی۔ شائستہ بلکل خاموش پریشان اور بے یارو مددگار کھڑی تھی۔ چند گھنٹے پہلے نکاح کر کے لانے والا شخص اب بلکل انجان بنا کھڑا تھا سامنے۔

رحمان نے حمیدہ کی طرف دیکھتے ہوئے میرے کمرے میں کیا کام ہے اس کا۔ بچوں کے لئے لائی گئی ہے اسے نعمان فرقان کے کمرے میں چھوڑ آو۔

شائستہ کے دل کو جیسے دھچکا سا لگا اتنی بے قدری مگر اس نے زبان سے ایک لفظ نہ بولا بلکہ حمیدہ کے پیچھے خاموشی سے دوسرے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ حمیدہ اسے نعمان اور فرقان کے کمرے میں چھوڑ کر چلی گئی۔ دونوں ہی بچے سکون کی نیند سو رہے تھے۔

میں کب سے نیند کا مارا ہوا ہوں اور کب سے
یہ میری جاگتی آنکھیں ہیں محو خواب نہ پوچھ

شائستہ کا ساتھ آیا سامان جانے کس نے اور کہاں رکھا تھا کہ اس کے پاس کپڑے بھی نہیں تھے کہ بدل کر سو جاتی۔ بچوں کو سکون سے سوتا دیکھ کر اسے خیال آیا کہ جانے اس کا بیٹا کیسا ہو گا۔ وہ تو کبھی بھی اسے اکیلا نہیں چھوڑتی تھی۔ اس کی آنکھوں میں یہ سوچتے ہی ایک مرتبہ پھر آنسو تیرنے لگے اور بے اختیار آگے بڑھ کر اس نے دونوں سوئے ہوئے بچوں کو پیار کیا۔ سارا دن کی تھکی ہوئی اور بہت ڈھیر سارا روئی ہوئی شائستہ کی آنکھیں اب جل رہیں تھیں۔

وہ کچھ دیر سونا چاہتی تھی ادھر ادھر نظر دوڑائی کہ واش روم ڈھونڈ سکے پھر اسے کمرے میں

ہی ایک دروازہ نظر آیا۔اسے کھول کر دیکھا تو شیشے کے فرش والا خوب صورت ترین واش روم تھا۔ڈر کر پاوں رکھنے لگی کہ کہیں کانچ ٹوٹ نا جائے۔منہ ہاتھ دھویا اور سارا زیور اتار کر کمرے میں موجود دراز میں رکھ دیا اور وہیں دونوں بچوں کے ساتھ بیٹھ گئ۔

شائستہ کو حیرت ہونے لگی اسے کمرے میں آئے دو ڈھائی گھنٹے گزر چکے تھے مگر دونوں میں سے کسی بھی بچے نے نہ تو آواز نکالی اور نہ ہی کروٹ بدلی۔شائستہ کی آنکھیں نیند سے درد ہو رہی تھیں مگر اسے بے چینی لگ گئ کہ دونوں بچے کیوں کوئی حرکت نہیں کر رہے۔ کبھی بچوں کے ناک کے آگے انگلی رکھ کر ان کی سانس چیک کرے کہ چل رہی ہے کہ نہیں اور کبھی ان کے دل پر ہاتھ رکھ کر دھڑکن محسوس کرنے کی کوشش کرے۔مگر تھکاوٹ اور نیند کی وجہ سے اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔کام والے کپڑوں میں سونا بھی مشکل تھا۔وہ وہیں بچوں کے پاس بیٹھے بیٹھے سو گئ۔صبح جب کالو اسے بلانے آئی تو اس کی آنکھ کھلی۔

کالو اسے دیکھتے ہی بولی باجی آپ نے رات کپڑے ہی نہیں بدلے۔

شائستہ نہایت بے بسی کے عالم میں بولی میرا سامان کسی نے دیا ہی نہیں مجھے رات تو کپڑے

کیسے بدلتی۔

کالو بولی وہ تو کمرے کے باہر پڑا ہے،رات ہی لا کر رکھ دیا تھا۔

شائستہ اچھا شکریہ۔ مگر وہ مجھے یہاں لادو۔

کالو سامان کمرے میں رکھتے ہوئے بولی بڑے صاحب آپ کو بلا رہے ہیں۔

شائستہ سامان کھول کر کپڑے نکالتے ہوئے بولی دس منٹ میں فریش ہو کر آئی۔

کالو کو لگائی بجھائی کی عادت تھی۔عادت سے مجبور کالو بولی ویسے چھوٹے صاحب نے رات بہت غلط کیا آپ کو اپنے کمرے سے نکال کر۔

شائستہ نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا جیسے اسے بات سمجھ نہ آئی ہو کیا مطلب ہے اس بات کا؟

کالو بولی آپ بیچاری کتنے ارمان ہوتے ہیں دلہن کے مگر آپ سے تو انھوں نے سیدھے منہ بات ہی نہیں کی۔

شائستہ نے بنا کالو کی طرف دیکھے کہا ایسا تو کچھ نہیں ہوا ویسے بھی یقیناوہ بھی تھکے ہوں گے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مجھے تو بہت اچھا لگا بچوں کے ساتھ سونا، تم جاو میں آتی ہوں۔

کالو منہ بناتے ہوئے بڑبڑاتے ہوئے کمرے سے نکل گئی نیکی کا تو زمانہ ہی نہیں رہا۔

شائستہ نے بیگ سے کپڑے، ٹوتھ برش، تولیہ نکالا۔ اٹھ کر واش روم جانے لگی تو اس کی نظر بچوں پر پڑی جو ابھی تک اسی طرح مدہوش سو رہے تھے۔ اسے حیرت ہو رہی تھی کہ کوئی بھی بچہ مسلسل کیسے اتنے گھنٹے سکون سے سو سکتا ہے۔ خیر وہ اٹھی اور واش روم چلی گئی۔

دس منٹوں تک وہ فریش ہو کر نکلی۔ کس کر اپنے لمبے گھنے بالوں کی چٹیا بنائی۔ میک اپ کے بغیر سادہ سی بھی بہت پرکشش لگ رہی تھی۔ دوپٹہ سر پر رکھتی وہ کمرے سے باہر نکلی۔

رات کا تھوڑا تھوڑا گھر کا منظر یاد تھا اسے۔ سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی تو کافی خاموشی تھی یا تو مہمان جا چکے تھے یا ابھی تک سو رہے تھے۔ البتہ جمال، فائقہ اور رحمان موجود تھے۔ شائستہ سلام کرتے ہوئے وہیں سب کے پاس صوفے پر بیٹھ گئی۔

Clubb of Quality Content

فائقہ نے طنزیہ انداز میں شائستہ سے کہا تم کیا اتنی دیر تک سوتی ہو۔

دس بج رہے ہیں صبح کے۔

شائستہ نے شرمندہ ہوتے ہوئے دراصل مجھے کام والے کپڑوں میں سونے کی عادت نہیں تو رات ان کپڑوں میں نیند نہیں آ رہی تھی۔

فائقہ نے غصیلے انداز میں سوال کیا کیوں کالو یا حمیدہ نے تمہیں تمہارا سامان نہیں دیا تھا؟

شائستہ وہ شاید کمرے کے باہر رکھ گئیں تھیں مگر مجھے اس بات کا علم نہیں تھا۔

جمال نے محبت بھرے لہجے میں کہا کوئی بات نہیں کبھی کبھی لیٹ بھی جاگ جانا چاہیے۔

فائقہ جمال سے ناراض ہوتے ہوئے بولی آپ مت بولیں میرے معاملات میں۔ اگر یہ آدھے دن تک سوئی رہے گی تو گھر کو کون دیکھے گا۔

شائستہ فائقہ سے معزرت کرتے ہوئے بولی معذرت خواہ ہوں۔۔ آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔

کچھ سیکنڈ رک کر شائستہ جمال سے مخاطب ہوتے ہوئے بولی مجھے کچھ بات بھی کرنی تھی آپ سے ابو دراصل رات آٹھ بجے کے دونوں بچے سو رہے ہیں اور اب دن کے دس بج گئے ہیں اور ابھی تک سو رہے ہیں۔

فائقہ نے بد تمیزی والے انداز میں کہا بہن تم نے ان سے ہل چلوانا ہے۔ بچے ہیں سارا دن کھیلتے ہیں تو رات تھک کر سکون سے سو جاتے ہیں بس آتے ہی میرے پوتوں کی برائی شروع۔

جمال فائقہ کو ٹوکتے ہوئے بولا بچی کی بات تو مکمل سن لو۔

شائستہ نے دوبارہ بات شروع کی کہ دراصل بچے اتنے گھنٹے مسلسل سو ہی نہیں سکتے چاہے کتنے ہی تھکے کیوں نہ ہوں۔

تھکے ہوں تو بلکہ ان کو مالش کرنی پڑتی ہے کہ سکون کی نیند آئے،دودھ پینے کے لئے بھی کم از کم چار سے پانچ بار بچے اٹھتے ہیں اور ڈائیپر بھی رات میں ایک بار تو لازم بدلنے کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔

فائقہ غصے اور طنز میں بولی وہ تم غریبوں کے بچے کرتے ہوں گے جنھیں پیٹ بھر کھانے کو کچھ نہیں ملتا،ہم جیسوں کے بچے جب پیٹ بھر کر دودھ سونے سے پہلے پی لیتے ہیں تو رات بار بار جاگ کر دودھ نہیں مانگتے۔

Clubb of Quality Content

جمال فائقہ کو ڈانٹنے والے انداز میں بولا فائقہ تمہارا شاید دماغ خراب ہو گیا ہے۔

پھر شائستہ سے مخاطب ہوتے ہوئے بولا کیا کوئی پریشانی کی بات لگ رہی ہے تمہیں۔

شائستہ نے کہا میرے منہ میں خاک مگر مجھے لگ رہا ہے کہ رات بچوں کو نیند کی میڈیسن پلائی گئی تھی۔

میرے خیال میں ان دونوں کو ڈاکٹر پر دیکھانا چاہیے۔

فائقہ چلاتے ہوئے بولی بکواس بند کرو اپنی، بہیودہ عورت! تم یہ الزامات کس پر لگا رہی ہو۔

شائستہ اتنی زور کی آواز سن کر تقریبا کانپ گئی اور بولی مجھے غلطی لگی ہو گی۔

رحمان جو اب تک خاموشی سے ناشتہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا بولا امی اگر واقعی بچے رات آٹھ بجے کے ابھی تک سو رہے ہیں تو یہ پریشانی کی بات ہے۔

فائقہ نے کہا موسم بدل رہا ہے تو دن بھر کھیل کر تھک جاتے ہیں۔ پچھلے دو ڈھائی ہفتے سے وہ صبح دیر سے جاگتے ہیں۔

جمال نے کچھ سوچتے ہوئے کہا رحمان تم دونوں بچوں کو ہاسپٹل لے جاو ابھی کے ابھی اور چیک اپ کروا کر آو بلکہ میں ساتھ چلتا ہوں۔

رحمان حمیدہ کو آواز دیتے ہوئے بولا حمیدہ ماسی نعمان فرقان کو تو لے کر آئیں۔

فائقہ جمال کی حرکت پر حیرت زدہ ہوتے ہوئے بولی جمال کیا ہو گیا ہے آپ کو؟ کس کی باتوں میں آ گئے ہیں؟

جمال نے فائقہ سے سوالیہ انداز میں پوچھا صرف اتنا بتاو کہ کتنے دن ہو گئے ان دونوں کو اس طرح سوتے ہوئے

فائقہ نے جواب دیا شاید دو ڈھائی یا تین ہفتے۔

ماسی حمیدہ اور کالو دونوں عجیب پریشانی کے عالم میں دونوں بچوں کو اٹھا لائیں۔

ماسی حمیدہ جو کہ عمر میں کافی بڑی تھی رحمان اسے مخاطب کرتے ہوئے بولا آپ ساتھ چلیں ہمارے۔

جمال منع کرتے ہوئے بولا نہیں کوئی بھی اور ساتھ نہیں جائے گا ہم ابھی واپس آ رہے ہیں۔

شائستہ تم چلو ساتھ۔

فائقہ نے تعجب سے پوچھا شائستہ کیوں؟ اسے کیا پتا کہ۔۔۔۔؟؟

Clubb of Quality Content

جمال غصے میں بولا شائستہ اٹھو فرقان کو گود لو اور ساتھ چلو، تم ماں ہو ان دونوں کی تو تمہاری ذمہ داری ہے کہ اپنے بچوں کے ساتھ رہو۔

رحمان نے گاڑی نکالی۔ جمال نے نعمان کو گود لیا اور شائستہ نے فرقان کو۔ راستے نے جمال نے فیملی ڈاکٹر عمر کو کال کر دی اور مسئلہ سرسری سا بتایا۔۔ یہ سب سن کر ڈاکٹر بھی کچھ پریشان لگا۔

ڈاکٹر عمر نے کہا کہ جمال صاحب آپ کی بہو غلط نہیں کہہ رہی بچے کتنے بھی تھکے ہوں وہ رات مکمل پرسکون نیند نہیں سو سکتے۔

ہاسپٹل پہنچے تو ڈاکٹر عمر نے کچھ ٹیسٹ لکھ کر دیئے دونوں کے کہ ابھی کروالیں اور انتظار کریں۔۔۔ پندرہ سے بیس منٹ میں رزلٹ آجائے گا تب ہی کچھ بھی کہا جا سکتا ہے۔۔۔

ٹیسٹ کروانے کے بعد انتظار کر رہے تھے جب جمال کے فون پر شائستہ کے بھائی اکرم کی کال آئی شائستہ کی خیریت دریافت کرنے۔

●■●■●■●

صفائیاں دینا تو اب دور کی بات

اب تو اپنے حق میں بولنا بھی چھوڑ دیا

ٹیسٹ کی رپورٹ ڈاکٹر کے کمرے میں جیسے ہی پہنچی نرس انھیں بلانے آئی کہ ڈاکٹر عمر آپ لوگوں کو بلا رہے ہیں۔

اندر داخل ہو کر ڈاکٹر کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے جمال نے فکر مندانہ انداز میں پوچھا سب ٹھیک ہے نا؟؟؟

ڈاکٹر عمر جس کی نظریں نعمان اور فرقان کی رپورٹس پر جمی ہوئیں تھیں جمال کی طرف دیکھتے ہوئے بولا ابھی تک تو خدا کا شکر ہے کہ سب ٹھیک ہے مگر جو یہ رپورٹ بتا رہی ہے اگر وہ چلتا رہا تو ٹھیک نہیں رہے گا۔

رحمان حیرت سے کیا مطلب؟

ڈاکٹر عمر نے جواب دیا دونوں بچوں کے خون اور پیشاب میں نیند آور ادویات کی آمیزش ہے۔ دونوں بچوں کو کافی دن سے بھاری مقدار میں نیند کی دوا دی جا رہی تھی اور یہ سلسلہ کچھ

دن اور چلتا تو دونوں جسمانی اور ذہنی طور پر مفلوج ہو جاتے۔

رحمان پریشانی کے عالم میں تقریبا چلاتے ہوئے وٹ؟؟؟

جمال نے کہا آپ کا مطلب ہے کہ ہمارے ہی گھر میں ہمارے بچوں کو کوئی نیند کی ادویات دے رہا تھا اور ہم بے خبر تھے۔

ڈاکٹر عمر نے جواب دیا جی بلکل ایسا ہی تھا اور یہ ایک دو دن کی بات نہیں۔ بلکہ رپورٹ کے مطابق کافی دن سے یہ سلسلہ جاری ہے۔

جمال نے پریشانی کے عالم میں پوچھا اب۔۔۔؟؟اب کیا علاج ہے ان کا؟؟

ڈاکٹر عمر نے کہا فی الحال تو ہم چوبیس گھنٹے کے لئے انڈر اوبزرویشن رکھیں گے دیکھنا یہ ہے کہ دونوں بچوں کے جسم کے اعضاء صحیح طرح کام کر رہے ہیں یا نہیں اور دوسرا بچوں کی ذہنی حالت کا اندازہ لگانا ہے اس کے بعد ہی کچھ کہہ سکتے ہیں۔

رحمان شائستہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جمال سے مخاطب ہوا ابو آپ اسے لے کر گھر چلے جائیں، میں بچوں کے ساتھ رکوں گا۔

جمال شائستہ کی طرف دیکھتے ہوئے شائستہ ماں ہے وہ بہتر جانتی ہے بچوں کی حرکات و

سکنات اسے بچوں کے ساتھ رہنے دو۔

رحمان تحقیر انہ انداز میں بولا سوتیلی ماں اور وہ بھی ایک رات پرانی۔

جمال نے جواب میں کہا بلکل صحیح۔ سوتیلی اور صرف ایک رات پرانی مگر کمال کی بات یہ ہے کہ اس ایک رات میں ہی اس لڑکی کو پتا چل گیا کہ بچے نارمل بیہو نہیں کر رہے۔ تم باپ ہو سگے اور تمہیں فرق پتا نہیں چلا۔

رحمان کو شائستہ کا اس کے پاس رکنا برا لگ رہا تھا اسی لئے ہار نہ مانتے ہوئے پھر سے بولا یہ اتنی پڑھی لکھی بھی نہیں کیسے سمجھے گی سب۔

جمال مسکراتے ہوئے بولا لڑکی کو جب خدا ماں بناتا ہے تو سمجھنے کی خوبیاں خود بخود آجاتی ہیں اور تم اچھے سے جانتے ہو کہ وہ ایک عدد بچے کی ماں ہے پہلے سے۔ خیر شائستہ ان کے ساتھ رک رہی ہے تمہیں بھی اگر رکنا ہے تو رک جاو ورنہ تم گھر جا سکتے ہو کیونکہ تمہارا رکنا نہ رکنا برابر ہے۔

رحمان کو جمال کی بات بہت بری لگی اسی لئے بات بدلتے ہوئے اس نے جمال سے پوچھا بابا آپ اب گھر جائیں گے یا مل۔

جمال گہری سوچ میں ڈوبا بولا گھر۔۔ گھر میں کچھ ضروری کام ہے۔ بس وہ کام نمٹا کر آتا ہوں واپس۔

رحمان الجھ چکا تھا کہ اس کے لاڈلوں کو نیند آوار ادویات کون دے رہا تھا اس نے جمال سے سوال کیا ابو آپ کو کیا لگتا ہے کون کرتا ہو گا یہ؟؟

جمال نے کچھ سوچتے ہوئے یہی پتا کرنے جا رہا ہوں، ثبوت کے ساتھ پتا کر کے واپس آتا ہوں۔ تم اپنی ماں سے ابھی کوئی بات مت کرنا جب تک میں گھر نہیں پہنچ جاتا۔

جمال سارا رستہ سوچتا رہا کہ کس کی حرکت ہے یہ؟ اس نے اپنے دوست ڈی-آئی-جی پولیس کو کال ملائی۔

جمال نے اپنے پولیس دوست سے کہا یار تمہاری مدد کی ضرورت ہے اور ساری داستان سنا دی۔

ڈی-آئی-جی پولیس نے مدد کرنے کی حامی بھرتے ہوئے کہا تم گھر پہنچو ساتھ ہی بندے وہاں پہنچ جائیں گے۔۔ بے فکر رہو سب کچھ منٹوں میں پتا چل جائے گا۔

جمال گھر آیا تو فائقہ اسے اکیلے دیکھ کر پریشان ہو گئی اور پوچھا بچے کہاں ہیں؟

جمال نے بتایا کہ ہاسپٹل۔۔۔دونوں کو بہت زیادہ مقدار میں نیند کی میڈیسن دی گئی تھی اور پچھلے ڈھائی تین ہفتے سے دی جا رہی ہے۔ان دونوں کی حالت ٹھیک نہی،شائستہ اور رحمان انھیں کے ساتھ ہیں۔

فائقہ پریشان اور حیران ہوتے ہوئے بولی کون دے رہا تھا انھیں نیند کی میڈیسن؟

جمال فائقہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے یہ سوال تو مجھے تم سے کرنا چاہیے۔

گھر میں واحد عورت تم ہو گھر کے اندر سب دیکھنا تمہاری ذمہ داری ہے۔ تمہیں یہ پتا ہونا چاہیے۔

ابھی جمال یہ بات ہی کر رہا تھا کہ پولیس کی دو گاڑیاں آ گئیں اور مین گیٹ بند کر کے سب کو باہر جانے سے روک دیا۔

فائقہ پریشان ہو گئی اس سب سے اور بولی یہ سب کیا ہے؟

جمال نے فائقہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا دراصل یہ پولیس کیس ہے تو ہاسپٹل والوں نے کیس رجسٹر ہی پولیس کو انفارم کرنے کے بعد کیا ہے۔

پولیس کا آفسر ایس-ایچ-او دانیال خود ساتھ آیا تھا کیونکہ اسے آرڈر ملے تھے کہ سب کچھ خود

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اپنی نگرانی میں کروائے۔

ایس-ایچ-او دانیال نے جمال سے پوچھا کہ کیا آپ ہی جمال احمد ہیں جن کے پوتوں کو نیند کی میڈیسن دے کر مارنے کی کوشش کی جا رہی تھی؟

جمال نے جواب دیا جی بلکل میں ہی جمال احمد ہوں

ایس-ایچ-او دانیال نے کہا کہ ہم جو جو پوچھیں صحیح صحیح جواب دیں ورنہ ہم سب کو ہی شک کی بنیاد پر پکڑ کر لے جائیں گے۔

جمال نے کہا بلکل آپ اپنی تفتیش پوری کریں اور جو بھی میں اس میں آپ کی مدد کر سکتا ہوں ضرور کروں گا آپ پوچھیئے اور مہربانی کر کے جلد مجرموں کو سزا دلائیں۔

ایس-ایچ-او دانیال نے سوال کیا کہ کون کون رہتا ہے اس گھر پر؟؟

جمال نے بتایا کہ میں، میری مسسز، میرا بیٹا، دو پوتے، کوک، مالی، دو ملازمائیں، گارڈ۔)

ایس-ایچ-او دانیال نے پھر سوال کیا کہ آپ کے پوتوں کی والدہ۔۔ مطلب آپ کے بیٹے کی مسسز وہ ساتھ نہیں رہتیں کیا؟

جمال نے بتایا کہ وہ چھوٹے پوتے کی پیدائش کے وقت وفات پا گئی تھی۔۔۔ چھ ماہ ہو

گئے۔

ایس-ایچ-او دانیال ایک مرتبہ پھر سوال کیا بس یہی لوگ رہتے ہیں کسی باہر والے کا آنا جانا؟

فائقہ اس سب سے کافی گھبرا گئی تھی اور بار بار نعمان اور فرقان کے بارے میں پوچھتی۔

ایس-ایچ-او دانیال فائقہ سے مخاطب ہوتے ہوئے بولا مسسز جمال آپ کا یہ رویہ ہماری کاروائی میں رکاوٹ ڈال رہا ہے۔ مہربانی کر کے ہمیں ہماری کاروائی کرنے دیں۔

جمال نے بتایا کہ ایک اور بندہ ہے، وہ بچی جو رات بیاہ کر اس گھر آئی ہے اور اسی نے نوٹس کیا کہ دونوں بچے بہت زیادہ سو رہے ہیں اور بنا کوئی حرکات و سکنات کئے۔

ایس-ایچ-او دانیال نے جمال سے کہا کہ سارے ملازموں کو بلائیں میں ملنا چاہتا ہوں مگر اس سے پہلے یہ جاننا چاہتا ہوں کہ رات گھر کے اندر کون کون ہوتا ہے؟

جمال نے بتایا کہ (گارڈ اور مالی تو کبھی اندر آتے ہی نہیں جبکہ کوک رات نو بجے سرونٹ کوارٹر میں چلا جاتا ہے۔ دو ملازمائیں ہیں کالو وہ ہفتے بعد ایک دن کی چھٹی جاتی ہے اور ماسی حمیدہ وہ مہینے بعد تین دن کی چھٹی جاتی ہے۔

ایس-ایچ-او دانیال ہر ایک بات پورے غور سے سن رہا تھا اور ساتھ ساتھ جائزہ لے رہا تھا۔ اتنے میں کسی سپاہی نے آ کر بتایا کہ بچوں کے کمرے سے یہ پیکٹ ملا ہے۔ اسے کھول کر دیکھا تو اس میں نیند آور ادویات کی بہت ساری شیشیاں تھیں۔ انھیں پولیس نے اپنی کسٹڈی میں لے لیا۔ ملازموں کو لائن میں کھڑا کر دیا اور بہت ہی روایتی انداز میں سوال جواب شروع ہو گئے۔

ایس-ایچ-او دانیال نے سب سے پہلے فائقہ سے سوال کیا کیا آپ اپنے پوتوں کو ساتھ سلاتی تھیں یا وہ اپنے والد کے ساتھ سوتے تھے؟

فائقہ نے بتایا کہ راحیلہ کے گزر جانے کے بعد کچھ عرصہ تک میں ان کے کمرے میں سوتی تھی مگر رات بھر بچے روتے تھے اور نیند نہ پوری ہونے سے میری طبیعت خراب رہنے لگی تھی تو ملازمائیں سوتی تھیں ان کے کمرے میں۔

ایس-ایچ-او دانیال نے دوسرا سوال فائقہ سے کیا کہ آپ کبھی رات میں اپنے پوتوں کے کمرے میں چکر لگاتی تھیں انھیں دیکھنے کہ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ماں نہیں ہے تو کس حال میں ہیں؟

فائقہ شرمندہ ہوتے ہوئے پہلے ایک ڈیڑھ ماہ روز رات میں ایک بار ضرور چکر لگاتی تھی مگر پھر بیمار رہنے کی وجہ سے نیند کی میڈیسن دی تھی ڈاکٹر نے تو وہ لینے کے بعد آنکھ نہیں کھلتی تھی اور کھلے بھی تو اتنی نقاہت ہوتی تھی کہ اٹھنے کا دل نہیں کرتا تھا۔

ایس-ایچ-او دانیال نے فائقہ سے ہی دوبارہ بات کرتے ہوئے کہا مطلب یہ کہ دونوں کمسن بچے ملازموں کے رحم و کرم پر تھے۔ کونسی ملازمہ زیادہ وقت بچوں کے ساتھ رہتی تھی۔

اس سے پہلے کہ کوئی بھی کچھ کہتا ایس-ایچ-او دانیال نے ملازماوں کی طرف دیکھتے ہوئے نہایت سفاک لہجے میں سوال کیا تم دونوں میں سے کون رات رکتی تھی؟

ماسی حمیدہ نے بتایا کبھی دونوں ساتھ میں اور کبھی ایک ایک کر کے۔

ایس-ایچ-او دانیال نے ماسی حمیدہ کی طرف دیکھتے ہوئے دونوں ملازماوں سے کہا میں جانتا ہوں کہ بچوں کو نیند کی دوا تم دونوں نے دی ہے اب صاف صاف اقرار کر لو ورنہ تم دونوں کے گھر پولیس پہنچ چکی ہے تو تمہارے بچے، شوہر اور سب گھر والے چند منٹ میں تھانے ہوں گے۔ گناہ تمہارا ہے اور جیل کی چکی پورا خاندان پیسے گا ساری زندگی۔

ماسی حمیدہ رونے لگی اور بولی نا صاحب جی میں کیوں کروں گی یہ کام بھلا میں کوئی جانور تھوڑا ہی نا ہوں کہ معصوم بچوں پر یہ ظلم ڈھاوں۔

لیڈی پولیس کمر پر سوٹی مارتے ہوئے بولی او ہمیں یہ سب مت بتا،صاف صاف وہ بتا جو پوچھا ہے۔

کالو نے مکاری سے کام لیتے ہوئے کہا کہ جی تو آپ سوچیں پھول جیسے بچوں کے ساتھ ہم یہ سلوک کیوں کریں گے۔

ایس-ایچ-او دانیال نے سپاہی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تاج علی ان دونوں خواتین کو گاڑی میں پھینکو حوالات کی سیر بھی کراتے ہیں اور اپنے ڈرائنگ روم کا مہمان بھی بناتے ہیں پھر سب کچھ سامنے آجائے گا۔

سپاہی تاج علی اور دوسرے سپاہی ان دونوں کو ہتھکڑی لگانے لگے۔ایس-ایچ-او دانیال اپنے فون پر کسی سے بات کرتے ہوئے راحت پکڑ لیا ہے نا ان کے سب گھر والوں کو،چل ٹھیک ہے،لے کے پہنچ تھانے۔

●■●■●■●

بے زباں بادلوں کو دے رہا ہے اپنی زباں کوئی

لگتا ہے آسماں کو سنا رہا ہے اپنے درد کی داستاں کوئی

ماسی حمیدہ ڈر گئی اور رونے لگی اور بولی انسپکٹر صاحب میں سب سچ بتاتی ہوں مگر آپ میرے بیٹوں کو میرے گناہوں کی سزا مت دینا۔ وہ تو بے قصور ہیں اور بے خبر ہیں اس سب سے۔

ماسی حمیدہ ہاتھ جوڑ کر پیروں میں گر گئی اور روتے ہوئے میں سب سچ بولوں گی، مگر آپ میرے بیٹوں کو کچھ مت کہنا پھر جمال کے پاوں پکڑ کر رونے لگی۔ میرے کئے کی سزا میرے بیٹوں کو مت دینا۔

پاس کھڑی لیڈی کانسٹیبل اسے کھڑا کرتے ہوئے بولی ڈرامہ بازی بند کرو اور بکو جو بکنا ہے یہاں کسی کے پاس برباد کرنے کے لئے وقت نہیں ہے۔

ماسی حمیدہ ایک ایک بات بتانے لگی اور بولی اصل میں دونوں بچے رات بھر روتے رہتے تھے اور دن میں بھی ان کے کام کرتے کرتے ہم دونوں تھک جاتی تھیں۔ ہم دونوں نے کئی بار بی بی جی سے کہا تو بی بی جی نے ہم دونوں کی تنخواہ پندرہ ہزار سے بڑھا کر پچیس

پچیس ہزار کر دی۔ ہم دونوں نے بہت کوشش کی کہ بچوں کو چپ کروا سکیں۔

دن تو جیسے تیسے گزر جاتا تھا مگر رات کو ان کا جاگنا اور رونا بہت برا لگتا تھا۔

ہماری نیند پوری نہیں ہوتی تھی پھر میں اور کالو دونوں نے بہت سوچا تو ہم نے کوک *باروچی باشو* سے ذکر کیا تو یہی سمجھ آیا کہ رات آٹھ نو بجے ان دونوں کو نیند کی دوا دودھ میں ملا کر پلا دی جائے تا کہ رات سکون سے گزر جائے۔

کچھ دیر سانس لیتے ہوئے ماسی حمیدہ پھر بولی خدا گواہ ہے کہ ہمارا مقصد بچوں کو مارنا نہیں تھا بلکہ ہم صرف اور صرف اتنا چاہتے تھے کہ وہ رات کو سکون سے سوئیں اور ہماری نیند بھی پوری ہو۔

جس دن سے ہم نے نیند کی دوا دینی شروع کی دونوں بچے سکون سے سوتے اور آدھے دن تک سوئے رہتے تو ہمیں دن میں کام کرنے میں بھی سہولت رہتی اور بی بی جی بھی خوش رہتیں بلکہ ہمیں انعام و اکرام سے نوازتیں جبکہ پہلے روز ہم دونوں کو نوکری سے نکال دینے کی دھمکی دیتیں تھیں اور سارا دن ڈانٹتی رہتیں تھیں۔

ایس-ایچ-او دانیال نے ماسی حمیدہ سے پوچھا کہ سچ سچ بتاو کون کون اور شامل تھا تمہارے ساتھ اس کاروائی میں۔

ماسی حمیدہ نے بتایا کہ کالو اور باشو باورچی دونوں شامل ہیں میرے ساتھ اس گناہ میں۔

ایس-ایچ-او دانیال اپنے ایک سپاہی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا پکڑ لو ان تینوں کو۔

پھر فائقہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ مسسز جمال بلواسطہ نہیں تو بلاواسطہ اس جرم میں آپ اور آپ کا بیٹا بھی شامل ہیں اگر آپ اپنی اولاد، اپنی نسل کے لئے خود کے آرام کو خراب نہیں کر سکتیں تو دوسروں سے کیسے یہ امید کرتی ہیں اور آپ کا بیٹا وہ تو باپ ہے نا۔ اسے باپ اور ماں دونوں کا وقت اور توجہ دینی چاہیے تھی۔

فائقہ بہت شرمندہ تھی با مشکل لفظوں کو یکجا کر کے بولی آپ بلکل صحیح کہہ رہے ہیں مگر یہ تینوں ملازم کم از کم دس سال پرانے ہیں۔ اعتباری ملازم تھے مجھے بلکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ میرے ہی گھر میں مجھے لاعلم رکھ کر یہ سب ہو رہا ہے۔

ایس-ایچ-او دانیال نے فائقہ سے کہا کہ کم از کم آج آپ کی آنکھوں پر بندھی پٹی تو کھلی نا۔ ملازم صرف ملازم ہوتا ہے وہ جو بھی کرتا ہے اپنی تنخواہ کے لئے کرتا ہے وفادار ہو تو یہ

مالک کی خوش قسمتی مگر ان سے وفا کی امید لگانا مالک کی بیوقوفی ہوتی ہے۔

پھر جمال کو مخاطب کرتے ہوئے بولا کہ اب اجازت دیں۔ ضرورت پڑی تو آپ کو کال کر دیں گے۔ آپ اور آپ کے بیٹے کے بیانات لینے کے لئے۔

جمال انسپکٹر دانیال کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بہت بہت شکریہ آپ کا اور آپ کی ٹیم کا۔

ایس-ایچ-او دانیال مسکراتے ہوئے یہ تو ہمارا فرض تھا۔ مسسز جمال امید کرتا ہوں کہ اب آپ اپنے فرائض کی ادائیگی کا خیال رکھیں گی۔

فائقہ دل ہی دل میں خود کی لاپرواہی پر خود کو ہی کوس رہی تھی کہ اس نے کیوں اعتبار کیا اور یہ سب ہوا۔

انسپکٹر کے جانے کے بعد جمال نے فائقہ سے کہا کہ میری نظر میں ہم تینوں مجرم ہیں مگر تم سب سے بڑی کیونکہ تم پر گھر اور گھر کے تمام افراد کی دیکھ بھال کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

پھر گھڑی میں وقت دیکھتے ہوئے بولا اوہ کتنے ہی گھنٹے گزر گئے اس سب میں وہ بچی بیچاری صبح کی بھوکی پیاسی گئی ہوئی ہے۔

فائقہ نے طنزیہ انداز میں کہا کچھ زیادہ ہی ہمدردی نہیں ہو رہی اس سے، اسے اتنا سر چڑھانے کی ضرورت نہیں۔ شروع دن سے اوقات میں رکھیں گے تو ہی ٹھیک رہے گی ورنہ ہم سب کو بہت تنگ کرے گی۔

جمال فائقہ کے انداز سے تنگ آتا ہوا بولا تمہارے ساتھ بحث کرنا بیکار ہے۔

یہ کہتا ہوا باہر نکل گیا گاڑی نکالی اور ہاسپٹل کی طرف چل دیا۔ شام کے ساتھ بج گئے تھے۔ راستے میں اس نے اپنے ڈی-آئی-جی پولیس دوست کو کال کی اور اس کا بھی شکریہ ادا کیا۔

ڈی-آئی-جی پولیس نے کہا اب بتاو کہ کیا چاہتے ہو؟ کیا پکی ایف-آئی-آر کاٹی جائے؟

جمال نے جواب دیا ان کے بیانات ریکارڈ کروالو اور ان کو اچھے سے ڈرادو کہ کیس فائل کر دیا ہے مگر میری سفارش پر چھوڑ دیا لیکن فائل بند نہیں کرنی۔۔۔ وہ کوئی عادی مجرم تو ہیں ہیں۔ بس جو ذمہ داری ان پر سونپی گئی تھی اس کے قابل نہیں تھے۔

ڈی-آئی-جی پولیس نے کہا ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی۔ بچے کیسے ہیں دونوں۔

جمال نے بتایا کہ ہاسپٹل ہی جا رہا ہوں۔ رحمان کا فون آیا تھا دونوں بلکل ٹھیک ہیں۔ ڈاکٹر

نے میڈیسن اور احتیاط لکھ دیں ہیں۔

ڈی-آئی-جی پولیس نے کہا شکر الحمد اللہ کہ دونوں خیریت سے ہیں۔ کل شام میں مسسز کے ساتھ چکر لگاوں گا۔ رحمان کی شادی کی مبارک باد بھی دینی ہے اور بچوں سے ملاقات بھی ہو جائے گی اسی بہانے مل بیٹھیں گے۔

جمال مسکراتے ہوئے موسٹ ویلکم

ہاسپٹل پہنچا تو رحمان پہلے ہی منتظر تھا۔ شائستہ دونوں بچوں کو سنبھالے ایسے مصروف تھی جیسے سگی ماں ہو۔

جمال نے رحمان سے پوچھا کہ ڈاکٹر سے ملنے کی ضرورت ہے یا ہو گئ تمہاری تسلی۔

رحمان نے شائستہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ابو ڈاکٹر نے سب کچھ سمجھا دیا ہے اس کو۔

جمال نے شائستہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا چلیں پھر تھک گئے ہو گے تم دونوں۔

رحمان جی چلیں۔

شائستہ خاموشی سے پیچھے چلنے لگی۔ گاڑی میں پہنچے تو رحمان نے جمال سے پوچھا کچھ پتا چلا کس

کی حرکت تھی یہ؟

جمال سب کچھ تفصیل کے ساتھ بتاتے ہوئے کہا کہ اصل میں تو یہ ہم تینوں کی کوتاہی ہے بھلا ہو اس بچی کا کہ اس نے نوٹس کیا ورنہ جانے کیا ہو جاتا۔

رحمان نے سوال کیا اب کہاں ہیں تینوں۔

جمال نے بتایا فی الحال تو تھانے میں ہیں۔۔۔ابتدائی کاروائی ہو رہی ہو گی۔

رحمان نے جمال سے کہا ابو راستے میں اس کے گھر جانا ہے کچھ دیر۔

جمال نے ایک نظر رحمان پر ڈالی اور پوچھا کس کے گھر؟

رحمان پیچھے منہ موڑتے ہوئے بولا کیا نام ہے تمہارا؟؟؟

شائستہ نہایت دھیمی آواز میں بولی *شائستہ*

جمال نے رحمان سے سوالیہ انداز میں پوچھا کیوں جانا ہے؟شائستہ تو ہمارے ساتھ رہے گی اب وہی اس کا گھر ہے۔

رحمان بولا میرا مطلب ہے اس کی امی کی طرف ملنے کی خاطر۔

جمال حیرت اس وقت۔۔۔تھکے ہوئے ہو تم دونوں۔۔۔کل صبح چلے جانا۔

رحمان نے کہا ابو بس کچھ دیر کے لئے۔

پھر شائستہ کو مخاطب کرتے ہوئے بولا دو منٹ لگانا۔ ہم گاڑی میں تمہارا انتظار کریں گے۔

اپنا بچہ لے کر آجاو۔

جمال اس بات پر بہت خوش ہوا مگر اس نے اظہار نہ کیا بس اتنا ہی کہا اچھا ٹھیک ہے۔

شائستہ کو لگا جیسے اس کی کھوئی ہوئی دنیا اسے مل گئی۔ اس نے آج تک چند سیکنڈ کے لئے

اپنے بچے کو خود سے دور نہیں کیا تھا۔ جمال نے گاڑی شائستہ کے میکے کی طرف موڑ دی۔

راستے میں فارمیسی سے میڈیسن اور دودھ جو ڈاکٹر نے لکھ کر دیا تھا سب کچھ لے لیا۔

میڈیسن کے بیگ شائستہ کو تھماتے ہوئے بیٹا یہ اب تم خود انھیں سب کچھ وقت مقررہ پر

دینا۔ کسی بھی اور پر مت چھوڑنا نا تو رحمان پر اور نا ہی فائقہ پر، یہ دونوں بہت غیر ذمہ دار

ہیں۔

شائستہ جی ابو۔

گاڑی شائستہ کے گھر کے آگے رک گئی اور شائستہ اکیلی اندر گئی۔

جمال رحمان کے فیصلے کو سراہتے ہوئے بیٹا بہت اچھا فیصلہ کیا تم نے شائستہ کے بچے کو لینے

کا۔

رحمان ابو مجھے پہلے بھی یہ ڈر تھا کہ اپنے بچے کی محبت میں میرے بچوں کو نا بھول جائے۔

جمال بیٹے کی بات سن کر بولا نہیں بیٹا۔۔۔تم دیکھنا اب وہ مطمئین رہے گی تو بہتر انداز سے سب کام کرے گی۔وہ ایک اچھی اور نیک دل انسان ہے ورنہ اسے کیا پڑی تھی کہ ایک رات کی دلہن اس سب معاملے میں پڑتی جبکہ وہ ایک رات میں تمہاری ماں کے اور تمہارے رویے سے جان گئی ہے کہ تم لوگ اسے ایک نوکر سے زیادہ نہیں سمجھ رہے۔

رحمان کے پاس جمال کی اس بات کا کوئی جواب نہیں تھا اسی لئے خاموشی اختیار کر لی۔پانچ منٹ بعد شائستہ باہر آئی تو اکرم ساتھ آیا۔

اکرم نے جمال سے کہا بہت بہت شکریہ جمال صاحب۔امن کو ایک رات اور ایک دن میں رو رو کر بخار ہو گیا تھا نہ دودھ پی رہا تھا اور نہ ہی کسی کے چپ کرانے سے چپ ہو رہا تھا۔ کئی بار غشگی بھی طاری ہوئی۔آپ کا بڑا احسان ہے ہم سب پر کہ آپ اسے کے جا رہے ہیں ورنہ اسی طرح روتا رہتا تو شاید مر جاتا۔

جمال بولا نہیں بیٹا میں نے کوئی احسان نہیں کیا بلکہ آپ کی بہن نے ایک رات میں ہم پر جو احسان کیا ہے اس کا بدلہ ہماری کئی نسلیں چکا نہ پائیں گی۔

اکرم نے کہا بس ایک گزارش ہے میری بہن سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس کو یا امن کو سزا مت دینا بلکہ اسے سمجھانا دوبارہ نہیں کرے گی غلطی۔

جمال مسکراتے ہوئے بے فکر رہو وہ اس گھر کا فرد ہے اب اور سب اونچ نیچ ساتھ ہی دیکھیں گے ہم۔ اچھا اجازت دو۔ پھر کسی دن ملاقات ہو گی۔

رحمان بنا کچھ بولے نوٹس کرتا رہا کہ شائستہ اپنا بیٹا ملنے کی خوشی میں اس کے بیٹوں کو بھول تو نہیں گئی۔ مگر شائستہ نے واپس گاڑی میں آ کر فرقان کو گود میں اٹھا لیا ایک طرف نعمان اور دوسری طرف اس کا بیٹا امن بیٹھا تھا۔ امن بہت ڈرا سہما ہوا ماں کو چپکا پڑا تھا۔ اس نے شائستہ کو اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اتنی مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا کہ محسوس ہو رہا تھا اسے شائستہ سے الگ کرنے کے لئے اسکے ہاتھ کاٹنے پڑیں گے۔ نعمان پاس بیٹھا تھا بلکل ایسے جیسے کسی اجنبی کے ساتھ بیٹھا جاتا ہے۔ گھر پہنچے تو فائقہ کی پوتوں کی خیریت سے

واپسی کی خوشی مانند پڑ گئی شائستہ کے بیٹے کو دیکھ کر۔ایک دم چلا کر بولی ابھی تو نعمان فرقان کو پوری توجہ اور وقت کی ضرورت تھی اس کا بچہ چار دن بعد آجاتا تو کیا مر جاتا۔

چل پڑا پھر دل کسی رستے میں تیری کھوج میں

چل پتہ نہ دے مگر کسی موڑ پہ مجھ کو تو مل

شائستہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے مگر وہ ایک لفظ نہیں بولی۔جمال شائستہ کو مخاطب کرتے ہوئے بیٹا آپ بچوں کو لے کر جاو اور ان سب کا منہ ہاتھ دھلا کر کپڑے بدلواو۔خود بھی فریش ہو کر کپڑے وغیرہ بدلو پھر سب مل کر کھانا کھاتے ہیں۔

اس کے بعد فائقہ کو مخاطب کرتے ہوئے بولا کبھی تو بولنے سے پہلے اپنے جملے تول لیا کرو فائقہ بیگم کہیں تم اپنے جملوں سے دوسروں کو تکلیف تو نہیں پہنچا رہی خیر۔۔۔کھانے میں کیا بنایا ہے بہت بھوک لگی ہے۔صبح کا چائے کا ایک کپ ہی پیا ہوا ہے۔

فائقہ نے کو جمال کی بات بہت بری لگی مگر اس بات کو نظر انداز کرتے ہوئے بولی کچھ نہیں بنا ہوا۔کوک اور ملازمائیں تو ہیں نہیں اور مجھے تو کچن میں کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی۔پچھلے

دس پندرہ سال سے کبھی کچن میں گئی ہی نہیں۔ بھوک لگی تھی دوبار گئی مگر کچھ سمجھ نہیں آیا تو لاہور بروسٹ کال کر کے اپنے لیے کالی مرچ میں بنی چکن کڑاہی منگوالی تھی۔

پھر کچھ سوچتے ہوئے بولی اپنی چہیتی سے کہو کچھ پکالے سب کے لئے۔

رحمان کھڑا سب سن رہا تھا بولا میں بھی نہا کر کپڑے بدل لوں۔ کھانے کو کچھ نہیں تو میرے لئے ایک کپ چائے ہی بنوا دیں۔

فائقہ نے سوالیہ انداز میں کہا کس سے بنوادوں چائے۔ مجھ سے نہیں بنتی بھئی۔ اپنی بیگم سے کہو بنادے بلکہ میرے لئے بھی بنائے۔

رحمان نے حیرت سے سوال کیا بیگم؟؟ میری بیگم؟؟ اسے مرے تو چھ ماہ ہو گئے۔ کیا ہو گیا ہے آپ کو؟

فائقہ نے رحمان سے کہا کہ اسے کہو جس کے بچے کو اٹھا لائے ہو۔۔۔ کیا نام ہے اس کا۔

رحمان بولا شائستہ۔

فائقہ نے کہا ہاں اسے کہو سب کے لئے چائے بنائے۔

جمال بھی کپڑے بدلنے جا رہا تھا۔ فائقہ کو مخاطب کرتے ہوئے بولا اٹھو چائے خود بناو سب

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کے لئے اور پتی تھوڑی زیادہ تیز رکھنا اور ہاں شائستہ کے لئے بھی بنانا۔ وہ ایک دن کی دلہن ہے اور تم ایسے کر رہی ہو جیسے تمہاری پرانی نوکرانی ہو۔

فائقہ طنزیہ انداز میں بولی وہ کونسی رئیس زادی ہے یا اس کی پہلی شادی ہے۔

جمال جانتا تھا کہ فائقہ سے بحث کرنا بیکار تو اس کی بات کے جواب میں بولا اس وقت تو چائے تم ہی بناو گی کیونکہ میرا دل کر رہا ہے تمہارے ہاتھ کی چائے پینے کو، مدتیں بیت گئیں تمہارے ہاتھ کی چائے پیئے ہوئے اور دوسری بات سب کے لئے بنانا۔

شائستہ جب امن کو لے کر آئی تو ایک بڑے بیگ میں اس کے کپڑے کھلونے اور ضرورت کی چیزیں ڈال کر ساتھ لائی تھی۔ امن شائستہ کو چھوڑ ہی نہیں رہا تھا۔۔۔ اور نعمان اسے بس حیرت زدہ نظروں سے دیکھ رہا تھا جبکہ فرقان اس کی گود میں چپ رہتا اور گود سے اتارتی تو رونے لگتا۔ شائستہ نے سب سے پہلے نعمان اور فرقان کے کپڑے، فیڈر اور دوسری ضرورت کی چیزیں تیار کیں۔ اس کے بعد سب سے پہلے فرقان کو نہلا دھلا کر پاوڈر لوشن لگا کر بلکل ستھرا کر کے ساری میڈیسن دیں اور پھر دودھ بنا کر دیا۔۔۔ دودھ پیتے پیتے

ہی فرقان سو گیا ۔۔۔اس کے بعد نعمان کو نہلایا۔۔۔اسے صاف ستھرا کر کے میڈیسن دے کر دودھ دیا تا کہ وہ بھی سکون سے سو جائے۔

جب دونوں سو گئے تو شائستہ نے پھر امن کو گود میں لے کر بہت سارا پیار کیا۔ کبھی اس کے پاوں چومے اور کبھی ہاتھ۔ وہ بھی ماں کا لمس پا کر بہت خوش تھا۔ اپنی توتلی زبان میں بار بار پوچھ رہا تھا کہ (آپ کہاں تھی)

شائستہ کچھ بھی جواب دینے کی بجائے بس اسے چومے جا رہی تھی۔۔۔ پھر اس نے اسے بھی نہلایا اور اس کے بیگ سے کپڑے نکال کر بدلوائے۔ اسے دودھ پلایا اور بیگ میں سے ہی پیناڈول سیرپ نکال کر پلایا تا کہ بخار اتر جائے۔ اسے گود میں لے کر سلاتی رہی یہاں تک کہ وہ سو گیا۔ امن کے سونے کے بعد شائستہ نے بیگ میں سے چھوٹا سا تکیہ اور رول ہوا ہوا چھوٹا سا مگر نرم گدا نکال کر اسے زمین پر بچھایا اور اس پر امن کو سلا دیا۔ پھر خود نہانے گئ اور بلکل سمپل سا سوٹ نکال کر پہنا۔ لمبے گھنے بال اکٹھے کر کے کیچر لگایا اور دوپٹہ صحیح سے سر پر لیتی ہوئی باہر آ گئ تا کہ سب کے ساتھ بیٹھ سکے۔

نیچے آئی تو جمال اور رحمان فائقہ کے ساتھ بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ گھر کا نقشہ کچھ ایسا تھا کہ ڈرائینگ روم اور ڈائنگ روم کے علاوہ گھر میں ایک ہال سا تھا جو کافی بڑا تھا اور اس میں تین بڑے صوفہ سیٹ اور تین ہی تپائی سیٹ لگے ہوئے تھے۔ کافی زیادہ کارنرز ڈیکوریشن رکھنے کے لئے بنائے گئے تھے جبکہ فیملی کے دیکھنے کے ایک عدد بڑی سکرین بھی لگی ہوئی تھی اور اسی ہال میں سے سیڑھیاں اوپر کمروں کی طرف جاتی تھیں۔ شائستہ نیچے آئی تو رحمان اپنے فون پر مصروف تھا جبکہ فائقہ ٹی وی پر کوئی انڈین ڈرامہ دیکھ رہی تھی دونوں نے ہی اس کی موجودگی کو کوئی اہمیت نہ دی۔ جمال بھی فون پر مصروف تھا مگر شائستہ کو دیکھتے ہی اس نے فون سائیڈ پر رکھتے ہوئے پوچھا سو گئے سارے بچے۔

شائستہ بولی جی ابو۔

جمال میز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جہاں چائے کیتلی میں پڑی تھی بولا اپنے لئے چائے ڈال لو۔ اس وقت تو تیز پتی والی بنوائی ہے کہ تھکاوٹ بہت تھی، تمہیں نہ پسند آئے تو اپنی مرضی کی بنا لو۔

شائستہ نہیں یہی ٹھیک ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جمال رحمان سے مخاطب ہو کر بولا میں کال کر کے کھانا آرڈر کرنے لگا ہوں۔۔۔مجھے تو مکھنی مٹن کھانا ہے۔۔۔تمہارے لئے کیا آرڈر کروں۔

رحمان میرے لئے مٹن بریانی کر دیں مگر کہنا رائتہ زیادہ بھیجیں۔

جمال فائقہ سے بیگم صاحبہ آپ کیا کھائیں گی؟

فائقہ کچھ سوچتے ہوئے میرے لئے تو کالی مرچ والی کشمیری چکن کڑاہی منگوا دیں۔

جمال شائستہ سے مخاطب ہوتے ہوئے بیٹا تمہارے لئے کیا منگواوں۔

شائستہ نے معصومیت سے کچھ بھی جس میں مرچ کم ہو۔

فائقہ طنزیہ انداز میں بولی اس نے کبھی فائیو سٹار ہوٹل کا نام بھی نہیں سنا ہو گا اور آپ کھانے کا پوچھ رہے ہیں۔جو کھانے ہم کھاتے ہیں وہ تو اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں کھائے ہوں گے۔

جمال مسکراتے ہوئے کوئی بات نہیں۔فائیو سٹار ہوٹل سے کھانا کھانے والے لوگ لازم جنت میں جائیں گے یہ کہیں بھی درج نہیں اور جو کھانے اس نے کھائے ہوئے ہیں وہ ہم نے بھی تو ممکن ہے کبھی نہ کھائیں ہوں۔

کھانا آرڈر کرنے کے آدھے گھنٹے بعد آ گیا۔ اتن دیر میں شائستہ نے کچن میں جا کر سارے کچن کا جائزہ لے لیا کہ کیا کیا ہے اور کہاں کہاں ہے۔ کھانا آیا تو اسے کھول کر شائستہ نے ہی سرو کیا۔ کھانا کھانے کے بعد سب باری باری سونے چلے گئے اور شائستہ برتن دھونے اور کچن سمیٹنے میں مصروف ہو گئی۔ تھکاوٹ اور نیند سے اس کا برا حال تھا۔ سب کام ختم کرنے میں اسے گھنٹہ بھر لگ گیا پھر وہ بچوں کے کمرے میں امن کے ساتھ زمین پر ہی لیٹ گئی۔

رات کو کئی بار اٹھ اٹھ کر بچوں کو دیکھتی۔ ان کا ڈائیپر چیک کرتی اور تازہ دودھ بنا کر پلاتی۔ دو بار رات میں رحمان بنا آواز کئے دیکھنے آیا تو ایک بار فرقان کو گود میں لئے پیار کر رہی تھی، دوسری بار امن کو سلا رہی تھی۔ تیسری بار جب رحمان آیا تو شائستہ امن کے ساتھ بنا تکیے، کمبل اور گدے کے زمین پر بہت مطمئین نیند سو رہی تھی۔ رحمان کو حیرت ہوئی کہ اس نے ایک بار بھی شکوہ نہیں کیا اور نہ ہی گدے، تکیے کی ڈیمانڈ کی۔ وہ کتنی ہی دیر کھڑا دیکھتا رہا۔ اس کمرے میں موجود چاروں لوگ بہت سکون کی نیند سو رہے تھے۔ راحیلہ کے گزر جانے کے بعد پہلی بار رحمان بچوں کے کمرے میں آیا تھا۔ اسے تو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ

بچوں کے کمرے میں بیڈ ہے یا بچوں کی کوٹ۔ وہ یہی سوچتا رہا کہ کتنی عجیب عورت ہے بنا کچھ کہے اتنے سخت فرش پر سو رہی ہے اور وہ بھی اتنی پر سکون نیند۔

وہ بھی اپنے کمرے میں واپس آ کر سکون کی نیند سو گیا۔

صبح فجر کی اذان سے شائستہ کی آنکھ کھلی۔ وضو کیا، نماز پڑھنے کے لئے جاء نماز ڈھونڈنے لگی مگر یہ تو چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کا کمرا تھا اس میں جاء نماز کہاں سے ملتی۔ کافی تگ و دو کے بعد اسے ایک چادر ملی، جس پر نماز پڑھی۔

نماز پڑھ کر پھر وہ دوبارہ کچھ دیر آرام کی نیت سے لیٹ گئی۔ فرقان کے ہلنے جلنے کی آواز سے اس کی آنکھ کھلی تو صبح کے آٹھ بج رہے تھے۔ پہلے خود فریش اپ ہوئی پھر بچوں کو باری باری ڈائیپر بدل کر کپڑے بدلوائے پھر فرقان کو گود میں لیا اور نعمان اور امن کو ساتھ ساتھ چلا کر بمشکل نیچے لائی۔ نیچے اتنی خاموشی تھی کہ جیسے سب سوئے ہوئے ہوں ابھی تک۔ اس کے بعد بچوں کو کھلونے اکٹھے کر کے دیئے کہ وہ کھیلتے رہیں اور خود کچن میں ناشتہ بنانے چلی گئی۔

●■●■●■●

مت پوچھو کیسے گزرتا ہے ہر پل تیرے بنا
کبھی بات کرنے کی حسرت، کبھی دیکھنے کی تمنا

فائقہ نیچے آئی تو امن کو اپنے پوتوں کے ساتھ بیٹھے کھلونوں سے کھیلتے دیکھ کر زور زور سے چلا کر شائستہ کو آوازیں دینے لگی۔ اس کی چلانے کی آواز اتنی آواز اور غصہ بھری تھی کہ شائستہ کچن سے ڈورتی ہوئی باہر کو بھائی جبکہ جمال اور رحمان اپنے اپنے کمروں سے نیچے کی طرف دوڑے۔

شائستہ بھاگتی ہوئی آئی اور بولی جی امی۔

فائقہ ڈانٹتے ہوئے بکواس بند کرو۔ کون امی؟ تمہاری اوقات ہے کہ مجھے امی کہو۔ خبردار جو دوبارہ مجھے امی کہا۔

شائستہ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور آنسو پیتے ہوئے بولی جی کیا ہوا؟؟

جمال نے گھبراہٹ میں پوچھا ہوا کیا ہے آخر؟ کیوں صبح صبح اتنی ناراضگی میں چلا رہی ہو

رہی ہو؟ کیا ہوا ہے؟

فائقہ اسی چلاتی آواز میں بولی یہ دیکھو،اس نے اپنے حرامی بیٹے کو میرے پوتوں کے ساتھ بٹھایا ہے۔

جمال کو فائقہ کی اس حرکت پر بہت غصہ آیا اور بولا فائقہ کیا ہو گیا تمہیں، تمہاری زبان اتنی گندی کب سے ہو گئی؟ کتنا خوبصورت اور معصوم بچہ ہے اور تم اتنی بڑی گالی کیسے دے سکتی ہو۔ایک معصوم سے بچے کو۔

رحمان آدھی سیڑھیوں میں کھڑا سب سن رہا تھا وہ کسی بات میں نہیں بولا۔فائقہ نے شائستہ سے کہا اٹھاو اسے ابھی کے ابھی یہاں سے اور دوبارہ یہ مجھے میرے پوتوں کے نزدیک نظر نہ آئے۔

پھر چند سیکنڈ سانس لینے کے بعد بولی مہارانی صاحبہ دوسری بات یہ کہ رات تم نے کیسے اپنی اولاد کو میرے پوتوں کے کمرے میں سلایا تھا۔

شائستہ آنسو کو حلق سے نیچے اتارتے ہوئے بولی امی بیڈ پر نہیں سلایا تھا۔۔زمین پر سلایا تھا۔

فائقہ نے دوبارہ ڈانٹتے ہوئے کہا منہ بند رکھو اپنا،دوبارہ امی کہا تو زبان کھینچ لوں گی تمہاری

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور زمین بھی میرے پوتوں کے کمرے کی ہے نا۔

جمال نے فائقہ کے رویے سے تھک چکا تھا اس نے محبت بھرے انداز میں فائقہ سے کہا

فائقہ تم ایسی تو نہیں تھی، معصوم سے بچے سے کیا ضد ہے تمہاری۔

فائقہ تقریباً ڈانٹتے ہوئے انداز میں بولی آپ چپ رہیں میں کبھی آپ کی مل یا مل کے معملات میں بولی ہوں، نہیں نا تو آپ بھی میرے گھر کے معملات میں مت بھولیں۔

پھر شائستہ کو مخاطب کرتے ہوئے بولی بی بی اپنا بچہ اٹھاو اور دفعہ ہو جاو اور رکو اسے میرے پوتوں کے کمرے میں مت لے کر جانا۔باہر سرونٹ کواٹر خالی پڑا ہے۔ تینوں کمرے خالی ہیں انھیں صاف کرو اور وہیں کسی کمرے میں رکھو اسے۔

شائستہ کے گلے میں جیسے تھوک اٹک گیا اور فائقہ کی بات دہراتے ہوئے بولی سرونٹ کواٹر؟

فائقہ نے طنزیہ انداز میں پوچھا کیوں تو تم اپنے بیٹے کی میرے پوتوں کے ساتھ برابری کرواو گی اب؟

شائستہ تھوک نگلتے ہوئے بولی وہ دراصل سرونٹ کواٹر تو گھر سے باہر ہیں نا، پچھواڑے میں

بنے باغ کے دوسرے کونے میں۔ گھر سے کافی فاصلے پر۔

فائقہ نے اسی لہجے میں پھر سوالیہ انداز میں پوچھا تو مہارانی صاحبہ؟

شائستہ نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ امن ابھی بہت چھوٹا ہے۔ صرف تین سال کا ہے۔ وہ کیسے رہے گا اکیلا؟

فائقہ طنز کرتے یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں بلکل ٹھیک تو اس نوابزادے کو کوئی نوکرانی رکھ دینی چاہئے۔ ہے نا؟ یہی کہنا چاہ رہی ہو نا تم۔

جمال نہایت غصے میں فائقہ سے مخاطب ہوتے ہوئے بس کرو یہ پاگل پن۔ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا؟

فائقہ بلکل بھی نہیں۔ آپ دور تک وہ نہیں دیکھ رہے جو مجھے نظر آرہا ہے۔

جمال نے غصے میں سوال کیا اچھا اور کیا نظر آرہا ہے تمہیں؟ جو میں دیکھنے سے قاصر ہوں۔

فائقہ چڑنے والے انداز میں آج بچہ ہے نا۔ کل بچہ نہیں رہے گا۔ جوان ہو گا تو ہر چیز میں حصہ دار بننے کی کوشش کرے گا۔ یہ سب کچھ میرے پوتوں کا ہے۔ اس نامراد کا نہیں یہ تو ایک نشی کی اولاد ہے۔

جمال ناراض ہوتے ہوئے بس کر دو۔ خدا کا واسطہ ہے فائقہ بس کر دو۔ تم کیا کہہ رہی ہو شاید تمہیں بھی پتا نہیں۔ خیر سرونٹ کوارٹر والی بات محض ایک فضول ترین بات ہے۔

رحمان تو جیسے ایک بے حس مورت تھا وہ سب کچھ بلکل خاموشی سے سن رہا تھا۔ فائقہ کچھ سوچتے ہوئے بولی ٹھیک ہے نیچے کچن کی سائیڈ پر ماسی حمیدہ کا جو کمرا تھا کافی بڑا اور کشادہ ہے وہیں رکھے اپنے بیٹے کو بلکہ جب میرے پوتے تھوڑے سمجھدار ہو گئے تو شائستہ کی بھی وہاں کیا ضرورت تو بہتر ہے یہ ابھی سے بیٹے کے ساتھ ہی رکھے اپنا بوریہ بسترا۔

پھر شائستہ کو دیکھتے ہوئے بولو مہارانی صاحبہ اب ٹھیک ہے نا؟

شائستہ اپنے آنسوؤں کو پیتے ہوئے جی شکریہ بہت بہت۔

رحمان جو خاموشی سے سیڑھی پر کھڑا سب تماشہ دیکھ رہا تھا فائقہ کو مخاطب کر کے بولا امی پلیز ایک کپ اچھی سی چائے بنوا کر بھجوا دیں۔

فائقہ نے شائستہ سے کہا ہم سب کے لئے اچھی سی چائے بناو، بہت طلب ہو رہی ہے۔ صبح صبح سر درد کروا دیا خام خواہ۔

شائستہ نے ڈرتے ہوئے پوچھا میں اپنے لئے بھی بنا لوں؟

جمال نے شفقت بھرے لہجے میں کہا بیٹا اس گھر میں کھانے پینے کی کوئی کمی نہیں سب کا جب جو دل کرے کھاتے پیتے ہیں۔ تم بھی اسی گھر کا حصہ ہو جب جو دل کرے کھا لیا کرو بنا پوچھے۔

فائقہ شائستہ سے چائے بنا کر دے کر سب سے پہلے اپنے اس نمونے کو میرے بچوں سے دور کرو اس کے بعد ناشتہ بنانا۔

شائستہ فائقہ کو جواب میں جی کہتی ہوئی وہاں سے کچن میں چلی گئی۔

شائستہ نے چائے بنا کر سب کو دی اور پھر کچن کے پیچھے بنا کمرا دیکھا. کمرا کافی کھلا اور بڑا تھا۔ اس میں بہت بڑی خوبصورت کھڑکی بھی تھی اور اس کا ایک دروازہ باہر پچھلے لان میں کھلتا تھا۔ جہاں بہت سی موسمی سبزیاں لگی ہوئیں تھیں۔ کمرے کے ساتھ ہی ملحقہ باتھ روم بھی تھا جو بہت ہی گندا، بدبودار اور گھٹن آلود تھا جیسے جب سے بنا ہو اس کی صفائی نہ کی گئی ہو مگر اس کی بناوٹ بتا رہی تھی کہ کسی زمانے میں یہ بہت خوبصورت ہوتا تھا۔ کمرا بھی بہت ہی گندا تھا جگہ جگہ پان کی تھوکیں جمی ہوئیں تھیں اور جالے تو ایسے گھر کر چکے تھے جیسے یہ کمرا زمانوں سے بند پڑا ہو۔ کمرے کی حالت ایسی نہیں تھی کہ امن کو وہاں ایک

منٹ کے لئے بھی چھوڑا جائے۔ شائستہ نے پچھلا دروازہ کھول کر دیکھا تو ایک اچھی خاصی عمر کا آدمی سبزیوں کی نوک جوک ٹھیک کرنے میں مصروف تھا۔ شائستہ کو اندازہ ہوا کہ گھر کے اس حصے کی طرف نوکروں اور ملازموں کے علاوہ اور کوئی نہیں آتا۔ شائستہ نے دروازہ کھولا اور باہر اس شخص کے پاس گئی۔

شائستہ نے سلام کرنے کے بعد پوچھا کیا آپ مالی ہیں یہاں؟

مالی عظیم نے جواب دیا جی بی بی جی۔۔۔ عظیم نام ہے میرا۔۔۔ کچھ کام تھا کیا آپ کو؟

شائستہ نے کہا کیا میں نام کی بجائے آپ کو مالی بابا کہہ سکتی ہوں۔ آپ بھی مجھے بی بی جی کی بجائے بیٹی کہیں گے تو مجھے اچھا لگے گا۔

مالی عظیم مسکراتے ہوئے جیتی رہو بٹیا رانی۔

شائستہ نے پھر اسے بتایا کہ مالی بابا یہ میرا بیٹا امن ہے۔ مجھے اور امن کو یہ کمرا املا ہے رہنے کو مجھے ابھی گھر کے بہت کام کرنے ہیں اور کمرا بہت ہی گندی حالت میں ہے۔ کیا جب تک میں فارغ نہیں ہو جاتی امن کو آپ کے پاس یہاں چھوڑ دوں۔

مالی عظیم کچھ سوچتے ہوئے یہاں تو ابھی گھاس کافی زیادہ بڑھ گئی ہے اور یہ بہت چھوٹا بچہ

ہے اسے کچھ کاٹ نہ لے۔ یہ پیچھے کونے میں جو کمرا ہے وہ مجھے ملا ہوا ہے وہاں میری بیوی اور میری دو پوتیاں میرے ساتھ رہتی ہیں اگر آپ برا نہ منائیں تو میں اسے ان کے پاس چھوڑ دوں۔

شائستہ روہنسی ہوتے ہوئے شکریہ ادا کرنے لگی اور بولی میں بہت پریشان تھی کہ میں کیسے کروں گی سب۔ آپ کی پوتیاں کس عمر کی ہیں۔

مالی عظیم ایک پانچویں میں پڑھتی ہے اور دوسری آٹھویں میں

شائستہ بولی *ماشاءاللہ*

مالی عظیم نے کہا آج اتوار ہے دونوں بچیاں گھر ہیں۔ بٹیا تم اس طرف کا دروازہ کھلا رہنے دو اور دوسری طرف جو گھر کو لگتا ہے اسے اچھے سے بند کر دو۔ میں رابعہ اور آسیہ کو کہتا ہوں دونوں مل کر کمرا صاف کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔

شائستہ منع کرتے ہوئے رہنے دیں بچیوں کو خام خواہ میں پریشانی ہو گی بس میرے بیٹے کا دھیان رکھ لیں یہی بہت ہے۔

شائستہ امن مالی بابا کے حوالے کر کے خود مطمئین ہو کر واپس آ گئی اور سارا دن گھر بھر کے

کام کرتی رہی اب گھر پر کوئی ملازمہ نہیں تھی تو ساری صفائیاں، جھاڑ پونچھ، کھانا، سب کے کپڑے دھونا اور استری کرنا اور سب سے بڑھ کر دونوں بچوں کو سارا دن سنبھالنا۔ دن میں کئی بار اس کا دل کیا کہ امن کو دیکھ لے مگر اسے اتنی مہلت ہی نہ ملی۔

سارا دن تو سب اپنے اپنے کمروں میں رہے۔ شام کی چائے پر سب کمرے سے باہر آئے تو جمال بے اختیار بول اٹھا آج تو لگتا ہے گھر کی صفائی بڑی جی جان سے کی گئی ہے۔

شائستہ چائے پکڑاتے ہوئے فائقہ کے قریب ہوئی تو فائقہ ناک پر کپڑا رکھتے ہوئے بولی اف کتنی بدبو آ رہی ہے تمہارے پاس سے کتنے سالوں سے نہیں نہائی۔

شائستہ اس سے قدرے دور ہوتے ہوئے بولی اصل میں گرمی بہت زیادہ ہے نا اور صبح سے صفائی وغیرہ میں لگی ہوں بس کھانا تقریبا پک گیا ہے پھر نہا کر کپڑے بدلتی ہوں۔

فائقہ بولی ہاں ہاں تمہاری ماں کا گھر تو سنٹرل ائیر کنڈیشنڈ تھا نا ویسے ہی تم لوگوں کو گندا رہنے کی عادت ہوتی ہے۔

حسب عادت رحمان تو فون میں مصروف رہا۔۔۔ البتہ جمال بولا فائقہ کل تم سب کام کرو تو پتا چل جائے گا کہ دوسروں کو صفائی مہیا کرنے کے لئے خود کو گندا رکھنا کتنا صبر آزما کام

ہے۔

اس سے پہلے کہ فائقہ کچھ بولتی شائستہ بولی ابو آپ سے ایک بات کرنی تھی۔

●■●■●■●

تلاش میں بیت گئی ساری زندگی

اب پتہ چلا کہ خود سے بڑا کوئی ہمسفر نہیں

فائقہ جو پوری توجہ سے ڈرامہ دیکھنے میں مصروف تھی اس نے فوراً نظریں اٹھا کر شائستہ کی طرف دیکھا مگر شائستہ کے رخ اور نظریں دونوں ہی جمال کی طرف تھیں۔

جمال بولو کیا کہنا چاہتی ہو۔

شائستہ نے ڈرتے ڈرتے کہا ابو ابھی امن بہت چھوٹا ہے اسے رات میں اکیلا کمرے میں نہیں چھوڑ سکتی وہ ڈر جائے گا اور میں نعمان اور فرقان کو بھی اکیلا نہیں چھوڑ سکتی صرف رات کے لئے میں امن کو ان کے کمرے میں سلا لیا کروں۔ زمین پر سلاوں گی، بیڈ پر نہیں۔

فائقہ طنزیہ انداز میں اچھا خاصا پل رہا تھا نانکو میں،خام خواہ اٹھا کر لے آئی ہو۔

جمال فائقہ کو ٹوکتے ہوئے ہر وقت سڑی باتیں کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ کبھی خاموشی کے ساتھ سامنے والے کی بات سن کر مسئلہ کا حل نکالنے کی بھی کوشش کیا کرو۔

پھر شائستہ سے مخاطب ہوتے ہوئے بیٹا امن کو اپنے ساتھ ہی رکھو اور اسٹور میں دیکھو فولڈنگ چارپائی پڑی ہوگی اور یقینا کافی بستر بھی ہوں گے تو وہ بچوں کے کمرے میں سائیڈ پر لگا لو۔

فائقہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا بہت بہت شکریہ ابو۔ ابو ایک عدد کمبل بھی چاہیئے ہوگا وہ دراصل ائیر کنڈیشنڈ کی عادت نہیں رات بہت سردی لگ رہی تھی مجھے بھی اور امن کو بھی۔

جمال نے کہا اسٹور میں دیکھو سب کچھ ملے گا وہاں۔ اس سے پہلے کہ فائقہ کوئی بھی غلط جملہ بولتی جمال نے بات بدلتے ہوئے پوچھا کھانے میں کیا بنایا ہے خوشبو تو بہت اچھی آرہی ہے۔

شائستہ نے بتایا آلو گوشت اور ساتھ سفید چاول،رائتہ اور سلاد۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رحمان کسی بات میں نہیں بولا وہ بس اپنے فون پر ہی مصروف رہا البتہ کھانے کا سن کر نظریں فون پر ہٹائے بنا ہی پوچھا بہت بھوک لگی ہے کتنی دیر ہے کھانے میں؟

شائستہ بس دس پندرہ منٹ چاول دم پر ہیں۔

شائستہ شرمندگی سے جمال کو مخاطب کرتے ہوئے بولی ابو مجھے امیر لوگوں والے کھانے بنانے نہیں آتے لیکن میں سیکھ لوں گی۔

جمال مسکراتے ہوئے امیر اور غریب کیا ہوتا ہے اب آلو گوشت تو ہمارے گھر میں بھی سب ہی بہت شوق سے کھاتے ہیں اور تمہیں جو بھی آتا ہے بنا لیا کرو ویسے میں نے کوک اور ملازمہ کے لئے کہہ دیا ہے اپنے ایک دوست سے۔

فائقہ چڑتے ہوئے کوک تو ٹھیک ہے کہ اسے اچھے اور ڈھنگ کے کھانے بنانے نہیں آتے تو ضروری ہے مگر ملازمہ کی اب کیا ضرورت ہے، یہ ہے نا۔ سارا دن کیا کرنا ہے اچھا ہے گھر کے کام کرلے گی۔

جمال نے فائقہ کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ شائستہ سے ہی بات کرتے ہوئے جیب سے کچھ پیسے نکالے اور شائستہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا یہ رکھ لو تمہارا جیب خرچ ہے۔

شائستہ جمال کے ہاتھ میں ڈھیر سارے نوٹ دیکھتے ہوئے ابو میں نے جیب خرچ کیا کرنا ہے. مجھے نہیں پیسوں کی ضرورت۔

فائقہ نے جمال سے کہا آپ بھی عجیب ہیں، پیٹ بھر کر کھانے کو روٹی مل رہی ہے، رہنے کو عالی شان ائیر کنڈیشنڈ گھر ملا ہے اور کیا چاہیے اسے۔

جمال اٹھ کر شائستہ کے سر پر پیار دیتے ہوئے بیٹا رکھ لو یہ تو صرف پچاس ہزار ہیں۔ راحیلہ کو میں دو لاکھ دیتا تھا اور اگر یکم تاریخ کو یاد نہ رہے تو وہ ناراض ہو جاتی تھی بلکہ وہ میرے ساتھ ساتھ رحمان سے بھی دو لاکھ ماہانہ لیتی تھی۔

رحمان جو اب تک خاموش بیٹھا تھا بہت غصے اور ناراضگی کے انداز میں بولا ابو پلیز۔۔۔ اس کا مقابلہ میری راحیلہ سے مت کریں۔

فائقہ جمال سے ناراض ہوتے ہوئے آپ نے میرے بیٹے کو ناراض کر دیا۔

شائستہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے روہنسی ہو کر بولی ابو مجھے پیسے نہیں چاہیں بس آپ امن کے لئے کچھ کپڑے اور ایک جوڑا جوتوں کا لا دیں۔

جمال نے شائستہ سے کہا یہ تمہارا حق ہے، تم بہو ہو اس گھر کی اور بیٹا حق مانگنا سیکھو ورنہ لوگ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تمہارا جینا حرام کر دیں گے۔

فائقہ چڑتے ہوئے بولی مہربانی کر کے اس کا دماغ خراب کرنا بند کریں۔

جمال نے پیسے شائستہ کو تھما دیئے اور سختی سے تاکید کی کہ خبردار جو یہ پیسے فائقہ یا رحمان کو واپس دیئے۔ شائستہ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے پر فائقہ منہ بناتی تھی۔ اس لئے شائستہ کھانا لگا کر نعمان اور فرقان کو سلانے کی تیاری کرنی لگی۔ سارا دن گزر گیا اور شائستہ کو امن سے ملاقات کا وقت ہی نہ ملا۔ سب سے فارغ ہو کر جب شائستہ امن کو لینے جانے لگی تو اس کے قدم جیسے رک سے گئے۔ سارے کمرے سے جالے صاف، دیواریں اور فرش اتنے صاف جیسے کسی نے سرف ڈال کر دھویا ہو اور ایک بہت پیاری سی بچی امن کے ساتھ کمرے میں بیٹھی کھیل رہی تھی۔ شائستہ کے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ اس کا نام رابعہ ہے۔

شائستہ اسے پیار کرتے ہوئے بولی بہت پیاری ہو تم۔ یہ کمرا تم نے صاف کیا ہے۔

رابعہ نے بتایا میں نے، آسیہ اور دادا ابو نے مل کر کیا ہے مگر دادا ابو نے کہا کہ آپ کو منع کر دوں کہ کسی سے ذکر مت کرنا کہ ہم نے صاف کیا ہے ورنہ بی بی جی بہت ناراض ہوں گی اور ہمیں آپ سے اور امن سے ملنے نہیں دیں گے اور ایک بات میں جانے لگی ہوں یہ

دروازہ اندر سے بہت اچھی طرح بند کر لیں۔ اگر کھلا رہ گیا تب بھی بہت بڑا ہنگامہ ہو گا۔

شائستہ نے اس سے پوچھا اتنی رات کو اکیلے کیسے جاو گی تمہارا کوارٹر تو دوسرے کونے میں ہے۔

رابعہ نے بتایا آپی میں، آسیہ اور دادی اماں سب یہاں رات کو واک کرتے ہیں ویسے ابھی دادا ابو باہر ہی بیٹھے ہیں۔ میرا انتظار کر رہے ہیں کہ آپ آئیں اور امن میں آپ کے حوالے کر کے واپس آوں۔

شائستہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، رابعہ کے سر پر پیار دیتے ہوئے بولی اللہ تعالی تمہیں ہر غم، ہر پریشانی سے بچائے اور بہت کامیاب کرے۔ آمین

رابعہ اللہ حافظ کرتی ہوئی باہر چلی گئی اور شائستہ نے دروازہ اچھے سے بند کر دیا پھر وہ امن کو گود میں اٹھائے اسٹور کی طرف چل دی۔ وہاں اسے کئی فولڈ چارپائیاں ملیں مگر سب گرد سے اٹی ہوئیں تھیں۔ ایک چارپائی کو وہیں اچھی طرح جھاڑ کر صاف کیا۔ بستر ے ایک بڑے سے صندوق میں تھے اور بہت سے کمبل، تکیے بھی۔ شائستہ نے پہلے چارپائی اٹھائی اور کمرے میں پہنچائی اور امن کو اس پر بیٹھا کر پھر بستر ا، چادر، تکیہ اور کمبل لے کر گئی۔ یہ سب

کرنے میں اسے کافی وقت بھی لگ گیا اور تھکاوٹ بھی ہو گئی۔ سب کچھ کرنے کے بعد اس نے امن کا منہ ہاتھ دھلا کر کپڑے بدلوائے اور خود بھی نہائی۔ امن ہمیشہ سے ہی خاموش طبع بچہ تھا۔ شائستہ کے واش روم میں جانے سے لے کر واپس آنے تک وہ بلکل خاموشی سے چارپائی پر پڑے شائستہ کے دوپٹے کے ساتھ کھیلتا رہا۔

شائستہ باہر آئی تو امن دوپٹے سے کھیلتے کھیلتے سو چکا تھا۔ نجانے کتنی ہی دیر شائستہ اپنے سوئے ہوئے لاڈلے سے پیار کرتی رہی۔

شائستہ نے پیسے فی الحال بچوں کے کمرے میں ہی ایک دراز میں ڈال دیئے۔ پیسے رکھتے اس کی نظر زیورات پر پڑی جو اس نے شادی کی رات اتار کر رکھے تھے تو اسے اپنی بیوقوفی پر غصہ آیا کہ اگر زیورات چوری ہو جاتے تو؟ اس نے ارادہ کر لیا کہ صبح زیورات وہ فائقہ کے حوالے کر دے گی۔ اگلے دن صبح شائستہ پھر سب سے پہلے اٹھی۔ تینوں بچوں کو صاف کر کے کپڑے بدلوائے اور انھیں نیچے لائی۔ فرقان کافی مانوس ہو گیا تھا ان دو دنوں میں اس سے اور اب نعمان بھی شائستہ کے ساتھ خوش رہتا تھا مگر ابھی بھی کچھ اجنبیت تھی اس کے انداز میں۔ ان سب میں امن شائستہ سے بہت دور ہوتا جا رہا تھا۔ سب کے جاگنے سے پہلے

شائستہ تینوں بچوں کو ناشتہ کروا چکی تھی اور رابعہ پچھلے باغ میں منتظر تھی کہ امن کو لے جائے جیسے ہی شائستہ نے دروازہ کھولا رابعہ آگے بڑھی، سلام کیا اور اس کی گود سے امن لیتے ہوئے بولی آپی اس کا فیڈر اور ایک سوٹ بھی ساتھ دے دیں۔ میں آج واپسی پر بازار جاوں گی اور امن کے لئے اور کپڑے لیتی آوں گی جو ہمارے پاس ہی رہیں گے۔

شائستہ شرمندہ ہوتے ہوئے بولی مجھے اس بات کا خیال ہی نہیں رہا۔ رکو میں فیڈر اور کپڑے لے کر آئی۔

شائستہ فٹافٹ گئی اور سب چیزیں ایک شاپر بیگ میں ڈالیں اور ساتھ میں پانچ ہزار روپیہ لائی کہ رابعہ ان پیسوں سے امن کے لئے کپڑے اور چیزیں لے آئے۔

رابعہ نے کہا آپی آپ شرمندہ کر رہیں ہیں۔ آپ بڑی بہن جیسی ہیں تو یہ بھانجا ہوا ہمارا اور بھانجے کے کپڑوں کے لئے میں پیسے لیتی اچھی لگوں گی۔ میں کونسے ہزاروں والے لاوں گی بے فکر رہیں اپنی بساط کے مطابق ہی لاوں گی۔

شائستہ نے کمرے کا پچھلے باغ کی طرف کھلتا دروازہ لاک نہیں کیا اور اندر آ کر چائے بنانے لگی ابھی چائے بنا رہی تھی کہ پہلے فائقہ اور پھر باری باری سب اٹھ کر آ گئے۔ شائستہ چائے

دینے کے بعد ناشتہ بنانے میں مصروف ہو گئی۔ فائقہ کسی بیٹی کے ساتھ فون پر چغلیاں لگانے میں مصروف ہو گئی جبکہ رحمان ٹی وی پر خبروں کا چینل ڈھونڈنے اور جمال اخبار پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

بچے وہیں بچھے چھوٹے سے قالین پر کھلونوں سے کھیلنے میں مصروف تھے۔ شائستہ ناشتہ ٹرالی میں لگا کر لے آئی اور سب کو سرو کرنے کے بعد واپس کچن میں جانے لگی تو جمال نے آواز دی بیٹا آپ بھی ہمارے ساتھ ہی ناشتہ کر لو۔

شائستہ پریشان ہوتے ہوئے بولی میں؟ میں کچن میں بیٹھ کر ہی کھا لوں گی۔

جمال کو شائستہ کی یہ بات پسند نہ آئی اور بولا بلکل بھی نہیں ابھی ہمارے ساتھ ناشتہ کرو اور پھر خود بھی تیار ہو جاو اور امن کو بھی تیار کر دو۔ امن کے کپڑے اور دوسری جو بھی ضرورت کی چیزیں تمہیں چاہیں خرید لینا۔

شائستہ نے جمال سے پوچھا نعمان اور فرقان وہ دونوں کیا گھر رہیں گے؟

جمال نے کہاہاں انھیں فائقہ سنبھال لے گی کچھ گھنٹوں کی تو بات ہے۔ آخر دادی ہے کچھ فرض تو اس کا بھی بنتا ہے نا۔

شائستہ مگر ان دونوں

جمال نے بات درمیان میں ٹوک دی اور بولا فائقہ دادی ہے۔۔۔جانتی ہے بچے سنبھالنا۔

●■●■●■●

میں کب سے نیند کا مارا ہوا ہوں اور کب سے

یہ میری جاگتی آنکھیں محو خواب ہیں مت پوچھ

فائقہ کو جمال کی بات پسند نہیں آئی مگر وہ جانتی تھی کہ صبح صبح سوائے بحث کے اور کچھ حاصل نہیں ہو گا اسی لئے منہ بناتے ہوئے شائستہ سے مخاطب ہوئی تم نے کونسا کمخاب پہننا ہے جلدی تیار ہو کر نکلو تاکہ جلدی واپسی ہو۔ گھر آ کر کھانا بھی بنانا ہو گا اور باقی کام بھی کرنے ہوں گے۔

شائستہ اٹھی اور کمرے کے راستے پچھلے باغ میں آئی تو مالی بابا وہاں کام کر رہے تھے۔ شائستہ نے انھیں امن لانے کے لئے کہا۔پانچ منٹ سے بھی پہلے مالی بابا نے اسے امن واپس لادیا۔اس نے پہلے امن کو تیار کیا اور پھر خود کپڑے بدل کر اچھی طرح کس کر چٹیا

بنائی۔ اسے یاد آیا کہ زیور اس نے فائقہ کے حوالے کرنے ہیں تو زیور لے کر ہی کمرے سے باہر آئی۔ اس سب کے کرنے کی دیر میں جمال بھی تیار ہو چکا تھا۔ شائستہ جب ہال میں پہنچی تو رحمان مل جانے کے لئے تیار تھا۔

شائستہ فائقہ کو زیور دیتے ہوئے یہ زیور جو نکاح والے دن آپ نے پہنائے تھے۔

فائقہ نے طنزیہ انداز میں کیا کروں میں ان کا۔

شائستہ آپ رکھ لیں۔ میرے پاس تو کوئی جگہ نہیں کہاں رکھوں۔

فائقہ نے کہا وہیں کمرے میں رکھ لو۔ کبھی خاندان کی کسی تقریب میں جانا پڑ گیا تو اس طرح ننگی پنگی جاو گی تو لوگ ہمیں باتیں بنائیں گے۔

جمال بھی تیار ہو کر آچکا تھا۔ اس نے فائقہ کی بات کی تائید کی اور پوچھا کہ چلیں۔ شائستہ نے ہاں میں گردن ہلادی۔ جمال آگے آگے چل رہا تھا جبکہ شائستہ امن کو گود میں لئے پیچھے پیچھے۔

جمال گاڑی خود ڈرائیو کر رہا تھا۔ جب اسے کچھ خاص کام کرنے ہوتے تو وہ کبھی بھی ڈرائیور

ساتھ نہیں لیتا تھا۔ صبح کے دس بج چکے تھے۔ وہ سب سے پہلے بینک لے کر گیا شائستہ کو اور اس کا اکاوئینٹ کھلوا کر اس میں پانچ لاکھ روپیہ ڈالا۔

شائستہ نے بہت منع کیا مگر جمال نے اسے خاموش رہنے کے لئے کہا۔ اس کے بعد اسے پیکجز مآل لے گیا۔ جہاں دنیا کی تقریبا ہر برانڈ موجود ہے۔ شائستہ تو کپڑوں اور چیزوں کی قیمت دیکھ کر پریشان ہو گئ اور کچھ بھی لینے کے حق میں نہیں تھی۔

شائستہ نے نہایت معصومانہ انداز میں کہا ابو اتوار بازار اور پیر بازار سے بہت اچھے کپڑے اور چیزیں مل جاتی ہیں۔ سو سو روپے کے بچوں کے سوٹ اور ہزار بارہ سو میں بڑی عورتوں کے سلے سلائے سوٹ مل جاتے ہیں۔

جمال نے محبت بھرے انداز میں کہا بیٹا تم جمال احمد کی بہو ہو جو احمد اینڈ سنز کے نام سے چار ملوں کا مالک ہے۔ تم اتوار اور پیر بازار کے کپڑے پہنتی اچھی لگو گی۔

شائستہ فائقہ کو سوچ کر پریشان ہو گئ اور بولی امی بہت ناراض ہوں گی۔

جمال نے کہا ہونے دو، اسے میں خود سنبھال لوں گا۔ اس وقت تو تم چپ کر کے شاپنگ کرو۔

امن کے لئے بہت سے کپڑے بہت مہنگی اور قیمتی برانڈ کے خریدے جمال نے جبکہ شائستہ کے لئے مختلف برانڈ سے ریڈ میٹ سوٹ لئے۔شائستہ تو ایک بھی سوٹ لینے کے حق میں نہیں تھی کہ قیمت کئی ہزاروں میں تھی مگر جمال کو جو بھی اچھا لگا اسے خرید دیا۔

شائستہ نے جمال سے کہا ابو اس ایک سوٹ کی قیمت میں میری اور امن کی ساری ضرورت کی چیزیں آجاتیں۔

جمال صرف مسکرا دیا۔ کپڑے جوتے اور دوسری ضرورت کی سب چیزیں لینے کے بعد شائستہ بولی ابو ایک صندوق بھی لے دیں میں یہ سب قیمتی چیزیں کہاں رکھوں گی سنبھال کر۔

جمال مسکراتے ہوئے یہ سب سنبھال کر نہیں رکھنا استعمال کرنا ہے اور میں تمہارے کمرے میں الماری بنوا دیتا ہوں۔

پھر کچھ سوچتے ہوئے شائستہ سے کہا بیٹا میں نے تمہارا بینک اکاوئینٹ کھلوایا ہے اس بارے میں فائقہ،رحمان یا کسی بھی اور سے ذکر مت کرنا۔۔۔تم اپنے جیب خرچ میں سے ماہانہ استعمال کے پیسے لے کر باقی اکاوئینٹ میں جمع کروالیا کرو۔۔۔اس طرح امن کے

بڑے ہونے تک تمہارے پاس کافی رقم اکٹھی ہو جائے گی۔

شائستہ کو سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی کہ کیا جواب دے۔ وہ روہنسی سی ہو گئی اور بولی ابو آپ دس ہزار مجھے دے کر باقی پیسے خود اکاؤنٹ میں جمع کروا دیا کریں۔ میرے اور امن کے لئے دس ہزار بہت زیادہ ہیں۔ میں کیسے جمع کرواوں گی۔

جمال کچھ سوچتے ہوئے ٹھیک ہے میں جمع کروا دیا کروں گا مگر تم بیس ہزار اپنے پاس رکھنا۔

شائستہ نے ایک بار پھر معصومیت سے سوال کیا میں بیس ہزار کہاں خرچ کروں گی؟

جمال مسکراتے ہوئے بولا اپنے پاس گھر پر رکھنا چاہے خرچ ہوں یا نہ ہوں۔

شائستہ نے جمال سے پوچھا ابو مجھے کبھی کچھ ضرورت کی چیز چاہیئے ہو تو کس سے منگواوں؟

جمال اس کی بات سمجھا نہیں اور پوچھا کیا مطلب۔۔۔ تم خود ڈرائیور کے ساتھ جا کر لے آیا کرو۔

جمال نے امن کے لئے کچھ کھلونے بھی لئے اور پھر کسی سے کال ملائی جسے کہا کہ آ کر دیوار کا ناپ لے اور باقی گھر کے ڈیزائن کی الماری بنا کر دے پھر اس کے بعد کسی اور کو کال کی اور

کہا کہ رنگ کے نمونے کے کارڈ لائے اور ایک کمرا رنگ کروانا ہے کل تک کر کے دے۔ شائستہ امن کے ساتھ کھیل رہی تھی۔ اس نے راستے پر دھیان ہی نہیں دیا۔ گاڑی جب ٹوٹی پھوٹی روڈ پر اتری تو شائستہ جمال کو حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگی۔ جمال نے راستے سے قلفہ آئس کریم کا ڈبہ اور کافی پھل خریدا تھا۔ شائستہ سمجھی کہ گھر کے لئے لیا ہو گا مگر اب اسے سمجھ آئی کہ وہ اس کے گھر والوں کے لئے لیا تھا۔

جمال نے مسکراتے ہوئے کہا بیٹا آج نکلے ہیں تو اپنے گھر والوں سے بھی مل لو پھر جانے کب نکلنا ہو۔ فائقہ بہت گرم طبیعت کی ہے تو اس سے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ خوامخواہ ہی جھگڑا کھڑا کر دے گی۔

جمال کو نہ جانے کیا خیال آیا ایک دم کہ شائستہ سے کہنے لگا بیٹا اگر تمہیں کبھی بھی کچھ چاہیے ہو یا کوئی مسئلہ ہو تو تم بلا جھجک مجھ سے کہہ سکتی ہو جیسے تم اپنے ابو سے کہتی تھی مگر بس اتنا خیال رکھنا کہ فائقہ کے سامنے کوئی بھی بات نہ ہو۔

جمال کی بات نے اسے رونے پر مجبور کر دیا۔ شائستہ روتے ہوئے بولی ابو میں بہت چھوٹی تھی جب میرے ابو انتقال کر گئے تھے مگر آپ کو پا کر لگنے لگا ہے کہ میرے ابو ہوتے تو

بلکل آپ جیسے ہوتے۔ میں بہت خوش نصیب ہوں کہ مجھے آپ جیسا باپ دیا ہے خدا تعالی نے۔

جمال مسکراتے ہوئے آنسو صاف کرو جلدی سے ورنہ تمہارے گھر والے سمجھیں گے راستے میں میں نے تمہاری پٹائی کی ہے۔

جمال یہ کہہ کر ہنس پڑا اور شائستہ بھی آنسو پونچھتی ہوئی مسکرا دی۔

شائستہ کے بنا بتائے ملنے آنے پر سب ہی خوش تھے۔ خاص کر عائشہ اکرم اور خالہ رشیدہ کچھ پندرہ بیس منٹ بیٹھے اور وہ لوگ گھر کے لئے نکل گئے۔ راستے سے جمال نے فائقہ کے فیورٹ ریسٹورنٹ سلور سپون سے سب کا من پسند کھانا پیک کروایا۔

شائستہ نے کہا ابو میں گھر جا کر بنا لیتی کھانا۔

جمال مسکراتے ہوئے بولا کبھی کبھی باہر کا کھانا بھی کھانا چاہئے ذائقہ بدلنے کے لئے۔

گھر پہنچے تو جمال نے چوکیدار سے کہا کہ گیٹ بند کر کے سارا سامان نکال کر اندر لائے۔

فائقہ کا اتنی ڈھیر ساری شاپنگ دیکھ کر موڈ آف ہو گیا۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ بھی غلط سلط بولتی جمال بول اٹھا بیگم یہ سب تمہاری خاندان، تمہاری

دوستوں اور حلقہ احباب میں عزت رکھنے کے لئے کیا ہے۔اب کچھ بھی ہو بہو تو تمہاری ہی ہے نا۔کوئی آئے یا کہیں ساتھ جانا پڑے تو لوگ تمہیں ہی باتیں بناتے۔

فائقہ کے پاس اس بات کے جواب میں کہنے کو کچھ نہیں تھا۔جمال نے مسکراتے ہوئے کہا سلور اسپون سے تمہارا من پسند کھانا بھی لایا ہوں چلو اب مسکرادو۔

فائقہ شائستہ کو مخاطب کرتے ہوئے بولی مہارانی صاحبہ اپنے لاڈلے کو کمرے میں چھوڑ کر آو،سامان کو بھی اور پھر فرقان اور نعمان کو دیکھو۔صبح سے رو رو کر پریشان کر رکھا ہے۔

شائستہ جی ابھی آئی کہتی ہوئی سب لفافے اٹھا اور امن کو ساتھ چلاتے ہوئے کمرے کی طرف آ گئی۔امن کو اکیلا کمرے میں چھوڑ کر وہ واپس ہال میں آئی جہاں فرقان اور نعمان کھیل کھیل کر تھک بھی چکے تھے اور میلے بھی ہو گئے تھے۔اس نے ان دونوں کو صاف کر کے کپڑے بدلوائے۔شائستہ نعمان اور امن کے لئے صبح مرغی کی یخنی میں چاول پکا کر گئی تھی۔نعمان کو وہ کھلائے وہ تو پیٹ بھرتے ہی سو گیا ساتھ ساتھ گود میں لئے فرقان کو فیڈر سے دودھ پلاتی رہی وہ بھی سو گیا۔دونوں بچوں کو ہال میں پڑی ان کی بے بی کوٹ میں ڈالا

۔

●■●■●■●

ابھی ارمان کچھ باقی ہیں دل میں

مجھے پھر آزمایا جا رہا ہے

شائستہ ڈرتے ڈرتے فائقہ سے مخاطب ہوئی اور بولی اگر آپ ناراض نہ ہوں تو امن کو بھی کھانا کھلا دوں وہ بھی صبح کا بھوکا ہے۔

فائقہ نے طنزیہ انداز میں کہا میں نے ہاتھ پکڑ رکھا ہے تمہارا اب بھوک سے مر گیا تو مجھ پر الزام آئے گا۔ جاو کھلاو اسے کھانا مگر مہربانی کر کے جلدی کھلا کر آجانا۔ سب کام بھی پڑے ہیں اور شام کے لئے کھانا بھی بنانا ہے۔

شائستہ امن کے لئے بھی چاول لے کر آئی۔ اسے کھانا کھلاتے کھلاتے اس سے بہت سی باتیں کرتی تھا امن واحد انسان تھا جو اس کے ہر دکھ سکھ کا ساتھی تھا۔ وہ جب پیدا ہوا تھا تب سے شائستہ کی عادت بن گئی تھی اس سے اپنی ہر بات کرنے کی، سمجھنا تو دور کی بات شاید سنتا بھی نہ ہو مگر شائستہ کو اس سے بات کر کے تسلی ہو جاتی تھی۔

شائستہ کھانا کھلاتے ہوئے امن سے باتیں کرنے لگی اور کہنے لگی دادا ابو تو بہت اچھے ہیں میرے امن کے۔ کتنی ساری چیزیں لے کر دیں۔ دادو بھی بہت اچھی ہیں بس تھوڑی غصے والی ہیں۔ امن آپ بڑے بھائی ہو چاہے دو ماہ ہی بڑے ہو۔ آپ پر بہت ذمہ داری عائد ہوتی ہے کبھی چھوٹے بھائیوں سے بد گمان مت ہونا۔

امن کو کھانا کھلا کر اکیلا ہی کمرے میں چھوڑ آئی البتہ دوسری طرف کا دروازے کا لاک کھول آئی۔ سارے گھر کی صفائی باقی تھی ابھی۔ جمال کا فیکٹری جانے کا موڈ نہیں تھا اسی لئے ٹی وی میں کوئی ٹاک شو دیکھنے میں مصروف تھا۔ فائقہ اسے اس طرح سکون سے بیٹھے دیکھ کر بولی آج مل جانے کا کوئی ارادہ نہیں آپ کا؟

جمال نے کہا ابھی نہیں، دراصل ترخان (الیاس) اور رنگ والے (گامو) کو بلایا ہے تو آتے ہی ہوں گے۔ انھیں کام سمجھا لوں پھر سوچوں گا جانے کے متعلق۔

فائقہ نے حیرت سے پوچھا ترخان کیوں؟ گھر میں مکمل لکڑی کا کام تو ہوا ہوا ہے اور رنگ کہاں کروانا ہے؟ راحیلہ کے انتقال کرنے سے کچھ ایک ماہ پہلے تو سارا گھر رنگ ہوا ہے۔

جمال نے کہا دراصل شائستہ والا کمرا رنگ کروانا ہے اور وہاں کوئی الماری نہیں تو وہیں الماری بنوانی ہے۔

فائقہ سڑتے ہوئے یہ سب بھی اسی نے فرمائش کی ہوگی۔غریب لوگوں کو مانگنے کی بہت عادت ہوتی ہے دراصل ان کی کوئی عزت نفس تو ہوتی نہیں۔)ل

جمال نے کہا اسے تو خبر بھی نہیں کہ میں یہ سب سوچ رہا ہوں اور مسسز جمال جی آپ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اپنا خون کیوں جلاتی ہیں۔ایک کپ مزے دار سا چائے کا تو اپنے خوب صورت ہاتھوں سے بنا کر پلاو۔

شائستہ کام کرنے میں مشغول تھی۔وہ روز رحمان کا کمرا صاف کرتی۔کمرے کی دیوار پر لگی راحیلہ اور رحمان کی قد آدم تصویر کو کتنی دیر دیکھتی رہتی اور دل میں کہتی کہ دونوں ساتھ میں کتنے اچھے لگتے ہیں۔بڑے دل سے راحیلہ کی ساری تصاویر صاف کرتی اوپر کے حصے کی صفائی کر کے نیچے اتر رہی تھی کہ جمال نے بتایا کہ کمرے میں کل تک الماری بن کر لگ جائے گی اور رات سونے تک پینٹ بھی ہو جائے گا۔۔۔رنگ کارڈ سے پسند کر کے بتا دو تا کہ پینٹ ہو جائے۔

شائستہ بولی ابو کوئی بھی ہلکا، رنگ کروادیں جو آپ کو یا امی کو پسند ہے۔

جمال رنگ کارڈ شائستہ کے طرف بڑھاتے ہوئے بولا کمرے میں تم نے رہنا ہے تو تم اپنی پسند کا بتادو۔

شائستہ کارڈ کو دیکھتے ہوئے روز گولڈ پر انگلی رکھتے ہوئے بولی ابو یہ بہت اچھا رنگ ہے۔

فائقہ نے ایک بار پھر طنز کیا اور بولی بی بی یہ بہت ہلکا رنگ ہے۔ تمہیں کہاں تمیز ہے ایسے رنگوں کی، کوئی لال پیلا رنگ کرواو۔ دس سال سے پہلے دوبارہ رنگ نہیں ہو گا تمہارا کمرا۔

شائستہ نے جواب میں صرف جی کہا اور چپ ہو گئی۔

فائقہ کے رویے سے تنگ آتا ہوا جمال احمد شائستہ سے مخاطب ہوتے ہوئے بیٹا تمہارا واش روم بھی بہت بری حالت میں ہے۔ دو دن کا کام ہے توڑ کر سارا نیا بن جائے گا۔

فائقہ جسے یہ سب بہت برا لگ رہا تھا منہ بناتے ہوئے بولی اتنا پیسہ ضائع کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

جمال نے کہا وہ بھی ہمارے ہی گھر کا حصہ ہے۔ کتنا خراب ہو رہا ہے۔ سات آٹھ ماہ پہلے

سارا گھر نئے سرے سے رنگ ہوا تھا مگر سرونٹ کوارٹر اور یہ کمرا رہ گیا تھا۔ یہ کمرا ہو جائے تو سرونٹ کوارٹر بھی کرواتا ہوں۔

فائقہ منہ بناتی ہوئی چلی گئی اور شائستہ کچن میں کھانا بنانے میں مصروف ہو گئی۔ شائستہ نعمان اور فرقان کو اتنی محبت اور توجہ دیتی جیسی ان کی سگی ماں ہو۔ مگر اس سب میں اسے اپنے لاڈلے کے لئے بلکل وقت نہ ملتا سارا دن یہی سوچتی رہتی ابھی اسے دیکھتی ہوں، ابھی اسے دیکھتی ہوں مگر وہ فرصت کا لمحہ ملتا ہی نہ اور سارا دن گزر جاتا۔

دن بھر کسی کو بھی یہ خیال نہ آتا کہ شائستہ خود بھی ایک عدد بچے کی ماں ہے جو ابھی بہت چھوٹا ہے۔ رحمان سے تو بس اتنا ہی تعلق تھا آمنا سامنا ہو تو سلام اور نہ ہو تو سلام بھی نہیں۔

شائستہ اور امن کا کمرا بہت خوبصورت تیار ہو گیا جیسے کوٹھی کے باقی سب کمرے تھے۔

کھڑکیوں پر پردے بھی ڈلوا دیئے اور باغ کی طرف کھلتے لوہے کے دروازے کے اندر کی طرف جالی والا دروازہ لگوا دیا کہ دن میں کھولنا ہو۔ پنکھا، لائیٹز سب کچھ نیا لگ گیا۔ ائیر کنڈیشنڈ لگوانے سے فائقہ نے روک دیا کہ انھیں عادت نہیں سردی لگتی ہے تو ضرورت نہیں۔ واش روم بھی بلکل نیا اور بہت خوبصورت ہو گیا۔ جمال نے دو سادہ سے مگر بہت

خوبصورت سنگل بیڈ بمع سائیڈ ٹیبل اور دو صوفہ نما کرسیاں کمرے کے لئے خریدیں۔ فائقہ اس سب پر بہت ناراض تھی مگر جمال یہی کہتا رہا کہ لوگ کیا کہیں گے۔ لوگ کیا کہیں گے اور وہ چپ رہی۔ رحمان کو تو کوئی غرض ہی نہیں تھی۔

نعمان اور فرقان اب شائستہ سے مانوس ہو گئے تھے۔ نعمان شائستہ کو ماما کہنے لگا تھا اور فائقہ کو یہ بات پسند نہیں تھی۔ اس نے جمال سے ذکر کیا تو جمال بولا وہ ماں ہی ہے سارا دن ان دونوں کا خیال رکھتی ہے بلکل سگی ماں کی طرح اب اتنا تو اس کا حق بنتا ہے۔

فائقہ نے کافی بحث کی اس بارے میں جمال سے اور ہار نہ مانتے ہوئے اس نے ایک دن اسی بات کا ذکر رحمان سے بھی کیا۔

رحمان نے کہا امی میں اسی لئے دوسری شادی کے حق میں نہیں تھا۔ میں کیا کر سکتا ہوں اس معاملے میں۔ نعمان اور فرقان اتنے چھوٹے ہیں کہ انھیں کچھ بھی سمجھایا یا کسی بات سے منع نہیں کیا جا سکتا۔ انھیں کچھ بھی کہا گیا تو وہ ذہنی طور پر منتشر ہو جائیں گے اور یہ بات میرے لئے بلکل بھی قابل قبول نہیں۔

اب فائقہ کے پاس خاموشی کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔

امن رابعہ اور آسیہ سے کافی مانوس ہو گیا تھا

وقت گزرنے لگا اور چھ ماہ گزر گئے۔ اب روز کی روٹین تھی کہ شائستہ فجر پڑھ کر امن کو تیار کر کے اپنے کمرے میں چھوڑ کر باغ کی طرف کھلنے والے دروازہ کا لاک کھول دیتی۔ رابعہ یا آسیہ آتیں اسے اپنے کو اٹرلے جاتیں اور مغرب کی اذان سے پہلے کبھی رابعہ اور کبھی آسیہ امن کو واپس کمرے میں چھوڑ جاتیں۔ امن مغرب کی اذان سے عشاء تک کمرے میں اکیلا ہوتا مگر نہ تو روتا اور نہ شور مچاتا مگر جیسے ہی شائستہ کاموں سے فارغ ہو کر کمرے میں آتی امن خوشی سے آوازیں نکالنے لگتا اور شائستہ کو بہت سا پیار کرتا۔

اگر دنیا میں کوئی شائستہ کو سمجھتا تھا تو وہ امن ہی تھا۔ امن کو اپنی ماں سے کوئی گلہ نہیں تھا۔ شائستہ امن کو دن بھر کی روداد سناتی اور چھوٹا سا معصوم بچہ خاموش ہو کر ماں کو پوری توجہ سے سننے کی کوشش کرتا چاہے سمجھ کچھ بھی نہ آئے۔

●■●■●■●

آج کل سچ بھی مقدار میں ملتا ہے

مکمل کہہ دوں کا جتنا میٹھا ہے؟؟؟

رحمان کی بہنیں ان چھ سات ماہ میں آئی ہی نہیں چھ سات ماہ بعد ہفتہ بھر کی چھٹیاں ہوئیں سکولوں میں تو دونوں ہی اکٹھی پلان بنا کر ماں کی طرف آئیں تو دونوں کے ہی شوہروں نے اعتراض کیا کہ تمہاری بھابھی رحمان کے کمرے میں کیوں نہیں رہتی۔ اگلے دن دونوں کے شوہر چھوڑ کر چلے گئے کہ ہفتے بعد آ کر لے جائیں گے۔ دونوں بیٹیوں نے فائقہ سے سوال کیا کہ امی جب سب کی مخالفت لے کر بہو بنا کر لے ہی آئیں ہیں تو اسے بہو مانتی کیوں نہیں۔ رحمان سے کیوں نہیں کہا اب تک کہ بیوی کا درجہ دے یا نا دے مگر کمرے میں جگہ تو دے۔

آج یہ بات ہمارے شوہروں نے اٹھائی ہے۔ ہم نے تو بہانہ بنا لیا کہ بچے چھوٹے ہیں ڈرتے ہیں اس لئے رات میں ان کے ساتھ رہتی ہے۔ لیکن اگر یہی سب چلتا رہا تو کل کو یہ بات سارے خاندان میں پھیل جائے گی اور جو لوگ آپ کو ایک عظیم عورت ماننے لگے تھے اس شادی کے بعد آپ سب کی نظروں میں ولن بن جائیں گی ویسے بھی اگر بچوں کے

لئے ہی لانا تھا تو کم از کم شادی کا ڈرامہ نہ کیا جاتا۔

خیر آپ کا گھر آپ کی مرضی مگر کم از کم رحمان سے کہہ دیں کہ ہمارے ہوتے تو شائستہ کے ساتھ بیوی والا رویہ روا رکھے ورنہ یہ بات ہمارے سسرال تک پہنچ گئی تو ہم دونوں یہیں آپ کے دروازے پر پائی جائیں گی اور ہم دونوں اپنے اپنے گھروں میں بہت خوش ہیں۔ ہم نہیں چاہتیں کہ آپ کی یا رحمان کی وجہ سے ہماری گھر گھرستی خراب ہو۔

فائقہ اور جمال دونوں ہی بیٹھے تھے جب خالدہ اور راشدہ نے یہ سب کہا۔ جمال سب سنتا رہا اس سے پہلے کہ فائقہ کچھ بھی بولتی جمال بول اٹھا میں یہ بات تمہاری ماں اور رحمان کو سمجھاتے سمجھاتے تھک گیا ہوں اگر تمہاری ماں سمجھ جاتی تو شاید رحمان کو کنوینس کر لیتی مگر یہ بات وہ خود سمجھنا ہی نہیں چاہتی تو رحمان کو کیسے سمجھائے گی۔

اس بچی کا اپنا بیٹا سارا دن اکیلا پڑا رہتا ہے مگر ہم لوگوں میں اتنی انسانیت نہیں کہ اسے گھر میں باقی لوگوں کے ساتھ رہنے دیں کم از کم تب تک جب تک اس کی ماں ہمارے سب کے کام کر رہی ہوتی ہے۔

کچھ وقفے کے بعد پھر جمال بولا چھ سات ماہ ہو گئے کالو،ماسی حمیدہ اور کوک کو نکالے۔ کالو اور ماسی حمیدہ پچیس پچیس ہزار تنخواہ لے رہی تھیں بچوں کو نیند کی دوا پلانے کے لئے اور کوک وہ پچاس ہزار تنخواہ لے رہا تھا۔

ان تینوں کے کام وہ بچی اکیلی کر رہی ہے۔ گھر بھی روز چمکتا ملتا ہے،بچے بھی صاف ستھرے اور صحتمند ہیں۔ کپڑے دھلے استری ملتے ہیں وقت پر اور تو اور تینوں ٹائم تازہ گرما گرم مزیدار کھانا ملتا ہے اور کیا چاہیئے تمہاری ماں کو جانے رحمان کی کون سی نیکی تھی کہ خدا نے شائستہ جیسی اچھی بچی اس کے مقدر میں لکھ دی۔

فائقہ ناک منہ چڑاتے ہوئے تم سب پاگل ہو گئے ہو تو میں پاگل نہیں ہوئی۔کم ذات لوگوں کو کبھی برابر بیٹھایا جا سکتا ہے کیا۔

خالدہ نے کہا امی پہلی بات تو یہ کہ وہ دور نزدیک کی آپکی ہی رشتے میں خالہ کی بیٹی لگتی ہے تو کہیں نہ کہیں آپ کی رشتے دار ہی ہے تو اسے کم ذات کہہ کر آپ خود کی بے عزتی کر رہی ہیں۔

دوسری بات یہ سب بہو بنانے سے پہلے سوچنا تھا اب وہ آپ کے بیٹے کے نکاح میں ہے اور

نکاح کے بعد عورت کی وہی حیثیت ہوتی ہے جو اس کے شوہر کی ہوتی ہے۔

جیسے ہی خالدہ خاموش ہوئی راشدہ اسی بات کو جاری رکھتے ہوئے بولی امی رحمان کو یہ سمجھنا چاہیے کہ راحیلہ اب اس دنیا میں نہیں ہے اور جو ہے اس کی قدر کرے۔ آپ دونوں کا رویہ اسطرح کا رہا تو وہ بھی بد دل ہو جائے گی۔

خالدہ امی یہ بھی گناہ ہے جو آپ سمجھ نہیں رہیں۔ رحمان تو اس کا حال بھی نہیں پوچھتا۔ ہمیں آئے دو دن ہو گئے ہیں مجال ہے جو اس کے ماتھے پر بل پڑا ہو۔ سارا دن ہم دونوں کے بچوں کا بھی کام کرتی ہے مگر مسکراتی رہتی ہے۔

راشدہ ہم دونوں آج شام شاپنگ جا رہی ہیں اور ہم شائستہ کو ساتھ لے کر جائیں گی

فائقہ طنزیہ انداز میں بولی اچھا ہے سامان اٹھانے میں سہولت رہے گی۔

خالدہ کو اپنی ماں کا یہ جملہ بہت برا لگا اور ایک دم سے بات کاٹتے ہوئے بولی نہیں امی وہ بھابی ہے ہماری اور ہم بھابی سمجھ کر ہی لے جائیں گے، نوکرانی نہیں۔

فائقہ منہ بنا کر ٹی وی دیکھنے میں مشغول ہو گئی اور خالدہ اٹھ کر کچن میں چلی گئی۔

خالدہ تو کچن میں دیکھ کر شائستہ گھبرا گئی اور پریشان ہوتے ہوئے پوچھنے لگی آپی آپ کو کچھ

چاہیے تھا تو مجھے آواز دے دیتیں، میں لا دیتی۔

خالدہ نے کہا نہیں میں تو تمہاری مدد کرنے آئی ہوں۔

شائستہ بولی میں بنا لوں گی کھانا بہت گرمی ہے آپ جائیں آرام کریں، بس تقریبا بن ہی چلا ہے۔

خالدہ نے پوچھا امن کہاں ہے؟ سارا دن نظر نہیں آتا۔

شائستہ نے بتایا وہ امی نے منع کیا ہے کہ گھر سے دور رہے تو ابھی چھوٹا ہے تو اکیلا رہ نہیں سکتا تو مالی بابا کی بیوی منگوا لیتی ہیں اسے دن بھر وہیں رہتا ہے۔ رات کو ان کی پوتیاں چھوڑ جاتی ہیں۔

خالدہ کچھ سوچتے ہوئے بولی جتنے دن ہم یہاں ہیں تو تم امن کو مت بھیجا کرو اتنے سارے بچے اکٹھے ہیں ان کے ساتھ کھیلنے دو اسے۔

شائستہ نے ڈرتے ہوئے کہا مگر امی ۔۔۔؟؟؟

خالدہ مسکراتے ہوئے بولی تم مجھ پر چھوڑ دو سب اور ہاں جلدی جلدی سب ختم کرو ہمیں

شاپنگ جانا ہے۔

شائستہ نے خالدہ سے کہا آپی آپ تیار ہو جائیں اتنے میں کھانا بن جائے گا۔

خالدہ اپنے جملے پر زور دیتے ہوئے بولی میں نے ہم کہا ہے۔ مطلب تم بھی جا رہی ہو اور راشدہ تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ کچن کو میں دیکھ لیتی ہوں تم جا کر جلدی تیار ہو جاو۔

شائستہ نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا میں۔۔۔؟؟ میں کیسے جاوں گی؟؟ بچے۔۔۔؟؟ آپی بچوں کو کون دیکھے گا؟؟

خالدہ اسے پیچھے سے دھکیلتے ہوئے کچن سے باہر نکالنے لگی اور سامنے سے آتے رحمان سے ایک دم ٹکرا گئی۔ شائستہ تو جیسے ڈر گئی۔ شائستہ بولی وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ دراصل۔۔۔ وہ۔

شائستہ کو ایسے ڈرا ہوا دیکھ کر خالدہ نے شائستہ سے کہا کیا ہو گیا ہے رحمان انسان ہے کوئی بھوت پریت تو نہیں جس سے اتنا ڈر رہی ہو۔

پھر رحمان کو اگنور کرتے ہوئے فائقہ سے مخاطب ہو کر بولی امی سارے بچے گھر رہیں گے۔ آج ہم تین خواتین میں، راشدہ اور شائستہ شاپنگ کرنے جا رہی ہیں۔ ہم دونوں کے شوہر حضرات کو کوئی اعتراض نہیں اور شائستہ کے شوہر کو کوئی دلچسپی نہیں اس میں تو ہم تینوں

فری برڈ آج اپنی مرضی کا دن گزارنے جا رہی ہیں۔ ہم لنچ بھی باہر کریں گی اور ڈنر بھی۔ آپ لوگ ہمارا انتظار مت کرنا۔

فائقہ کو خالدہ کا یہ بدلہ رویہ بلکل بھی پسند نہ آیا اور بولی تم دونوں جاو مگر اسے کیوں لئے جا رہی ہو۔ بچے کون سنبھالے گا؟

خالدہ جو شائستہ کو ساتھ لے جانے پر بضد تھی بولی امی آج اتوار ہے۔ ابو، رحمان دونوں گھر پر ہیں تو آپ تینوں مل کر سنبھال لیں۔ رحمان دو بچے تمہارے بھی ہیں۔ ہمارے نا سہی اپنے دونوں کو تو سنبھالنے کی کوشش کرنا اولاد پیدا کرنا کوئی فن نہیں کبھی کبھی ان کو وقت بھی دے دینا چاہیئے۔

رحمان نے حیرت سے پوچھا میں کیسے سنبھالوں گا؟ مجھے تو کچھ پتا نہیں

خالدہ نے کہا کیوں بھئی! جب میں راحیلہ کے انتقال کے بعد ایک ماہ یہاں رہی تھی تو میرے دونوں بچوں کو ان کے ابا ہی سنبھالتے تھے۔ تم ایک دن نہیں سنبھال سکتے۔

پھر شائستہ کو اس کے کمرے کی طرف کھینچ کر لے گئی جہاں راشدہ پہلے سے کپڑے نکال کر منتظر تھی۔ شائستہ نے کہا آپی یہ تو بہت مہنگا سوٹ ہے۔ ابو نے خرید کر دیا تھا۔ یہ تو خراب

ہو جائے گا۔

راشدہ شائستہ کے ہونٹوں پر انگلی رکھتے ہوئے بولی تم ایک بھی لفظ بولی تو میں تمہارے ہونٹ سی دوں گی بس چپ کر کے وہ کئے جاو جو ہم دونوں کہہ رہی ہیں۔

راشدہ نے اسے نئے کپڑوں میں سے ایک سوٹ پہنوایا پھر اپنی میک اپ کٹ سے اسے ہلکا ہلکا میک اپ کیا۔اس کا خوب صورت الجھا گلجھا سا جوڑا بنایا۔راشدہ نے کہا اف شائستہ تم اچھے سے تیار ہو کر کیوں نہیں رہتی۔دیکھو تو سہی تم کتنی خوبصورت لگ رہی ہو۔

شائستہ سنگار میز کے آئینے میں اپنا عکس دیکھ کر شرما گئی اور بولی آپی مجھے کام کرنے ہوتے ہیں اور اچھے کپڑے پہن کر گھر کے کام تو نہیں ہوتے نا؟

خالدہ مسکراتے ہوئے بولی ابھی تو بلکل چپ کرو اور چلو نکلو ہم لیٹ ہو رہے ہیں۔

شائستہ کو ابھی بھی فائقہ کی ناراضگی کا خوف تنگ کر رہا تھا تو پریشانی کے عالم میں بولی آپی میں نے امی سے اجازت نہیں لی وہ ناراض ہو جائیں گی۔

راشدہ نے شائستہ سے سوال کیا یار تم کس مٹی کی بنی ہو؟امی کو ہم بتا چکے ہیں مگر پھر سے تمہارے سامنے ہم بتا دیتے ہیں چلو بھی اب۔

باہر ہال میں آئے تو جمال، رحمان اور فائقہ تینوں وہیں بچوں کے پاس بیٹھے تھے۔ رحمان کی نظر شائستہ پر پڑی اور اسے احساس ہوا کہ ان سات آٹھ ماہ میں وہ پہلی بار شائستہ کو نظر اٹھا کر دیکھ رہا ہے۔

خالدہ نے بھی اسے کن آکھیوں سے دیکھتے ہوئے دیکھ لیا اور اسے چھیڑنے لگی بھائی آپ کی اپنی ذاتی بیوی ہے۔ اس طرح چوروں کی طرح دیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔

یہ کہہ کر ہنسنے لگی اور رحمان کو اپنے دیکھنے کے انداز پر شرمندگی ہوئی جبکہ شائستہ اس سب سے بے خبر بچوں کے فیڈر بنانے میں مصروف تھی۔

راشدہ جمال سے مخاطب ہوتے ہوئے بولی ابو ہم تینوں جا رہی ہیں واپسی پر لیٹ ہو جائیں تو فکر مت کرنا، ہم ڈنر کر کے آئیں گی۔

خالدہ نے طنزیہ انداز میں سوال کیا رحمان تم نے ابھی تک شائستہ کو موبائل کیوں نہیں خرید کر دیا۔

فائقہ نے رحمان کے جواب دینے سے پہلے خالدہ کے سوال پر سوال کیا کہ اس نے موبائل کیا کرنا ہے؟؟

خالدہ فائقہ سے بولی امی پلیز۔۔۔موبائل ضرورت کی چیز ہے اب ہم گھر سے باہر جا رہے ہیں تو شائستہ کے پاس اپنا فون ہونا چاہیئے۔

جمال رحمان کو مخاطب کرتے ہوئے کل مل سے واپسی پر نئے ماڈل کا فون لیتے آنا شائستہ کے لئے اور یہ حکم ہے میرا تو بھولنا مت۔

●■●■●■●

اپنا سمجھ کر جس کے لئے ہم اجڑ گئے ہیں

اسے کیا خبر میرے شوق کی،اسے کیا پتا میرے حال کا

خالدہ نے فائقہ سے کہا امی دیکھیں تو آپ کی بہو کتنی پیاری لگ رہی ہے۔

جمال ایک منٹ کہہ کر کمرے میں گیا اور واپس آیا تو راشدہ،خالدہ اور شائستہ تینوں کو کچھ رقم دی کہ میری طرف سے تینوں اپنے لئے کچھ لے لینا۔خالدہ اور راشدہ نے تو ہنس کر پکڑ لئے اور ہگ کر کے شکریہ ادا کیا مگر شائستہ نے نہ لئے۔

شائستہ نے جمال سے کہا ابو میں اتنے سارے پیسوں کو کیا کروں گی۔

فائقہ جمال سے بولی عجیب بندے ہیں اس نے اتنے سارے نوٹ تو خواب میں بھی ایک ساتھ نہیں دیکھے ہوں گے۔

جمال فائقہ کی بات کو اگنور کرتے ہوئے بولا میں نے خالدہ اور راشدہ کو بھی دیئے ہیں اور بیٹیوں کا حق ہوتا ہے باپ کی کمائی پر تم بھی میری بیٹی ہو۔

راشدہ نے ہنستے ہوئے شائستہ سے کہا بھابی لے بھی لیں اور کہیں نا خرچ کرنے ہوں تو ہمیں لنچ کروادینا زبردست قسم کا۔

جمال اپنے پرس سے ویزہ کارڈ نکال کر راشدہ کی طرف بڑھاتے ہوئے بچوں یہ پاس رکھ لو اگر ضرورت پڑی تو استعمال کر لینا اور ہاں لنچ ڈنر سب میری طرف سے،جاو اور خوب مزے کر کے آو اور پھر دعا دیتے ہوئے بولا اللہ تعالی ہر بری نظر سے بچائے میری بچیوں کو

خالدہ نے کہا ابو نہیں چاہیے میرے پاس ہے انھوں نے۔۔۔۔

جمال نے بات درمیان میں کاٹ دی اور بولا شوہر حضرات کا خرچہ تو روز ہی کرواتی ہو۔ ابا کے گھر آئی ہو تو ابا کا خرچہ کروانا بنتا ہے۔

راشدہ نے آگے بڑھ کر کارڈ پکڑ لیا اور ہنستے ہوئے بولی ابو بلکل بلکل اور یہ کہتے ہوئے جمال کے ماتھے پر کس کر دی۔

تینوں خدا حافظ کہہ کر باہر نکل آئیں۔ ڈرائیور پہلے ہی گاڑی اسٹارٹ کر کے انتظار کر رہا تھا۔

سب سے پہلے لاہور کے بہترین پارلرز پر گئیں شائستہ منع کرتی رہی مگر وہ دونوں کہاں سننے والی تھیں۔

خالدہ نے کہا شائستہ تم بہت معصوم ہو۔۔۔ آج کل مرد کتنے بھی سادگی پسند بنیں مگر بنی سنوری عورت انھیں اچھی لگتی ہے۔ راحیلہ ہر مہینے میں دو بار اس پارلر پر آتی تھی۔ وہ اپنا بہت خیال رکھتی تھی۔ تم بھی سیکھو اپنا خیال رکھنا۔

شائستہ بولی آپی میں راحیلہ نہیں ہوں وہ پیا من بھائی دلہن تھی اور میں وہ ہوں جسے انھوں نے صرف اپنے بچوں کی ماں کی حیثیت سے قبول کیا ہے۔

دوسری بات وہ بہت خوبصورت تھی اور میں سانولے رنگ کی عام سے بھی کم شکل و صورت کی مالک۔

تیسری بات یہ کہ مجھے یہ سب کرنا پسند نہیں۔ فضول میں وقت اور پیسہ دونوں ضائع ہوتے

ہیں۔ میں نے کونسا اس سب کے بعد حور بن جانا ہے، رہنا تو وہی معمولی شکل والی شائستہ ہی ہے نا۔

راشدہ نے شائستہ کی بات پر اسے سمجھاتے ہوئے بتایا کہ تمہارے شوہر کے پاس بہت پیسہ ہے اور وقت کی جہاں تک بات ہے تو وہ بھی مسئلہ ہم دونوں ملکر حل کر دیں گی۔۔۔

انشاءاللہ

اس کے بعد وہ کھانا کھانے چلی گئیں۔ شائستہ تو مینو دیکھ کر ہی پریشان ہو گئی۔ خالدہ اور راشدہ نے تینوں کے لئے آرڈر کیا۔ شائستہ کو آج لگ رہا تھا کہ وہ کسی اور ہی دنیا میں آ گئی ہے جہاں خوشیاں ہی خوشیاں ہیں۔ یہ دنیا خواب کی ہے جیسے ہی اس کی آنکھ کھلے گی خواب بکھر جائے گا۔ خالدہ اور راشدہ اسے شوہر کو لبھانے کی تراکیب بتاتی رہیں اور اسے لگنے لگا کہ یہ دونوں نندیں نہیں بلکہ اس کی بچپن کی کھوئی ہوئی سہیلیاں ہیں جو آج ملیں ہیں۔ کھانے کے بعد وہ لوگ ایم-ایم-عالم روڈ پر چلی گئیں جہاں ہر طرح کی برانڈ کے ڈس پلے، شاپس اور مال ہیں۔۔۔

خالدہ اور راشدہ نے ایک سوٹ ایسا لیا جو تینوں کا ایک جیسا تھا جو انھوں نے اگلے ہفتے خاندان کی کسی شادی میں پہننا تھا۔

شائستہ بہت خوش تھی۔ یہ خوشیاں عارضی ہی سہی میسر تو تھیں نا اسے۔ اس کے بعد وہ پیکجز مآل میں موجود سینما سینپکس چلی گئیں تاکہ مووی دیکھ سکیں۔ آدھی مووی دیکھی اور انٹرویل میں باہر نکل آئیں تینوں پھر وہ مآل میں پھرنے لگیں۔

خالدہ نے شائستہ کو چھوٹی چھوٹی سی بہت خوبصورت بالیاں خرید کے دیں تاکہ وہ انھیں ہر وقت پہن کر رکھے۔ شائستہ نے بہت منع کیا مگر خالدہ نے کہا کہ آپ کی شادی کا ایک دن پہلے پتا چلا تو کچھ بھی تحفہ نہیں دے سکی۔ یہ کچھ بھی نہیں مگر رحمان سے کہیں گے وہ ولیمے کی رسم کرے۔۔۔ تب سہی سے تحفہ دوں گی ابھی تو دوست کا تحفہ سمجھ کر پہن لو اور صرف خرید کر نہیں دیں بلکہ اسے پہنا دیں۔

راشدہ نے بھی اسے گلے میں پہننے کے لئے بہت خوبصورت لاکٹ سیٹ لے کر دیا اور اسی وقت پہنا دیا۔

شائستہ کو جیسے شرمندگی سی ہونے لگی تو اس نے ان دونوں سے کہا آپی میں نے تو کچھ بھی

نہیں لے کر دیا آپ دونوں کو۔

خالدہ نے کہا تم عمر اور رشتے دونوں میں چھوٹی ہو تو تمہارا لے کر دینا بنتا ہی نہیں۔

خالدہ اور راشدہ کا دل تھا کہ کچھ کھالیا جائے تو وہ وہیں پیکجز مآل کے ہی فورڈ کورٹ میں چلی گئیں الگ الگ طرح کی تین چار چیزیں لیں کھائیں اور بہت مستی کی پھر تینوں گھر کے لئے نکل گئیں۔ خالدہ نے شائستہ سے پوچھا کہ اسے مزا آیا یا نہیں؟؟

شائستہ خالدہ اور راشدہ کا ہاتھ چومتے ہوئے بولی آپ دونوں بہت اچھی ہیں،.بہت خوش قسمت ہوں کہ آپ جیسی بہنیں نندوں کی شکل میں ملیں ہیں مجھے۔

خالدہ ہنستے ہوئے بولی وہ تو ہے۔

اور پھر سے گاڑی قہقہوں سے گونجنے لگی۔ گھر پہنچتے پہنچتے رات کے نو بج گئے۔ گھر آ کر خالدہ اور راشدہ تو شاپنگ اور دن بھر کی روداد سنانے میں مصروف ہو گئیں جب کہ شائستہ نعمان اور فرقان کا منہ ہاتھ دھلا کر ان کے کپڑے بدلنے میں مصروف ہو گئ۔ رحمان نے نوٹس کیا کہ شائستہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی مگر وہ بولا کچھ بھی نہیں۔

بچوں کے کپڑے بدل کر ان کو سلانے کے بعد شائستہ اب اپنے کپڑے بدلنے چلی گئی۔ وہ اپنے کمرے میں گئی تو رابعہ امن کو لے کر بیٹھی اس کی منتظر تھی۔

رابعہ نے بتایا آپی امن کو بہت تیز بخار ہے۔ دوپہر میں پیناڈول سیرپ دیا تھا تو بخار اتر گیا تھا اب پھر سے اسے بخار چڑھ گیا ہے مگر دادو نے منع کر دیا کہ اب جو بھی دینا ہو گا آپ خود دو گی۔

شائستہ نے کہا شکریہ بہت بہت آپ سب کا۔

رابعہ نے کہا آپی شرمندہ تو مت کریں۔

شائستہ نے پہلے امن کو بہت سارا پیار کیا۔ اس کے ہاتھ پاوں چومے پھر اس کا منہ ہاتھ دھلا کر کپڑے بدلوائے، پھر خود کپڑے بدلے۔

رحمان اٹھ کر کمرے میں جانے لگا تو خالدہ نے کہا مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔

رحمان نے کہا جی آپی۔

فائقہ خالدہ سے بولی جاو تم تھکی ہوئی ہو جا کر آرام کرو۔ رحمان بھی یہیں ہے اور تم بھی۔ صبح بات ہو جائے گی۔

خالدہ نے فائقہ کی طرف تیکھی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا امی مجھے ابھی آپ کے اور ابو کے سامنے ہی بات کرنی ہے۔

رحمان بولا جی آپی۔۔۔ کہیں میں سن رہا ہوں۔

خالدہ نے جب رحمان کو سکون سے واپس بیٹھتے دیکھا تو بولی راحیلہ کو گزرے سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے اور شائستہ کو تمہارے نکاح میں آئے تقریباسات آٹھ ماہ ہو گئے ہیں نہ تو یہ لڑکی زبردستی تمہاری زندگی میں آئی اور نہ ہی اس گھر میں۔

وہ سیرت اور صورت دونوں میں خوبصورت ہے۔۔۔ اتنے عرصے میں تمہارے اور امی کے اتنے روکھے رویے کے باوجود وہ تمہارے دونوں بیٹوں کو سگی ماں سے زیادہ محبت اور توجہ دیتی ہے۔

رحمان نے خالدہ کی بات درمیان میں کاٹ دی اور بولا آپی میں نے اسے ابھی تک کبھی کچھ نہیں کہا، کوئی غلط سلوک نہیں کیا۔

راشدہ رحمان کی بات کے درمیان میں بول پڑی رحمان تمہیں لگتا ہے ناں کہ تم نے اس کے ساتھ کوئی بدسلوکی نہیں کی مگر ایسا نہیں ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسے دل میں جگہ نہیں دے سکتے تو مت دو مگر کم از کم اسے اپنے کمرے میں تو جگہ دو۔

تم اسے ایک ملازمہ سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے اور وہ پھر بھی تمہاری اور تم سے جڑے رشتوں کی سچے دل سے عزت اور خدمت کرتی ہے۔

رحمان نے کہا آپی آپ دونوں جانتی ہیں کہ میری زندگی میں راحیلہ کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا۔

خالدہ بولی بھائی کسی کی بھی جگہ کوئی نہیں لے سکتا مگر اپنی جگہ تو بنانے کا موقع دو اسے اور تم نے کبھی سوچا ہے کہ اس کے بیٹے کی جگہ بھی کوئی نہیں لے سکتا۔

اس کی کل کائنات اس کا بیٹا ہے مگر وہ اپنے بیٹے کے حصے کی ممتا، وقت، محبت، توجہ سب تمہارے بچوں کو دے رہی ہے۔ اس کا چھوٹا سا بچہ سارا دن بھوکا پیاسا اکیلا کمرے میں پڑا رہتا ہے۔

راشدہ نے کہا ہم بھی مائیں ہیں۔ ہم سگی بہنیں بھی ہیں مگر خدا کی قسم ہم اپنے بچوں سے زیادہ چاہ کر بھی تمہارے بچوں کو پیار نہیں کر سکتیں۔ ہم نے جنھیں اپنے وجود سے جنم دیا ہے وہ سب سے پہلے ہیں ہمارے لئے۔

رحمان مغرور ترین انداز میں بولا میں تو کبھی بھی اسے نہیں کہوں گا کہ میرے کمرے میں رہے یہ میرے لئے نا ممکن ہے۔

خالدہ نے کہا تم مت کہو ہم کہہ دیں گے مگر تم اسے اپنے کمرے سے کبھی نکالو گے نہیں ۔۔۔اتنا تو کر سکتے ہو نا؟؟

رحمان خاموش رہا تو خالدہ نے پوچھا اب کیا سوچ رہے ہو؟؟

رحمان نے نہ چاہتے ہوئے بھی حامی بھر لی اور بولا ٹھیک ہے نہیں نکالوں گا۔

راشدہ جمال کو مخاطب کر کے بولی ابو آٹھ ماہ ہو گئے نکاح کو آپ نے ابھی تک ولیمہ کیوں نہیں کیا؟

فائقہ جو خالدہ اور راشدہ کی ساری باتیں ابھی تک خاموشی سے سن رہی تھی ایک دم چلائی جاو اپنے اپنے کمرے میں جا کر آرام کرو تھکاوٹ نے تم دونوں کی عقل پر پردہ ڈال دیا ہے۔

رحمان بھی حیرت زدہ نظروں سے راشدہ کو دیکھتے ہوئے بولا ولیمہ۔۔۔؟ اس کی کیا ضرورت آن پڑی؟؟

راشدہ نے جواب دیا ولیمے کی ضرورت نہیں ہوتی یہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور

بے شک بہت بڑے پیمانے پر ہنگامہ مت کریں مگر ایک چھوٹی سی دعوت رکھ لیں جس میں سارے قریبی رشتے داروں کو مدعو کریں۔

شائستہ کپڑے بدل کر آئی تو سب کے لئے چائے بنا کر لائی۔ وہ واپس جانے لگی تو جمال نے آواز دی بیٹا جی اپنی بھی چائے لاو اور یہیں بیٹھ کر پیئو ہمارے ساتھ۔

شائستہ ڈرتے ہوئے بولی ابو امن۔۔۔

جمال نے پوچھا کیا ہوا امن کو؟؟

شائستہ نے جمال کی طرف دیکھا اور بولی اسے بہت تیز بخار ہے تو اس کے پاس بیٹھ جاوں کچھ دیر اگر آپ اجازت دیں تو؟؟

●■●■●■●

وقت سے پہلے بہت حادثوں سے لڑا ہوں

میں اپنی عمر سے کئی سال بڑا ہوں!!

جمال نے کہا شائستہ بیٹا آپ اسے یہاں لے آو تاکہ دوسرے بچوں کے ساتھ کھیلے اور اگر ابھی بھی طبیعت ٹھیک نہیں تو ہاسپٹل لے جاتے ہیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شائستہ شش و پنج میں تھی کہ خالدہ آگے بڑھ گئی میں دیکھتی ہوں بھابی امن کو کیا ہوا ہے؟؟؟

فائقہ اس سب سے ناراض تھی۔خالدہ اٹھ کر گئی اور امن کو اٹھالائی۔امن اپنی عمر کے سب بچوں سے بہت مختلف تھا۔اسے بہت تیز بخار تھا مگر وہ رو نہیں رہا تھا۔خالدہ کو انجانی نظروں سے ضرور دیکھ رہا تھا۔راشدہ اور خالدہ نے پہلی بار امن کو دیکھا تھا۔راشدہ بولی تمہارا بیٹا تو بہت پیارا ہے ماشاءاللہ

راشدہ اٹھی اور فریج سے میڈیسن لائی تاکہ اسے پلا سکے۔راشدہ رحمان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی شائستہ تم بچوں کے کمرے میں کیوں سوتی ہو؟؟؟

شائستہ نے رحمان کی طرف دیکھا اور بولی آپی بچے ابھی چھوٹے ہیں اکیلے ڈر نہ جائیں اس لئے۔۔۔

سب جانتے تھے کہ حیقیقت نہیں۔۔۔سب ہی سوچ رہے تھے کہ شائستہ رحمان کا شکوہ کرے گی کہ اس نے شادی کی رات کمرے میں آنے سے منع کر دیا۔خاص کر رحمان تو یہی سوچ رہا تھا مگر شائستہ کے جواب نے سب کو ہی حیران کر دیا۔خالدہ بولی ٹھیک ہے

مان لیا بچے چھوٹے ہیں مگر اب چار ماہ بعد ایڈمیشن کھلنے ہیں تو نعمان اور امن دونوں ہی اسکول جانے کی عمر کے ہوں گے تب بھی تو وہ رہیں گے نا تمہارے بنا اور بچوں کو آہستہ آہستہ اکیلا سونے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔

راشدہ نے بھی کہا ابھی تو ہم دونوں یہیں ہیں نا ایک ڈیڑھ ہفتہ تو رات کی ذمہ داری ہماری ہے تینوں بچوں کی تم اپنے کمرے میں سونا آج سے۔

پھر کچھ سوچتے ہوئے دوبارہ راشدہ نے ہی بات شروع کی شائستہ تمہارا کمرا وہ ہے جہاں تمہارا شوہر رہتا ہے۔

فائقہ جو اپنی دونوں بیٹیوں کے رویے سے اکتا چکی تھی بولی اگر رحمان اس کے ساتھ کمفرٹیبل نہیں تو تم دونوں کیوں زبردستی کر رہی ہو؟؟

راشدہ فائقہ سے مخاطب ہوئی امی کیا جو رویہ رحمان کا ہے وہ ہمارے شوہروں کا ہوتا تو آپ کو اچھا لگتا اگر وہ کچھ نہیں بولتی تو آپ بڑی ہیں خود دیکھیں سب، ہمیں بولنا ہی نہ پڑتا اگر آپ پہلے بول پڑی ہوتیں۔

رحمان دونوں بہنوں سے مخاطب ہوتے ہوئے بولا آپی آپ اسے سمجھا دینا مجھے اپنے

کمرے میں کسی قسم کا شور نہیں پسند۔

خالدہ رحمان سے بولی تمہارے منہ میں درد ہوتا ہے اسے بتاتے۔ بیوی ہے تمہاری خود اسے بتاو اپنی پسند اور ناپسند کے بارے میں بلکہ اس کی پسند اور ناپسند کے بارے میں بھی جاننے کی کوشش کرو۔

راشدہ جمال سے مخاطب ہوتے ہوئے بولی ابو امن بہت چھوٹا ہے ابھی اکیلے رہنے اور سونے کے لئے۔ شائستہ اپنے کمرے میں آج سے شفٹ ہو رہی ہے تو ابھی ایک سال امن کو نعمان اور فرقان کے ساتھ رہنے دیں۔ تینوں ساتھ میں ہوں گے تو شائستہ بھی مطمئین رہے گی۔

جمال اپنی دونوں بیٹیوں سے بہت خوش تھا انھیں مخاطب کر کے بولا بیٹا فخر ہے مجھے تم دونوں پر یہی سب میں کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر۔۔۔ خیر، دیر آئے درست آئے۔ خوشی ہے کہ تم دونوں بہت پر خلوص ہو اپنی بھابی کے ساتھ۔

فائقہ ناراض ہوتے ہوئے بولی میرا گھر ہوتا تو میری مرضی چلتی۔

جمال نے مسکراتے ہوئے فائقہ سے کہا بیگم یہ گھر تمہارا ہی ہے اور تم ہی مالکن ہو مگر کچھ

چیزیں غلط ہو رہیں تھیں جو اب ٹھیک ہو رہی ہیں۔

رحمان خدا حافظ کر کے اپنے کمرے میں جانے کے لئے اٹھ گیا اور شائستہ بچے اٹھا کر انھیں کمرے میں پہچانے اور ان کے فیڈر بنانے میں مصروف ہو گئ۔ سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے اور شائستہ سب کاموں سے فارغ ہو کر بچوں کے کمرے میں چلی گئ۔ خالدہ شائستہ سے بولی کیا ہوا ہے تم کیوں ابھی تک اپنے کمرے میں نہیں گئ؟؟

شائستہ الجھے انداز میں خالدہ سے بولی آپی مجھے بہت عجیب لگ رہا ہے، میں نہ جاوں ان کے کمرے میں۔

خالدہ شرارت بھرے انداز میں شائستہ سے سوال کرنے لگی کن کے کمرے میں؟

شائستہ نے بہت الجھے انداز میں خالدہ سے کہا وہ۔۔۔ آپی آپ کے بھائی کے کمرے میں۔

خالدہ قہقہہ لگا کر ہنسی اوہ ہو۔۔۔ جی جی بلکل مت جاو تم میرے بھائی کے کمرے میں مگر اپنے ان کے کمرے میں تو جاو کیونکہ وہ تمہارا بھی کمرا ہے۔

شائستہ خالدہ سے ہی سوال کرنے لگی آپی میں کیا کہوں گی؟

خالدہ شائستہ کو سمجھاتے ہوئے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں، اچھا اٹھو میں چلتی ہوں تمہارے

ساتھ۔

شائستہ اٹھی ہی نہیں تو خالدہ اسے بازو سے پکڑ کر تقریبا کھینچتے ہوئے کہا اٹھو بھی۔

کمرے کی طرف جاتے ہوئے خالدہ نے اسے نصیحت کی شائستہ رات کمرے میں جانے سے پہلے شاور لے کر کپڑے بدلا کرو اور پرفیوم بھی لگایا کرو اور ایک بات ممکن ہے رحمان تم سے کوئی بات نہ کرے۔ دوسری طرف منہ کر کے سو جائے مگر تمہیں اب ہار نہیں ماننی۔ یہ تمہارا بھی کمرا ہے۔ تمہیں یہیں رہنا ہے۔ آج نہیں تو کل اس کے اندر بدلاو ضرور آئے گا مگر اس کے لئے تمہیں بھی تو کچھ کرنا پڑے گا۔

شائستہ ابھی تک دل سے رضامند نہیں تھی رحمان کے کمرے میں جانے کے لئے اسی لئے خالدہ سے کہنے لگی آپی جو جیسے ہے ٹھیک ہے۔

خالدہ اسے سمجھاتے ہوئے بولی نہیں ٹھیک ہے۔ تمہارا نکاح ہوا ہے رحمان سے اور اسے اس بات کا احساس ہونا چاہیے۔

شائستہ بدستور اپنی بات پر قائم تھی، کہنے لگی مجھے ڈر لگ رہا ہے۔

خالدہ ہنستے ہوئے شائستہ سے بولی اف کیا کروں میں تمہارا۔

ڈر کیوں لگ رہا ہے وہ آدم خور جانور نہیں ہے اور ہاں ایک بات اور رحمان بات نہ بھی کرے تو اس سے بات کرو۔ دن بھر چاہے کوئی بات نہ ہو رات جب کمرے میں جاو اور وہ جاگ رہا ہو تو پوچھ لیا صبح کیا پہنیں گے۔

چائے پیئں گے بنا کر لادوں۔ کبھی نعمان کی کوئی بات، کبھی فرقان کی۔

آہستہ آہستہ وہ خود بات کرنا شروع کر دے گا۔

شائستہ نے دوبارہ خالدہ سے سوال کر دیا اور اگر انھوں نے ڈانٹ دیا تو۔۔۔؟

خالدہ نے ہنستے ہوئے اس کے سر پر پیار سے ہلکا سا تھپڑ مارا اور بولی نہیں ڈانٹے گا اور آج کچھ مت پوچھنا، چپ کر کے سو جانا۔

شائستہ خالدہ کے آگے ہار مانتے ہوئے بولی جی

خالدہ نے رحمان کے کمرے کا دروازہ ناک کیا۔ رحمان نے آواز دی آجاو اندر دروازہ کھلا ہے۔

خالدہ شائستہ کا ہاتھ پکڑے اندر داخل ہوئی اور رحمان سے بولی یہ لو بھئی تمہارا قیدی لائی ہوں۔

پھر رحمان کو دیکھ کر شائستہ سے مخاطب ہوتے ہوئے خالدہ نے کہا ایک بات یاد رکھنا ہمیشہ تم دونوں۔

میاں بیوی کے ہزار جھگڑے ہوں۔ وہ کمرے کی حد تک رہنے چاہیں۔

ابھی تمہارے بچے چھوٹے ہیں۔ بچے بڑے ہوں تو اس بات کا اثر ان کی شخصیت پر بھی پڑتا ہے۔

پھر کچھ سیکنڈ رک کر دوبارہ خالدہ بولی شائستہ یہ کمرا تمہارا بھی ہے تو تمہیں کمرے میں آنے کے لئے دروازہ ناک کرنے یا اجازت مانگنے کی ضرورت نہیں بلکل رحمان کی طرح جب مرضی بلا جھجھک تم اس کمرے میں آجا سکتی ہو۔

شائستہ جو چہرا نیچے کئے ابھی تک ایک ہی پوزیشن میں کھڑی تھی بولی جی آپی۔

خالدہ شائستہ کو ویسے ہی کھڑا دیکھ کر بولی تو منتظر کس کی ہو۔۔۔ تمہیں کوئی کہے گا کہ بیٹھو یا لیٹو تو بیٹھو یا لیٹو گی۔

شائستہ ایک دم الجھ گئی اور خالدہ کو دیکھتے ہوئے بولی نہیں تو۔

خالدہ کمرے سے باہر نکلتے ہوئے واپس پلٹی اور بولی تم دونوں کو زندگی کا نیا سفر مبارک ہو۔

رحمان شائستہ پہل کر چکی ہے اب تمہاری باری ہے اور ہاں شائستہ تم بچوں کی فکر میں گھلتی مت جانا۔ میں اور راشدہ ہیں ہم دونوں رکھ لیں گی بچوں کا خیال۔

پھر خدا حافظ کہہ کر کمرے سے نکل گئی۔ شائستہ کو سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی کہ کیا کرے یا کہے۔ وہ وہیں کمرے میں پڑے صوفہ نما کرسی پر بیٹھی تھی اور رحمان کو اس کی موجودگی اپنے کمرے میں زہر لگ رہی تھی۔ رحمان بظاہر تو بیڈ پر بیٹھا ایک انگلش ناول پڑھنے میں مصروف تھا مگر ٹھہر ٹھہر کر نظر اٹھا کر شائستہ کو دیکھ رہا تھا۔ وہ ڈری سہمی سی سمٹی سمٹی صوفے پر منہ نیچے کئے بیٹھی تھی بلکل کسی معصوم بچے کی طرح۔

رحمان شائستہ سے مخاطب ہوتے ہوئے رات یہیں صوفے پر بیٹھ کر گزارنی ہے؟؟

شائستہ کو سمجھ نہیں آئی کیا جواب دے منفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی نہیں تو

رحمان شائستہ کی طرف دیکھتے ہوئے دوبارہ بولا رات کے گیارہ بج گئے ہیں۔ کب تک صوفے پر بت بنی بیٹھی رہو گی؟

شائستہ کو کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی۔ اٹھی اور بیڈ کی دوسری طرف جانے لگی تو رحمان نے کہا کہ لائیٹز اف کر دو۔

شائستہ ڈرتے ہوئے بولی مجھے اندھیرے سے ڈر لگتا ہے۔

شائستہ کے اس جملے نے رحمان کو راحیلہ کی یاد دلا دی۔ اسے بھی اندھیرے سے بہت ڈر لگتا ہے اور اس کی زندگی میں دونوں رات کو لائیٹ بند کرنے اور جلتی رہنے دینے پر بحث کرتے تھے۔ راحیلہ کے جانے کے بعد رحمان سائیڈ ٹیبل لیمپ جلا کر سونے لگ گیا تھا۔

رحمان نے جواب دیا تم بھی اپنی طرف کا لیمپ جلا لو۔۔۔ کافی روشنی ہو جائے گی۔

شائستہ نے جی کہتے ہوئے لائیٹز اف کر دیں اور لیمپ جلا دیا۔ شائستہ چپ کر کے بیڈ کی دوسری طرف آ کر سمٹ کر لیٹ گئی اور منہ بھی دیوار کی طرف کر لیا۔ اسے ایئر کنڈیشن کی وجہ سے سردی لگ رہی تھی تو اپنے اوپر اپنی ہی چادر لپیٹ لی اور سونے کی کوشش کرنے لگی۔ کتنی ہی دیر گزر گئی ایک ہی طرح لیٹے، نیند تو جانے کہاں کھو گئی تھی۔ اسے محسوس ہوا کہ رحمان نے کتاب بند کی ہے تو اس نے آنکھیں بند کر لیں کہ لگے جیسے وہ سو گئی ہے۔ رحمان نے پاؤں میں پڑا کمبل کھولا اور شائستہ کے اوپر دے دیا۔

●■●■●■●

تقدیر سے ہر شخص نے پایا حصہ!!!

میرے حصے میں تیرے ساتھ کی حسرت آئی

جانے کب شائستہ کی آنکھ لگ گئ۔ فجر کی اذان کی آواز سے اس کی آنکھ کھلی۔ شائستہ وضو کر کے جاء نماز ڈھونڈھ رہی تھی کہ نماز پڑھے مگر اسے کھٹکھکا ہونے پر رحمان کے جاگنے کا بھی ڈر تھا تو زمین پر ہی کھڑی ہو کر نیت کر لی۔ رحمان جاگ تو گیا تھا مگر ایسے لیٹا تھا جیسے سو رہا ہو۔ شائستہ کو نماز پڑھتے دیکھ کر اس نے آنکھیں بند کر لیں اور منہ پھیر کر سو گیا۔ نماز پڑھ کر شائستہ کچھ دیر اور سونے کی نیت سے لیٹ گئ اور اس کی آنکھ لگ گئ۔ دوبارہ وہ پردے ہٹنے سے کمرے میں آنے والی سورج کی روشنی سے جاگی۔

شائستہ ہڑبڑاتی ہوئی اٹھی اوہ بہت لیٹ ہو گئ میں تو۔

رحمان مل جانے کے لئے تیار تھا بولا کچھ بھی نہیں مگر کنگھی کرتے ہوئے آئینے میں اسے

دیکھ رہا تھا۔ وہ اپنا چادر نما دوپٹہ سمیٹتی ہوئی کمبل طے کر کے باہر جانے لگی تو بولا مجھے ناشتہ نہیں کرنا بس ایک کپ چلائے بنا دو۔

شائستہ جواب میں جی کہتی ہوئی باہر آ گئی۔

نیچے آئی تو خالدہ اور راشدہ پہلے ہی کچن میں موجود تھیں اور سب کے لئے ناشتہ بنا رہیں تھیں۔ شائستہ شرمندہ ہوتے ہوئے بولی سوری آپی نماز پڑھی تو سب سو رہے تھے۔ میں نے سوچا کہ میں بھی کچھ دیر اور سو لوں اور دوبارہ جاگنے میں لیٹ ہو گئی۔

راشدہ مسکراتے ہوئے بولی کوئی بات نہیں۔ چلو ناشتہ تقریبا تیار ہے تم بھی جاو منہ ہاتھ دھو کر کپڑے بدل کر آو سب کے ساتھ میں ناشتہ کریں گے۔

شائستہ نے کہا آپی آپ دونوں جائیں باہر باقی میں کر لیتی ہوں۔

خالدہ نے کہا بلکل بھی نہیں، جلدی کرو جا کر کپڑے بدل کر آو اور ماسیوں والے کپڑے مت پہننا۔ چلو شاباش جلدی کرو۔

شائستہ جی کہتی ہوئی کچن سے اپنے کمرے میں گئی اور پانچ منٹ میں منہ ہاتھ دھو کر اچھے سے تیار ہو کر آ گئی۔

خالدہ اور راشدہ ناشتہ لگا چکی تھیں۔جمال اور فائقہ ناشتے پر آئے تو فائقہ بولی کہاں ہے شائستہ بیگم؟؟

راشدہ بولی امی کچن میں ہے۔۔۔کوئی ل کام ہے آپ کو کیا اس سے؟؟)

فائقہ نے پوچھا ناشتہ کس نے بنایا ہے؟

راشدہ نے جواب دیا ہم تینوں نے مل کر۔

رحمان جانتا تھا کہ شائستہ تو ابھی پانچ منٹ پہلے کمرے سے باہر آئی ہے اس نے کچھ نہیں کیا مگر وہ اس بات میں کچھ نہیں بولا۔

جمال مسکراتے ہوئے بولا اچھا ہے ناسب مل کر کام کریں تو جلدی ہو جاتا ہے۔

ابھی بات چیت ہو رہی تھی کہ شائستہ سے کچن سے باہر آئی۔اسے صاف ستھرے حلیے میں دیکھ کر فائقہ نے طنزیہ انداز میں شائستہ سے سوال کیا صبح صبح کس کی بارات کے ساتھ جانا ہے جو اتنی تیار ہو گئی ہو۔

ماں کے طنز کرنے پر رحمان نے شائستہ کو نظر اٹھا کر دیکھا تو ہلکے گرے شلوار دوپٹے اور کیمل رنگ کی قمیض میں واقع ہی بہت اچھی لگ رہی تھی مگر رحمان نے نوٹس کیا کہ وہ تو

بلکل سادہ تھی۔بنا میک اپ بلکل دھلے منہ کے ساتھ۔اس کا دل کیا کہ ماں سے کہے کہ کب تیار یے شائستہ مگر پھر دماغ نے روک دیا؟؟

خالدہ بات بدلنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی امی آپ گرما گرم پراٹھا لیں۔

راشدہ فائقہ کو مخاطب کرتے ہوئے بولی امی آپ کو میری دوست ناہید یاد ہے نا جو اکثر گھر آتی تھی۔

فائقہ نے یاد کرتے ہوئے جواب دیا ہاں ہاں۔۔۔بلکل یاد ہے۔۔۔کیا ہوا ہے اسے؟

راشدہ بات آگے بڑھاتے ہوئے بولی ہوا تو کچھ بھی نہیں رات اس سے بات ہوئی تو بتا رہی تھی کہ اس کے گاوں سے ایک کپل نوکری کے لئے آیا ہے۔شوہر بہت اچھے کھانے بنا لیتا ہے اور بیوی گھر کی صفائی ستھرائی کے لئے ایسی ملازمت ڈھونڈ رہے ہیں کہ اکٹھے کام کریں اور رہنے کو جگہ بھی مل جائے تو میں نے اسے کہا کہ اسے یہاں بھیج دے۔

فائقہ راشدہ کی مکمل بات سن کر بولی مگر ہمیں تو ضرورت نہیں ہے سارا سسٹم بہت اچھے سے چل رہا ہے۔

جمال فائقہ کی بات سے اختلاف کرتے ہوئے بولا کیوں ضرورت نہیں ہے۔

پھر راشدی سے کہنے لگا بہت اچھا کیا بیٹا جو تم نے اسے بھیجنے کے لئے کہا۔ سارا دن بچی کو ہلو کے بیل کی طرح کاموں میں لگی رہتی ہے۔ گھر کے کاموں سے جان چھٹے تو بچوں کو زیادہ وقت ملے ماں کا۔

رحمان اور جمال مل چلے گئے اور فائقہ کسی کٹی پارٹی میں جبکہ خالدہ، راشدہ اور شائستہ گھر پر تھیں۔ تینوں مل کر ٹی وی شو دیکھ کر کچھ نیا اور الگ بنانے کی تیاری کرنے لگیں۔ شائستہ خالدہ اور راشدہ کے آنے سے بہت خوش تھی۔

راشدہ نے شائستہ سے پوچھا آخری مرتبہ تم اپنی امی کی طرف کب گئی تھی؟؟

شائستہ نے سوچتے ہوئے جواب دیا شادی کے ایک ہفتہ بعد۔۔۔ ابو لے کر گئے تھے۔

خالدہ نے اسے کہا تیار ہو جاو اور امن کو بھی تیار کر لو اور جاو امی سے مل آو۔

شائستہ منع کرتے ہوئے بولی نہیں آپی امی ناراض ہوں گی، ان سے پوچھے بنا کیسے چلی جاوں۔

خالدہ اسے سمجھاتے ہوئے بولی امی کچھ نہیں کہیں گی۔

شائستہ کو فائقہ سے اجازت کے بنا جانا مناسب نہیں لگا تو بولی آپی آج پوچھ لوں گی تو کل چلی جاوں گی۔

راشدہ مسکراتے ہوئے جیسے تمہاری مرضی۔ڈیڑھ ہفتہ ہنستے کھیلتے اور مزا کرتے گزر گیا۔

شائستہ کو اتنی محبت ملی کہ ساری زندگی اتنی محبت کبھی نہیں ملی تھی۔اس کا دل تھا کہ راشدہ اور خالدہ واپس کبھی نہ جائیں مگر انھیں اپنے اپنے گھروں کو واپس جانا ہی تھا۔

رحمان نے شائستہ سے صاف لفظوں میں کہہ دیا تم اس کمرے میں رہ رہی ہو مگر اس کمرے میں موجود راحیلہ کی کسی چیز کو ہاتھ مت لگانا۔

اس کی تصاویر،اس کی ہر چیز جو جہاں پڑا ہے وہ سب ہمیشہ وہیں پڑا رہے گا۔اس کا میک اپ،جیولری اور یہاں تک کہ الماری میں پڑے اس کے کپڑے اپنی جگہ اور ترتیب سے کبھی نہ ہلیں۔

تم رہو اس کمرے میں مگر تمہارا سامان امن کے ساتھ اسی کمرے میں رہے گا۔

اس بات کا سننا تھا کہ شائستہ کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے مگر اس کے پاس ضبط کا حوصلہ تھا۔اپنے آنسو حلق میں اتارتے ہوئے بولی میں پوری زندگی خیال رکھوں گی کہ راحیلہ کی

کسی بھی چیز کو جگہ سے نہ ہلاوں۔

رحمان دوبارہ بولا یہ حیقیقت ہے کہ تم میرے نکاح میں ہو مگر مجھ سے کبھی بھی کسی بھی قسم کی امید مت رکھنا۔ میں کوشش کروں گا کہ تمہیں مجھ سے کوئی شکایت نہ ہو مگر تم مجھ سے یہ امید کبھی بھی مت رکھنا کہ میں تمہیں راحیلہ کی جگہ دوں گا۔ وہ صرف میری شریک حیات نہیں تھی بلکہ میری پہلی اور آخری محبت بھی تھی۔

شائستہ کی آنکھیں ضرور بھیگ گئیں تھیں مگر لہجہ بلکل نارمل رکھتے ہوئے بولی جی۔۔۔یہ بات میں جانتی ہوں بہت اچھے سے۔

رحمان نے بات دوبارہ شروع کی ایک بات اور۔۔۔مجھے اللہ نے میری محبت، میری راحیلہ کی نشانی کی صورت میں دو عدد بیٹے عطا کر دیئے ہوئے ہیں۔ مجھے مزید بچوں کی خواہش نہیں۔

شائستہ کا دل کیا بہت کچھ کہے مگر وہ صرف جی کہہ کر کمرے سے باہر آ گئی۔

خالدہ اور راشدہ دونوں بہنیں جمعہ کی شام رحمان کے پاس کمرے میں گئیں جب وہ اکیلا کمرے میں بیٹھا کوئی انگلش مووی دیکھ رہا تھا اور اسے سمجھانے لگیں۔

خالدہ رحمان کو سمجھاتے ہوئے بولی رحمان راحیلہ اب کبھی واپس نہیں آئے گی۔ شائستہ ایک اچھی لڑکی ہے۔ ماشاءاللہ اس نے ہمارے نعمان اور فرقان کو بہت محبت دی ہے۔ تم بھی کوشش کرنا کہ اس کے بیٹے کو اگر محبت نہ بھی دے پاو تو نفرت نہ کرو۔ اس سے شائستہ کی دل آزاری ہو گی۔ محبت کے بدلے محبت نہیں بھی دے سکتے تو نفرت تو بلکل دینی نہیں بنتی۔

راشدہ بھی خالدہ کی بات کی تائید کرتی ہوئی بولی ہم دونوں تو اپنے گھروں کو واپس چلی جائیں گی مگر امی کا جانے کیا بیر ہے شائستہ سے۔

امی کچھ بھی کہیں تم اس سے بد گمان مت ہونا۔ عورت ہر رشتے کے دیئے زخم سہہ جاتی ہے اگر اس کا شوہر اس کے ساتھ ہو تو اور نہیں تو کم از کم یہ ہی سوچ لینا کہ وہ تمہاری محبت کی نشانی کی بڑے خلوص دل سے پرورش کر رہی ہے اسی کے عوض میں محبت نہیں تو اسے عزت تو دے ہی سکتے ہو۔

راشدہ کا شوہر خرم جمعہ کی شام کو پہنچ گیا جبکہ خالدہ کا شوہر امانت ہفتے کی صبح۔ یہ ان دونوں کے سسرال کے علاوہ ان کے ماموں کا گھر بھی تھا۔ دونوں بیٹیاں ہی جمال

نے اپنی دو بہنوں کے گھر دی ہوئیں تھیں۔

اس ڈیڑھ ہفتے میں اتنا ہوا کہ رحمان شائستہ سے تھوڑی بہت بات کرنے لگا اور اجنبیت کی دیوار اگر مکمل گری نہیں بھی تھی تو اس میں دراڑیں پڑنا شروع ہو گئیں تھیں۔

دونوں ہی بیٹیاں ہفتے کی شام تک باری باری اپنے گھروں کو چلی گئیں مگر جاتے جاتے شائستہ کو بلکل اکیلا کر گئیں۔ شائستہ ان دونوں کے گلے لگ کر بلکل چھوٹے بچوں کی طرح رو رہی تھی۔ اسے لگ رہا تھا کہ ان دونوں کے جانے کے بعد وہ میدان جنگ میں بلکل اکیلی رہ جائے گی۔

●■●■●■●

میں پھول چنتی رہی اور مجھے خبر نہ ہوئی

وہ شخص آ کے میرے شہر سے چلا بھی گیا

خالدہ اور راشدہ کو گئے کئی ماہ گزر گئے۔ گھر میں اتنی تبدیلی آئی کہ شائستہ رحمان کے کمرے میں صرف رات کو مہمانوں کی طرح سونے جاتی۔ دونوں میں کچھ خاص بات نہ ہوتی مگر نعمان اور فرقان کے متعلق کوئی نہ کوئی بات ہو جاتی یا کبھی رحمان زیادہ تھکا ہوتا تو اسے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کافی بنا کر لانے کے لئے کہہ دیتا۔

فائقہ بدستور ویسی ہی رہی۔ شائستہ دن کو امن رابعہ کو دے دیتی اور گھر میں امن کے ہونے نا ہونے سے کسی کو بھی فرق نہیں پڑتا تھا سوائے جمال کے۔ اتوار کو جمال کہتا کہ امن کہاں ہے اسے بھی یہاں دوسرے بچوں کے ساتھ لا کر کھیلنے چھوڑو۔ اسکولز میں ایڈمیشن کھل گئے تھے۔ شائستہ نے رحمان سے کہا کہ نعمان کا ایڈمیشن کروادے۔ سب ہال میں بیٹھے تھے جب یہ بات شائستہ نے کہی۔

جمال نے شائستہ سے سوال کیا امن نعمان سے دو تین ماہ بڑا ہے نا تقریبا۔

شائستہ نے ہاں میں گردن ہلاتے ہوئے کہا جی

جمال نے دوبارہ سوالیہ انداز میں کہا تو اس کا بھی ایڈمیشن کروانا ہو گا؟

فائقہ کو جمال کی بات پر بہت غصہ آیا ناراض ہوتے ہوئے بولی جمال صاحب ایک بات یاد رکھنا۔

اس کے بیٹے کو میرے پوتوں کے ساتھ ایڈمیشن مت کروانا۔ یہ بات یاد رکھنا بلکہ اس کے ایڈمیشن کے لئے آپ سب پریشان ہونا چھوڑ دیں، گورنمنٹ اسکول کا پرنسپل میری

دوست نگینہ کا شوہر ہے اسے کہہ کر ایڈیشن کروادوں گی۔

رحمان نے فائقہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہ امی نعمان کا ایڈمیشن تو ایچ-ای-سن میں کروانا ہے۔ راحیلہ کی یہی خواہش تھی۔ اس کے پیدا ہوتے ہی ہم دونوں نے سارا پروسیجر مکمل کر لیا تھا۔ جب ساڑھے تین سال کا ہو گا تو وہ خود کال کر لیں گے ویسے میں ان کے ساتھ رابطے میں ہوں اور فرقان کا بھی میں نے انرولمنٹ اس کے پیدا ہوتے ہی کروادیا تھا۔

فائقہ راحیلہ کی تعریف کرتے ہوئے بولی بہت سمجھدار تھی راحیلہ اور بلکل اس کے بچے ہیں تو اس کی خواہش کا پورا کرنا تمہارا فرض بنتا ہے۔

جمال کو فائقہ کی سوچ پر بہت افسوس ہوا۔ فائقہ سے مخاطب ہو کر بولا فائقہ سرکاری اسکولوں میں تو پڑھائی نہ ہونے والی ہوتی ہے۔ امن کے ساتھ یہ زیادتی ہو گی۔

فائقہ نہایت غصے سے بولی تو کیا چاہتے ہو اپنے پوتوں کے برابری کرواوں، لاکھوں میں فیس اس کا مرا باپ آ کر دے گا۔ وہ تو نشی تھا۔ ایک پھوٹی کوڑی نہیں چھوڑی کہ پیدا ہونے والے کے کام آجائے۔

جمال فائقہ کے غصے کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولا فائقہ ہر وقت کیوں دل جلانے والی باتیں کرتی ہوں۔ امن چھوٹا سہی نا سمجھ سہی مگر شائستہ کا دل جلانا کیوں ضروری ہے۔

شائستہ نہیں چاہتی تھی کہ اسے یا امن کو لے کر کوئی بھی بحث یا بدمزگی ہو تو بولی ابو سرکاری اسکول میں ہی داخل کروادیں۔ پڑھنا تو امن نے ہے۔ سرکاری اسکول کے پڑھے بچے بھی بڑے بڑے افسر بنتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ امن محنت کرے گا تو ضرور کامیاب ہو جائے گا۔

فائقہ بڑی بدتمیزی والے انداز میں شائستہ سے مخاطب ہوئی تم نے اسے افسر بنا کر کیا کرنا ہے اور شکل سے تو نہیں لگتا کہ نو دس سے زیادہ پڑھ سکے گا۔ خیر کچھ پڑھنا لکھنا سیکھ لے تو رحمان کو کہہ کر مل میں لگوادینا۔

رحمان نے نظر اٹھا کر فائقہ کو دیکھا اور بولا امی اگر لائیک نکلا تو پڑھے۔ ابھی یہ سب بات مت کریں۔ ابھی تو سارے بچے ہی بہت چھوٹے ہیں۔

نعمان اور فرقان کو دیکھ کر امن بھی جمال کو دادا ابو اور فائقہ کو دادو کہنے لگا تھا۔ جمال تو

اسے بہت پیار کرتا مگر فائقہ ہر بار ٹوک دیتی اور اسے کہتی کہ مجھے منحوس لوگوں سے دادو کہلوانے کا بلکل بھی شوق نہیں۔

امن کا ایک نزدیکی سرکاری اسکول میں داخلہ کروادیا گیا۔ جمال نے بہت چاہا کہ اسے بھی بہت مہنگے نہیں بھی تو کسی درمیانی درجے کے پرائیوٹ اسکول میں بھیجا جائے مگر شائستہ کا کہنا تھا کہ امن نے پڑھنا ہوا تو یہاں بھی پڑھ لے گا۔

سرکاری اسکول سے بستہ، کتابیں اور ایک یونیفارم مفت ملا، دو یونیفارم شائستہ نے الگ سے خرید لئے۔ جوتے، اسٹیشنری، پانی کی بوتل اور لنچ بکس بھی خرید کر دیا، یہ سب کچھ جمال خرید کر لایا۔

نعمان کے اسکول جانے میں ابھی دو ماہ باقی تھے اور امن نے اسکول جانا شروع کر دیا۔

فائقہ نے صاف لفظوں میں منع کر دیا کہ امن گاڑی پر نہیں آئے جائے گا، اسکول نزدیک ہی ہے تو راستہ دکھا دیا جائے۔۔۔ خود ہی پیدل آنا جانا سیکھے۔

رابعہ اور آسیہ نے شائستہ سے کہا کہ وہ صبح جاتے ہوئے راستے میں امن کو اسکول چھوڑ دیا کریں گی اور واپسی پر ان کا اسکول لیٹ بند ہوتا ہے تو مالی بابا لے آیا کریں گے۔

شائستہ بہت خوش تھی کہ اس کا بیٹا اسکول جائے گا اور کیسے جائے گا یہ مسئلہ بھی با آسانی حل ہو گیا۔ جمال بہت سارے چپس، بسکٹ، چاکلیٹ، جوس اور چیزیں لایا کہ امن کو اسکول لنچ کے ساتھ کھانے کے لئے دیئے جائیں اور اس نے پچھلے دروازے سے مالی بابا کے ہاتھ ہی شائستہ کے کمرے میں بھجوا دیئے کہ فائقہ نہ دیکھے اور نہ ہی اس کا منہ بنے۔

جمال امن کو نعمان اور فرقان سے زیادہ محبت کرنے لگا تھا۔ شاید امن کی عادات کی وجہ سے یا فائقہ کی نفرت کی وجہ سے۔

شائستہ نے امن کو بہت پیارا سا تیار کیا۔ ناشتہ کرایا اور اس کی پسند کا فرنچ توس ساتھ کے لئے بنایا۔

شائستہ امن کو سمجھاتے ہوئے بولی امن بیٹا آج پہلا دن ہے آپ دادا ابو، دادو اور بابا سب کی دعائیں لے کر جانا۔

امن جو بہت خوش تھا کہ اسکول جا رہا ہے بولا جی ماما جانی۔

امن تیار ہو کر جب ہال میں آیا تو جمال اسے گود میں اٹھا کر پیار کرتے ہوئے بولا ہو گیا میرا یار اسکول جانے کے لئے تیار۔

امن نے جمال سے بہت معصومیت سے سوال کیا دادا ابو میں کیسا لگ رہا ہوں؟

جمال اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا بلکل شہزادے لگ رہے ہو۔

فائقہ جمال کی اس حرکت پر بہت نالاں تھی جل بھن کر بولی آپ کو کچھ خیال کرنا چاہیے۔

اپنے دو دو پوتوں کے ہوتے آپ اسے یہ سب کہہ رہے ہیں۔

جمال مسکراتے ہوئے بولا وہ میرے پوتے ہیں اور یہ میرا دوست ہے۔

رحمان نے جیب سے دس روپے نکالے اور اسے دیئے کہ خرچ لینا اسکول میں۔ امن اس کی ٹانگ کو زور سے ہگ کر کے کس کرتے ہوئے بولا آئی لو یو بابا جانی۔ مگر رحمان نے اسے نہ تو گود میں اٹھایا اور نہ ہی پیار کیا۔

پھر وہ فائقہ کے پاس آیا تو حسب عادت اسے دھکے مارتے ہوئے بولی ہٹ پھرے مجھ سے منحوس مارا۔ امن اس کے دھکا دینے کے بعد بھی اس تک پہنچ گیا اور ماتھا چوم کے شائستہ کے پاس آ گیا۔

جمال چائے کا آخری گھونٹ پیتے ہوئے بولا میں امن کو چھوڑ آتا ہوں۔

شائستہ جمال کو اٹھتے دیکھ کر بولی نہیں ابو آپ زحمت مت کریں۔۔۔ چلا جائے گا۔

جمال نے وضاحت دی دراصل مجھے پارک جانا ہے واک کرنے۔عاصم کتنے دن سے کہہ رہا ہے کہ واک شروع کریں تو طے ہوا تھا کہ روز مل جانے سے پہلے واک جایا کریں گے تو میں راستے میں اسے چھوڑ دوں گا۔

فائقہ جمال کو ترچھی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی یہ آج سے ہی واک کیوں شروع ہونی ہے اور کرنی بھی ہے تو اسے لے کر جانے کی کیا ضرورت ہے؟

جمال مسکراتے ہوئے بولا اسے تھوڑی پتا تھا کہ آج سے امن نے اسکول جانا ہے تو آج سے شروع نہ کریں۔ تمہیں یقین نہیں تو کال ملا دوں بات کر لو۔

فائقہ منہ بناتے ہوئے بولی مجھے ضرورت نہیں کنفرم کرنے کی۔

شائستہ نے امن کو گود میں اٹھایا اور اسے اسکول کے ادب آداب سیکھاتے ہوئے کمرے میں لے آئی تاکہ بیگ اور پانی کی بوتل دے سکے۔امن نے دس روپے شائستہ کو دے دیئے اور بولا امی میرے پیسے رکھیں سنبھال کر۔

شائستہ نے سوال کیا کیوں بیٹا خرچ لینا نا؟

امن شائستہ کے گال پر کس کرتے ہوئے بولا ماما آپ رکھ لیں۔۔۔بعد میں بتاوں گا۔

شائستہ مسکراتے ہوئے بولی اچھا جی۔

مالی بابا نے آواز دی کہ صاحب امن کو بلا رہے ہیں۔شائستہ امن کو سمجھانے لگی کہ دادا ابو کو تنگ مت کرنا راستے میں اور فضول باتیں مت کرنا بلکہ پہلے دن اسکول جا رہے ہو تو سب سے پہلے آیت الکرسی تین بار پڑھنا اور پھر چاروں قل پڑھ کر دعا کرنا کہ اللہ تعالی اسے ہمیشہ کامیاب کرے۔

امن شائستہ کی ساری باتیں گاڑی تک جاتے جی جی کہہ کر سنتا رہا اور پھر ایک دم دوڑ کر گاڑی میں بیٹھ گیا۔جمال نے اسے سیٹ بیلٹ باندھی اور امن جو مشکل سے کھڑکی تک پہنچ پا رہا تھا شائستہ کو ہاتھ ہلا کر بائے کرتا رہا۔گاڑی گیٹ سے نکل گئی اور جمال نے امن سے باتیں شروع کر دیں۔

جمال نے امن سے پوچھا پہلے دن اسکول جاتے ہوئے ڈر تو نہیں لگ رہا؟

امن معصومیت سے بولا نہیں داداجانی۔۔۔ماما کہہ رہیں تھیں بہت سارے دوست ملیں گے۔

●■●■●■●

ہمیں تو اتنی مسافت کے بعد بھی نہ ملا

کسی کو مل گیا بیٹھے بیٹھائے حیرت ہے

جمال کو امن سے بات کرنا بہت اچھا لگتا تھا اور اسے امن عام بچوں سے بہت مختلف بھی لگتا تھا۔ جمال نے دوبارہ سوال کیا جو پیسے رحمان نے دیئے ہیں ان سے کیا لو گے؟؟

امن نے اسی معصومیت سے جواب دیا کچھ بھی نہیں۔ وہ تو میں ماما جانی کو دے آیا ہوں سنبھال کر رکھنے کے لئے۔

جمال نے حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا کیوں؟؟

امن جو کھڑکی سے باہر دیکھنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا بولا دادا جانی۔۔۔ بابا جب جب مجھے پیسے دیں گے میں ان محفوظ کروں گا۔

جمال اس کے جواب پر حیران رہ گیا۔ امن نے خود ہی دوبارہ بات شروع کرتے ہوئے کہا دادا جانی آپ میرا ایک کام تو کر دیں۔۔۔ پلیز۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جمال نے مسکراتے ہوئے پوچھا کیا کام کرنا ہے؟

امن وہ پیسے جمع کرنے والے دو غلے تو لادیں مجھے۔۔۔ مگر بڑے لانا۔

جمال نے حیرت سے سوال کر ڈالا پیسے جمع کرنے والے غلے۔۔۔ مگر کیوں؟؟ کیا کرنے ہیں آپ نے؟؟

امن جمال کو سمجھاتے ہوئے بہت معصومیت سے بولا جیسا ماما کے پاس ہے جس میں پیسے ڈالتی ہیں جب آپ دیتے ہیں۔

میں نے پوچھا تو کہنے لگیں جب میں بڑا ہوں گا تو بتائیں گی کیا کرنا ہے ابھی میں چھوٹا ہوں نا۔

جمال نے پھر سوال کیا اچھا میں لا تو دوں گا مگر دو کیا کرنے ہیں، میں ایک ہی بہت بڑا لاوں گا۔

امن معصومیت سے ہاتھ سر پر مارتے ہوئے بولا دادا جانی ایک تو آپ سوال بہت کرتے ہیں۔ ایک میں وہ پیسے ڈالوں گا جو بابا جانی دیں گے اور دوسرے میں وہ ڈالوں گا جو آپ دیں گے۔

جمال کو اس کی معصومیت پر پیار آرہا تھا۔جمال امن سے مخاطب ہوتے ہوئے بس ایک سوال اور آج کے دن کے لئے ہے؟

امن جمال کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا اور گاڑی اسکول گیٹ کے آگے رک گئ۔امن اترنے لگا تو جمال نے اسے روک لیا۔

جمال امن سے بولا ایک سوال آخری سوال کا جواب دے دو پھر چلے جانا۔امن تو جیسے جلدی میں تھا بولا جی کریں سوال مگر جلدی سے نا۔

جمال نے امن سے پوچھا اتنے ڈھیر سارے پیسوں کا کیا کرو گے؟

امن لاک کھولتے ہوئے بولا آپ سب کے پاس اپنی اپنی گاڑی ہے۔نعمان اور فرقان کے پاس بھی گاڑی ہے جسے ڈرائیور چلاتا ہے مگر میری ماما کے پاس کوئی گاڑی نہیں تو میں آپ سب سے زیادہ بڑی گاڑی لوں گا اپنی ماما کے لئے اور ایک موبائل بھی میری ماما کے پاس موبائل بھی نہیں ہے۔

امن تو یہ کہہ کر اللہ حافظ کرتا ہوا اتر گیا مگر جمال کو بہت سی سوچوں کے حوالے کر گیا۔

جمال کو پہلے ہی اندازہ تھا کہ امن کم گو ضرور ہے مگر بہت حساس بچہ ہے اور وہ ہر بات کو نوٹس کرتا ہے۔

جمال گھر تو جھوٹ بول کر آیا تھا واک کے متعلق مگر اسے کم از کم گھنٹہ کہیں گزارنا تھا۔ ادھر ادھر سڑک پر ایک گھنٹے کے قریب وقت گزار کر جمال گھر واپس آیا اور مالی بابا کو نصیحت کی کہ امن کو لینے واپسی پر سائیکل پر جائے۔

بارہ بجے اسکول بند ہونا تھا اور مالی بابا ساڑھے گیارہ گیٹ کے باہر کھڑا منتظر تھا۔ مالی بابا سارے راستے اس سے اسکول اور دوستوں کے متعلق پوچھتے رہے۔ گھر پہنچا تو شائستہ کچن میں کھانا بنا رہی تھی۔ امن کی آواز پر شائستہ کمرے میں گئی۔ امن بہت خوش تھا۔ شائستہ نے اسے سمجھایا کہ اسکول سے آتے ہی جوتے اتار کر جگہ پر رکھنے ہیں، شاور لینا ہے اور اسکول یونفارم سیدھا کر کے الماری میں لٹکانا ہے تا کہ اگلے دن پہننا جا سکے۔۔۔ اس کے بعد دادی کو سلام کرنا ہے۔

ساڑھے تین سال کے امن کو یہ سب سمجھا کر شائستہ خود نعمان اور فرقان کے پاس چلی گئی جبکہ امن نے وہ سب اسی ترتیب سے کیا جو شائستہ کہہ گئی تھی پھر آ کر اس نے فائقہ کو

سلام کیا۔ فائقہ اسے دیکھ کر بولی آ گیا منحوس تو واپس۔

امن جو منحوس لفظ کے معانی سے بے خبر تھا خوش ہو کر بولا جی دادو۔

شائستہ نعمان اور فرقان کو کھانا کھلا رہی تھی۔ امن کو بھوک لگی تھی تو شائستہ سے فرمائش کرنے لگا کہ سب سے پہلے اسے کھانا کھلائے۔ فائقہ غصے میں بولی اپنے کمرے میں جا کر بیٹھو جب تمہاری ماں فارغ ہو گی تو آجائے گی۔

امن کو محسوس ہوا کہ شائستہ کو ڈانٹ پڑ جائے گی اس کی وجہ سے تو وہ چپ کر کے اٹھ کر کمرے میں چلا گیا۔ دو ڈھائی گھنٹے بعد جب اسے فرصت ملی تو کمرے میں گئی تو بھوکا ہی سو چکا تھا۔

رات کو جب شائستہ تینوں بچوں کو سلا رہی تھی تو حسب معمول سب سے پہلے فرقان کو سلا کر وہ نعمان کو سلانے کے لئے اس کے پاس بیٹھ گئی اور تھپکتے ہوئے لوری سنانے لگی۔ پہلے امن نعمان کے سلانے کی دیر میں خود ہی سو جایا کرتا تھا مگر آج وہ شائستہ کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ نعمان سویا تو شائستہ امن کے پاس چارپائی پر آ کر بیٹھ گئی۔

اسے اس طرح دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی سوئے نہیں آج، صبح اسکول جانا ہے، لیٹ سو گے تو

آنکھ کیسے کھلے گی اسکول کے لئے ماما کی جان۔

رحمان اکثر رات کو خاموشی سے آتا اور شائستہ کو بچے سلاتے دیکھ کر چلا جاتا۔ آج بھی وہ آیا۔ شائستہ اور امن باتوں میں مصروف تھے۔ شائستہ کا منہ دروازے کی مخالف طرف تھا۔ امن اس کی گود میں سر رکھ کر لیٹا تھا اور شائستہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھیر رہی تھی۔ رحمان کے دروازہ کھولنے کا ان دونوں کو پتا ہی نہ چلا۔ رحمان پلٹنے لگا تو امن کے سوال پر اس کے قدم رک گئے۔

امن بہت معصومیت سے شائستہ سے پوچھ رہا تھا ماما یہ منحوس کا کیا مطلب ہوتا ہے؟

شائستہ جو بالوں میں ہاتھ پھیر رہی تھی اس کی انگلیاں ایک دم رک گئیں۔ امن نے دوبارہ پوچھا ماما جانی دادو مجھے ہمیشہ منحوس کہتی ہیں ناں۔۔۔یہ منحوس کا کیا مطلب ہوتا ہے؟

شائستہ اس کے گال چومتے ہوئے بولی جب کوئی بہت پیارا لگے اور ہمیں ڈر ہو کہ اسے نظر نہ لگ جائے تو اسے منحوس کہتے ہیں۔ دادو کو آپ بہت اچھے لگتے ہو اور وہ نہیں چاہتی کہ آپ کو نظر لگے تو اسی لئے کہتی ہیں۔

امن کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی اور پھر اسی معصومیت سے دوبارہ سوال کر دیا ماما جانی

اس کا مطلب تو یہ ہوا نا کہ دادو مجھے نعمان اور فرقان سے زیادہ پیار کرتی ہیں۔ کیونکہ وہ منحوس صرف مجھے کہتی ہیں؟

شائستہ کو اپنے بیٹے کے سوالوں سے ڈر لگ رہا تھا۔ اس کے بالوں میں دوبارہ انگلیاں پھیرتے ہوئے بولی آپ لاڈلے جو ہو دادو کے اور کوئی اتنا اسپیشل نہیں۔

امن کے معصوم سے ذہن میں ایک اور سوال آیا اور شائستہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا ماما دادو یہ کیوں کہتی ہیں کہ نعمان کو کہ میرے ساتھ نا کھیلے میں سوتیلا ہوں جب کہ اس کے پاس فرقان سگا بھائی ہے۔۔۔ سوتیلا اور سگا کیا ہوتا ہے ماما؟

شائستہ نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ امن ایسے سوال کرے گا۔ اسے سمجھانے کے انداز میں بولی دادو اس لئے منع کرتی ہیں کہ آپ بڑے بھائی ہو اور اگر وہ کھیلے گا تو لڑائی ہو سکتی ہے اور بڑے بھائی سے لڑائی بری بات ہوتی ہے اور سگا فرقان کو پیار سے کہتی ہیں جیسے آپ کو منحوس کہتی ہیں۔

امن مزید سوال نہ کرے اس لئے اسے خاموش کروادیا یہ کہہ کر کہ سو جاو صبح اسکول جانا

ہے،،بہت دیر ہو گئی ہے پھر آنکھ نہیں کھلے گی۔رحمان نے دونوں ماں بیٹوں کی ساری کنورسیشن سنی اور بوجھل قدموں سے کمرے کی طرف چل پڑا۔

اگلادن دوسرادن تھا امن کا اور وہی روٹین رہی۔امن خدا حافظ کرنے آیا تو رحمان نے دس روپے دیئے۔فائقہ نے منحوس مارا پرے ہٹ کہا مگر آج فائقہ کے یہ کہنے پر امن نے ہوا میں اڑتی کس فائقہ کی طرف بھیجی اور جواب میں دادو جانی آئی لو یو کہہ کر بھاگ گیا۔

جمال واک کے بہانے امن کو چھوڑنے گیا۔امن نے راستے میں ناراضگی کے انداز میں پوچھا آپ نے میرا کام نہیں کیا نا؟

جمال مسکراتے ہوئے بولا آج ہو جائے گا آپ کا کام باس۔

امن نے جواب دیا چلیں دیکھ لیتے ہیں لیکن نہ آئے تو کٹی کر دوں گا۔

جمال اس کی معصومیت پر ہنس دیا۔امن نے جمال کو بتایا کہ داداجانی آپ کو پتا ہے دادو مجھے نعمان اور فرقان سے زیادہ پیار کرتی ہیں۔

جمال اسے حیرت سے دیکھتے ہوئے بولا اچھا یہ بات کیسے پتا چلی آپ کو۔

امن نے اتنی ہی معصومیت سے دوبارہ بتایا کہ ماما کہتی ہیں منحوس جب کوئی بہت زیادہ پیارا لگے تو اسے کہتے ہیں اور دادو مجھے ہمیشہ منحوس کہتی ہیں۔

●■●■●■●

یہ میری عقیدت بے صبر، یہ میری عبادت بے ثمر مجھے میرے دعویٰ عشق نے نہ صنم دیا، نہ خدا دیا

رحمان مل جانے سے پہلے فائقہ کے پاس کمرے میں گیا اور بولا امی مجھے آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔

فائقہ جو ڈریسنگ ٹیبل کے دراز میں کچھ ڈھونڈ رہی تھی رحمان کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہو کیا کہنا ہے میری جان۔

رحمان فائقہ سے امی امن ابھی بہت چھوٹا ہے، بہت معصوم ہے۔ مانتا ہوں کہ وہ ہماری فیملی کا حصہ نہیں اور یہ بھی کہ آپ کو وہ پسند نہیں مگر اسے ایسے منحوس کہنا غلط بات ہے۔ اسے اس کے نام سے بلایا کریں۔

جمال جو امن کو چھوڑ کر ابھی گھر آیا تھا اپنے کمرے میں آیا تو رحمان کی بات سن کر بولا

فائقہ رحمان بلکل ٹھیک کہہ رہا ہے۔یہ لفظ بہت برا ہے ایک چھوٹے سے بچے کو کہنے کے لئے بلکہ کسی کو بھی ایسے نہیں بلانا چاہیے۔

فائقہ خاموشی سے سنتی رہی جب دونوں بول چکے تو فائقہ نے رحمان سے کہا رحمان یاد رکھنا۔ آج تمہارا دل اس کے لئے پسیجا تو کل تم اپنے بیٹوں کے حصے کی جائیداد میں بھی اسے حصہ دینے لگو گے۔

تم ابھی بچے ہو۔میں ماں ہوں تم سے بہتر سوچوں گی تمہارے لئے بھی اور اپنے پوتوں کے لئے بھی۔

جمال شائستہ کی بات سن کر خاموش نہ رہ سکا پہلی بات تو یہ کہ اللہ کا دیا بہت کچھ ہے ہمارے پاس اور جب تک یہ تینوں بچے بڑے ہوں گے چار ملز سے ہم کم از کم تین اور بنا لیں گے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اگر امن کو بھی کچھ مل جائے اور دوسری بات یہ کہ ابھی یہ سب باتیں کہاں سے آ گئیں۔ابھی تو بات امن کو منحوس نہ کہنے کی ہو رہی ہے۔

فائقہ جمال کی طرف دیکھتے ہوئے بہت ہی روڈ انداز میں بولی میں آپ کی باتوں میں نہیں بولتی نا تو آپ بھی میری بات میں مت بولیں۔ آپ کو کیا لگتا ہے کہ میں پاگل ہوں آپ

کہیں گے کہ واک کرنے جاتے ہیں اور مان لوں گی۔ میں جانتی ہوں کہ اپنے چہیتے کو چھوڑنے کے لئے سارا جھوٹا ڈرامہ رچایا اور مجھے شک نہ ہو تو ایک ڈیڑھ گھنٹہ باہر گزار کر آتے ہیں آپ۔ میں سب جانتے بھی کچھ نہیں بولی۔ ایک بات تم دونوں باپ بیٹا کان کھول کر سن لو میرے پوتوں کا حق مارنے کی اجازت میں کسی کو نہیں دوں گی۔

کچھ سیکنڈ رک کر بولی ایک بات اور اس لونڈے یا اس کی ماں کو میرے بلانے سے تکلیف ہے تو اسے کہو کہ اپنے بیٹے کو منع کر دے میرے سامنے نہ آئے۔ نہ وہ سامنے آئے گا نا میں کچھ کہوں گی۔

رحمان اٹھ کر جانے لگا تو جمال نے رحمان سے کہا میں نے تین چار ماہ پہلے تمہیں کہا تھا کہ شائستہ کو فون لا کر دو۔ کیا تمہارے نزدیک میری باتوں کی اتنی ہی اہمیت ہے؟

رحمان یاد کرتے ہوئے بولا ابو سوری مجھے بلکل یاد نہیں رہا تھا۔ آج لے آوں گا۔

جمال تھوڑا ناراض ہوتے ہوئے بولا یہی فرمائش یا خواہش تمہاری ماں یا بچوں نے کی ہوتی تو میں دیکھتا تم کیسے بھولتے ہو۔ اگر نہیں لا سکتے تو ابھی بتا دو۔ ایسا نہ ہو رات میں کہو کہ یاد نہیں رہا۔

رحمان معذرت کرتے ہوئے انداز میں ابو آج لازم لے آوں گا۔

جمال رحمان سے سوال کیا کونسا لاو گے؟؟

رحمان سوچتے ہوئے بولا ابو جو آپ کہیں گے وہی لے آوں گا۔

فائقہ جمال سے ناراض ہوتے ہوئے بس بھی کر دیں شائستہ شائستہ کا راگ الاپنا اور بھی غم ہیں زمانے میں

جمال مسکراتے ہوئے فائقہ سے بولا بلکل بلکل

رحمان کمرے سے چلا گیا اور جمال نہانے واش روم میں چلا گیا۔ رحمان فون خرید لایا اور ساتھ میں سم بھی۔ رات جب شائستہ بچے سلا کر کمرے میں آئی تو رحمان نے اسے فون دیا۔ شائستہ نے شکریہ ادا کیا اور بنا فون کی پیکنگ کھولے ہی سو گئ۔ رحمان فون میں اپنا، جمال، فائقہ، خالدہ اور راشدہ کے نمبر فیڈ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ شائستہ گہری نیند سو چکی تھی۔ جب رحمان سونے کے لئے لیٹنے لگا اسے سکون سے سوتا دیکھ کر سوچ رہا تھا کہ کتنی معصوم ہے یہ۔ کتنی ہی دیر اسے بہت محبت بھری نظروں سے دیکھتے رہنے کے بعد آنکھیں بند کر لیں۔ شائستہ اپنے رویے سے اندر ہی اندر رحمان کا دل جیت چکی تھی مگر رحمان ڈرتا تھا کہ

شائستہ کی طرف جھکاؤ اسے کہیں بے وفاوں میں نہ شامل کر دے۔

صبح جب شائستہ نماز پڑھ رہی تھی تو رحمان بھی اٹھا اور وضو کرنے چلا گیا۔ اتنی دیر میں شائستہ نماز پڑھ کر دعا مانگ رہی تھی۔ رحمان کی نماز پڑھنے کی دیر میں شائستہ کمرے سے جا چکی تھی۔ اس کے بیٹے نے اسکول جانا تھا اور اسے اس کا لنچ بنانا تھا۔

وقت گزرنے لگا اور نعمان کے اسکول سے بھی کال آ گئی۔ رحمان کے ساتھ فائقہ گئی۔ کتابیں اور یونفارم اور سب لینے۔ اس کے لئے مہنگا ترین بیگ، پانی کی برانڈڈ بوتل اور لنچ بکس لایا گیا اور باقی سب بھی مہنگا ترین لایا گیا۔ نعمان بھی بہت خوش تھا جب تک نعمان کا سب سامان لے کر وہ لوگ گھر آئے امن گھر پہنچ چکا تھا۔ شام ہو چکی تھی اور جمال بھی مل سے گھر آ گیا تھا۔ سب ہی خوش تھے کہ نعمان اپنی زندگی کا نیا سفر شروع کرنے والا ہے۔ شائستہ نے ملازمہ سے کہہ کر چائے کے ساتھ شامی کباب اور اسٹیک فرائی کروائے۔ بچوں کے لئے فرائیز بنوائے گئے۔ سب کھانے پینے میں مصروف تھے جب نعمان نے رحمان سے کہا بابا جانی آپ امن کو بھی میرے اسکول میں ایڈمیشن کروا دیں۔ ہم دونوں ساتھ جائیں گے۔

اس سے پہلے کہ رحمان کچھ بھی جواب دیتا فائقہ بول اٹھی اگلے سال فرقان آئے گا نا تمہارے ساتھ۔

نعمان دادی کے جواب سے خوش نہ تھا۔اس نے پھر سے رحمان سے کہا بابا جانی ہم دونوں ایک اسکول میں کیوں نہیں جا سکتے۔

جمال نے نعمان کو سمجھاتے ہوئے کہا بیٹا جی آپ کے اسکول میں پیدا ہوتے ساتھ انرولمنٹ کروانا پڑتی ہے جب امن پیدا ہوا اور انرولمنٹ کروانے گئے تو انھوں نے کہا کہ ان کے پاس جگہ نہیں۔انرولمنٹ فل ہو چکی ہیں پھر جب آپ پیدا ہوئے اور انرولمنٹ کروانے گئے تو ہو گئی۔اسی لئے امن کا نام نہیں تھا اس اسکول کی لسٹ میں۔

نعمان منہ بناتے ہوئے مجھے اکیلے جانا اچھا نہیں لگ رہا۔۔پھر فرقان کو بھیج دیں میرے ساتھ۔

فائقہ نعمان کو گود میں لیتے ہوئے بولی میری جان سگے سوتیلے کا فرق کرنا سیکھو۔فرقان تمہارا سگا بھائی ہے،اس کے ساتھ کھیلا کرو۔

نعمان نے معصومیت سے پوچھا دادو یہ سگا سوتیلا کیا ہوتا ہے؟

شائستہ پاس ہی بیٹھی تھی کچھ بول نہیں سکی سوائے دل ہی دل میں کڑنے کے۔اس مرتبہ رحمان بولا سگا کا مطلب چھوٹا بھائی اور سوتیلا کا مطلب بڑا بھائی ہے۔امن بڑا بھائی ہے تو وہ سوتیلا ہوا اور فرقان چھوٹا ہے تو وہ سگا ہوا۔

شائستہ حیران نظروں سے رحمان کو دیکھنے لگی،اسے سمجھ نہیں آئی کہ اس کے کہے جملے رحمان کی زبان پر کیسے آگئے۔

فائقہ رحمان کو دیکھتے ہوئے بولی یہ کیسا جواب ہوا بھلا؟

رحمان فائقہ سے امی غور کریں تو میں نے جواب بلکل ٹھیک دیا ہے اور بچوں ابھی ان بڑے بڑے لفظوں کو سمجھنے کے حساب سے بہت چھوٹے ہیں۔آپ سے درخواست ہے کہ تینوں بچوں سے ایسی باتیں نہ کریں۔اس طرح کے الفاظ ان کے چھوٹے سے ذہنوں کو الجھادیں گے۔

فائقہ ناراض ہوتے ہوئے واہ بیٹا تم اب اپنی ماں کو نصیحت کرو گے۔تم غلط کر رہے ہو جو بھی کر رہے ہو ایک دن پچھتاو گے۔

دونوں بچوں کے اسکول کا ماحول بلکل الگ تھا۔امن ایک سرکاری اسکول میں جارہا تھا

اور نعمان جہاں جا رہا تھا وہ پاکستان بھر میں نمبر ون اسکول تھا۔ امن کو جمال چھوڑتا تھا اور نعمان کے اسکول جانے کے لئے نئی گاڑی نکلوائی گئی جسے ڈرائیور چلاتا اور ساتھ میں ایک گارڈ جاتا چھوڑنے۔ اب فرقان اکیلا گھر پر ہوتا۔ رحمان بھی کچھ لیٹ جانا شروع ہو گیا۔ وہ دونوں بچوں کے جانے کے بعد فرقان کے ساتھ کھیلنے لگ جاتا اور بہانے بہانے سے شائستہ سے باتیں بھی کرتا۔ حسب معمول جمال امن کو چھوڑ کر واپس آیا تو رحمان فون پر کسی سے بات کر رہا تھا اور کافی پریشان تھا۔ جمال وہیں اس کے پاس رک گیا۔ کال بند ہوئی تو جمال نے پوچھا رحمان سے کہ کس کی کال تھی اور کیوں پریشان ہے وہ؟؟

رحمان نے بتایا شائستہ کے بھائی اکرم کی کال تھی بتا رہا تھا کہ شائستہ کی والدہ خالہ رشیدہ کی ہارٹ اٹیک سے ڈیتھ ہو گئی ہے۔

شائستہ باورچی کو ہدایات دینے میں مصروف تھی کہ ناشتے میں کیا کیا بنائے۔ شائستہ ہال میں آئی تو رحمان نے اسے بازو سے پکڑ کر صوفے پر بیٹھایا۔ یہ ڈیڑھ سال میں پہلی بار ہوا تھا کہ رحمان نے اسے چھوا ہو۔

شائستہ حیرت سے اسے اور جمال کو دیکھنے لگی اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ رحمان کو کیا ہوا

ہے اور اسے ایسے کیوں پکڑ کر بیٹھایا ہے۔شائستہ کشمکش کا شکار تھی اس نے سوالیہ انداز میں پوچھا کیا ہوا ہے، آپ ٹھیک ہیں ناں؟

رحمان اس کے پاس صوفے پر بیٹھ گیا اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیسے بتائے۔فائقہ باہر لان میں واک کر رہی تھی۔اندر آئی اور رحمان کو شائستہ کے قریب بیٹھے دیکھا تو طنزیہ انداز میں بولی رومینس کرنے کے لئے کمرا کم پڑ گیا تھا جو یہاں دونوں جڑ کر بیٹھے ہو کوئی شرم وحیا بھی ہوتی ہے بڑے چھوٹے کی۔

جمال کو فائقہ کی بات پر بہت غصہ آیا اسے ڈانٹتے ہوئے کہا کبھی تم دوسروں کو اپنی زبان سے ہرٹ کرنا بند کرو گی۔کیا کبھی تمہارے اندر کی انسانیت زندہ ہو گی؟ شائستہ کی والدہ انتقال کر گئیں ہیں۔

فائقہ بجائے شرمندہ ہونے کے طعن کر بولی تو؟؟کم از کم اسی پچاسی سال کی ہوں گی اور کتنا جینا تھا۔

شائستہ یہ سن کر کہ اس کی والدہ کی ڈیتھ ہوئی ہے ایک دم سے جیسے بے جان سی ہو گئی۔

رحمان نے ملازمہ سے پانی منگوا کر اسے پلایا اور کہا کہ اٹھو تمہاری امی کی طرف چلیں۔

جب سے شادی ہو کر شائستہ اس گھر آئی تھی رحمان ابھی تک کبھی بھی دوبارہ اپنے سسرال نہیں گیا تھا اور شائستہ کو بھی فائقہ میکے جانے کی اجازت نہیں دیتی تھی۔ تین چار ماہ بعد جمال کسی نہ کسی بہانے ملوا لاتا تھا۔

جمال نے فائقہ سے کہا اٹھو تم بھی تیار ہو جاو، ہم سب کو جانا چاہیے۔

فائقہ منہ چڑاتے ہوئے بولی مجھے اس گندے محلے میں بلکل بھی نہیں جانا۔ میرے جانے سے کون سا انھوں نے دوبارہ اٹھ کر بیٹھ جانا ہے۔ فضول میں بدبودار محلے میں جاوں جہاں جا کر میری اپنی طبیعت خراب ہو جاتی ہے۔

جمال کو فائقہ کا انداز اور بات دونوں ہی بہت بری لگے مگر اس وقت وہ کسی بھی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا تھا لہذا بات بدلتے ہوئے رحمان سے مخاطب ہوا یہ بھی اچھا ہے کہ فائقہ گھر ہی رکے، بچوں نے گھر آنا ہے تمہاری ماں دیکھ لے گی۔ تم شائستہ کو لے کر جاو میں اپنی گاڑی پر آتا ہوں اور رحمان بیٹا میری بہو کا خیال رکھنا تمہاری ذمہ داری ہے۔

●■●■●■●

گود کھی دل کو بہت بچایا ہم نے!!!

جس جگہ زخم ہو وہاں چوٹ سدا لگتی ہے

رحمان کپڑے بدلنے چلا گیا اور شائستہ جس حلیے میں تھی ویسے ہی اس نے بڑی سی چادر اوڑھ لی۔ رحمان آگے آگے تیز تیز قدموں میں اور شائستہ پیچھے پیچھے آہستہ آہستہ چلتی باہر آ گئی۔

شائستہ دوسری بار گاڑی میں رحمان کے ساتھ بیٹھ کر کہیں جا رہی تھی۔ پہلی بار وہ دلہن بن کر ماں کے گھر سے رخصت ہو کر آئی تھی اور دوسری بار رحمان کے ساتھ ماں کو رخصت کرنے جا رہی تھی۔

شائستہ بلکل خاموشی سے کچھ آنسو پی رہی تھی اور کچھ مچلے آنسو بات نہیں مان رہے تھے اور بہہ رہے تھے۔

رحمان نے اسٹیئرنگ سے ہاتھ ہٹا کر مضبوطی سے شائستہ کا ہاتھ تھاما۔ اتنی مضبوطی سے کہ شائستہ کی انگلیوں میں درد ہونے لگا۔ رحمان نے محسوس کر لیا کہ اس کی گرفت بہت زور کی ہے۔ ہاتھ کی گرفت ہلکی کرتے ہوئے بولا شائستہ ہمت سے کام لو یہی اللہ کو منظور تھا۔

شائستہ کا دل کیا کہ وہ رحمان کے گلے لگ کر بہت روئے۔ اگر وہ گاڑی میں نہ ہوتی تو وہ آج رحمان کے آگے بڑھنے کی منتظر نہ رہتی بلکہ اس کے ایک ہاتھ پکڑنے پر اس کے گلے لگ جاتی۔

شائستہ کے وہ آنسو جو اس نے بہنے سے روک رکھے تھے۔ وہ بھی اب آنکھوں کے راستے گالوں کی طرف رواں دواں ہو گئے۔ رحمان نے ٹشو باکس شائستہ کی طرف بڑھایا۔ رحمان کو اس پل شائستہ کے ساتھ کی زیادتیوں پر افسوس ہو رہا تھا۔ وہ ٹھہر ٹھہر کر شائستہ کی طرف دیکھتا جو بلکل خاموشی سے رونے میں مصروف تھی۔ ایک دم فون کی گھنٹی بجی اور موبائل کی سکرین پر جمال کا نام چمکنے لگا۔ رحمان نے کال گیسو کی ہیلو! جی ابو؟

جمال نے اسے کہا کوئی بھی پوچھے کہ فائقہ کیوں نہیں آئی تو یہی کہے کہ وہ بہت سخت بیمار ہے اور چلنے پھرنے سے ڈاکٹر نے منع کیا ہے۔

رحمان نے ساری بات دھیان سے سنی اور جواب میں صرف *جی ابو* ہی کہا۔

کال بند ہونے کی دیر میں گاڑی خالہ رشیدہ کے کچے محلے کی ٹوٹی سڑک پر تھی۔ خالہ رشیدہ دل اور زبان کی بہت اچھی عورت تھی۔ اس لئے اس کی خوشی اور غم میں صرف نزدیکی رشتے دار

ہی نہیں بلکہ بہت دور دور کے رشتے بھی لازم آتے تھے۔اس ٹوٹے پھوٹے کچے گھر کے باہر دور دور تک بڑی بڑی گاڑیاں اور لوگوں کا ڈھیر تھا۔

رحمان دیکھ کر دل میں سوچ رہا تھا کہ ہم انسان کتنا مان کرتے ہیں دولت پر مگر مر کر سب نے ایک جیسی جگہ جانا ہے۔

رحمان کے پہنچنے کے پندرہ منٹ بعد جمال بھی پہنچ گیا۔جمال نے اکرم سے بات کر کے آنے والے لوگوں کے لئے ٹینٹ اور کھانے پینے کا سارا بندوبست کیا۔کیا تو سب اکرم نے مگر جمال نے دل کھول کر مالی مدد کی۔شائستہ تو ارد گرد سے بے خبر اپنی ماں کے پاس بیٹھی اسے دل بھر کر دیکھ رہی تھی وہ اب بھی اوروں کی طرح دھاڑیں مار کر یا چلا کر نہیں رو رہی تھی،خاموشی سے آنسو بہا رہی تھی۔

رحمان دور سے بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا اسے آج محسوس ہوا کہ شائستہ کی شخصیت میں کچھ ایسا ہے جو سکون دیتا ہے۔شائستہ کی خاموشی بھی بولتی ہے۔

دفنانے لے کر جانے لگے تو سب نے چیزیں بانٹنے کی باتیں کیں۔کسی نے کہا ماں کی بالیاں مجھے ملنی چاہیں اور کسی نے کہا کہ ماں نے دو کنگن پہن رکھے تھے ایک میرا بنتا

ہے۔ کسی نے کہا کہ یہ گھر بیچ کر پیسے لینے ہیں اور کسی نے کچھ۔

اکرم نے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ یہ گھر باہر نہیں بکے گا اس کی قیمت لگوالو، جو بھی قیمت لگے گی اس سے پچاس ہزار زیادہ دے کر میں یہ گھر خریدنا چاہتا ہوں۔ اس کے درودیوار سے میرے ماں باپ کی خوشبو آتی ہے۔ بانٹ بٹانے کی باتیں مکمل ہوئیں تو بڑے بھائیوں نے میت دفنانے کے لئے اٹھانے دی۔ اکرم نے تو گھر رکھنے کے بدلے پیسے دینے تھے اور باقی سب نے ماں کے زیورات بانٹ لئے۔

شائستہ سے اس کی بڑی بہن نے کہا تم تو امیر آدمی کی بیوی ہو تمہیں کیا لگا وماں کی چیزوں سے اسی لئے تم نے کچھ نہیں مانگا۔

رحمان پیچھے کھڑا سن رہا تھا مگر کچھ نہیں بولا کہ یہ ان کا ذاتی معاملہ ہے۔ شائستہ نے پاس بیٹھے تینوں بھائیوں کو مخاطب کر کے کہا مجھے بھی کچھ چاہیے، مگر مجھے جو چاہیے اس کے عوض میں اگر آپ لوگ پیسے لینا چاہیں تو بھی مجھے منظور ہے۔

اکرم نے شائستہ سے کہا نہیں میری شہزادی تمہاری بھی برابر کی ماں تھی جیسے باقی سب نے زیورات بانٹ لئے تمہارا بھی حق ہے، کیا چاہیے تمہیں۔

شائستہ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے بولی بھائی جان مجھے امی کی چارپائی اور وہ سوٹی جس کے سہارے سے امی چلتی تھیں چاہیے۔

بڑی بھابیاں ہنسنے لگیں۔بڑے بھائی فیصان کی بیوی بولی میں نا کہتی تھی کہ شائستہ کا دماغ چل گیا ہوا ہے۔ٹوٹی پھوٹی چارپائی کا اور اس سوٹی کا آچار ڈالے گی۔

پاس کھڑی دوسرے نمبر والے بھائی عمان کی بیوی نے آہستہ سے کہا اچھا ہے نا زیور میں تو حصے دار نہیں بنی۔

اکرم کی بیوی عائشہ جو شائستہ کی سب سے اچھی اور بچپن کی سہیلی بھی تھی وہ ان دونوں کی باتیں سن رہی تھی بولی بھابی اصل میں آپ دونوں کے احساسات مر چکے ہیں ورنہ آپ جان لیتیں کہ اماں جی کی چارپائی اور سوٹی کیا اہمیت رکھتی ہے شائستہ کے لئے۔

دفنانے کے بعد سب لوگ کھانے پینے کے لئے رک گئے۔شائستہ نے رحمان سے کہا کہ گھر چلنا چاہیے۔بچے پریشان ہو رہے ہوں گے۔

رحمان نے اسے کہا اگر وہ رات یہاں رکنا چاہتی ہے تو رک سکتی ہے۔اسے کوئی اعتراض نہیں اور بچوں کی فکر نہ کرے۔وہ رات خود بچوں کو دیکھ لے گا۔

شائستہ نے کہا اب رات رکنے کا کیا فائدہ میری امی تو رہی نہیں اور رات بھر یہاں بٹوارے پر لڑائیاں ہوتی رہیں گی التبہ وہ چاہتی ہے کہ اس کی ماں کی چارپائی اور سوٹی کسی طرح وہ اپنے ساتھ گھر لے جائے۔

جمال نے رحمان سے کہا وہ شائستہ کو لے کر گھر جائے۔ چارپائی اور سوٹی دونوں چیزیں گھر پہنچ جائیں گی۔

شائستہ کے جانے کے بعد جمال نے اکرم سے کہا کہ کسی لوڈر پر دونوں چیزیں لوڈ کروا کر ان کے گھر ابھی بھجوادے اور ساتھ میں دو لاکھ روپیہ دیا کہ چاروں بہن بھائی آپس میں بانٹ لیں۔

رحمان نے ان کے محلے سے نکل کر جمال کو کال کی کہ ابو کچھ لیٹ ہو جائیں گے ہم، آپ امی کو سنبھال لینا۔

جمال نے کوئی سوال نہیں کیا بس اتنا ہی کہا کہ بیٹا آج میری بیٹی کو تمہاری ضرورت ہے اس کا خیال رکھنا۔

رحمان نے جی ابو کہہ کر کال کاٹ دی۔

گاڑی گھر لے کر جانے کی بجائے وہ دریائے راوی کی طرف لے آیا۔رات کے دس بج رہے تھے۔دریا پر مکمل خاموشی تھی اگر کوئی شور تھا تو وہ صرف اور صرف لہروں کا۔دریا اپنی پوری آب و تاب میں تھا۔شائستہ نے دریا کے بہت قصے کہانیاں سن رکھیں تھیں مگر دیکھا پہلی بار تھا۔

گاڑی روک کر رحمان نے کہا مجھے لگتا ہے گھر جانے کی بجائے کچھ دیر ہمیں یہاں بیٹھنا چاہیئے۔سنا ہے دریا دکھی لوگوں کے آنسو اپنے اندر جذب کرنے کا فن رکھتا ہے۔

رحمان اترا اور اتر کر شائستہ کے دروازے کی طرف آیا جو ابھی تک بیٹھی تھی۔دروازہ کھول کر بولا باہر آو۔۔۔لمبی لمبی سانسیں لو اور دل کھول کر رو لو۔

شائستہ اسے دیکھے جا رہی تھی رحمان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے باہر نکالا اور دروازہ بند کر دیا۔کچھ تو ایسا تھا دریا کے پانی اور اس کے شور میں کہ شائستہ کے اندر کی خاموشی بھی شور مچانے لگے۔بہت کوشش کی شائستہ نے ضبط کر سکے مگر اب ضبط ممکن نہیں تھا۔

رحمان نے اب تک شائستہ کا ہاتھ تھام رکھا تھا مگر اب رحمان کو اپنے ہاتھ پر شائستہ کی انگلیوں کی گرفت مضبوط ہوتی محسوس ہوئی۔رحمان نے نظر اٹھا کر شائستہ کا چہرہ دیکھا تو وہ

آنسوؤں سے بھرا ہوا تھا۔جانے کس پل شائستہ نے رحمان کے کندھے پر سر رکھا اور رونے لگی وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ اس کا کندھے پر سر رکھنا بھی رحمان کے اندر جذبات کو جگانے کے لئے بہت ہے۔

رحمان نے ہوا میں اڑتی اس کی بالوں کی لٹ کان کے پیچھے کی اور اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگا۔شائستہ اپنے غم میں چور تھی اور رحمان اپنے گلٹ میں کہ ڈیڑھ سال اس نے کس گناہ کی سزا دی شائستہ کو۔

تقریباً ڈیڑھ دو گھنٹے بعد رحمان نے شائستہ کی تھوڑی کو اپنے ہاتھ سے اوپر کر کے پوچھا "چلیں" اور شائستہ کو تب ہوش آیا کہ وہ رحمان کے کتنے قریب بیٹھی تھی۔

وہ ایک دم سے سمٹ گئی اور بولی جی رحمان کو آج اس کا ہر روپ بھا رہا تھا مسکراتے ہوئے بولا اب خود اٹھو گی یا اٹھا کر بیٹھاوں گاڑی میں۔

شائستہ کچھ بھی بول نہ سکی بس قمیض جھاڑتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

●■●■●■●

کبھی پتھر کی ٹھوکر سے بھی آتی نہیں خراش
کبھی ایک ذرا سی بات سے انسان بکھر جاتا ہے

رحمان نے گاڑی گھر کی بجائے ڈھابہ ہوٹل کی طرف موڑ دی جو دریا کے کنارے ہی بنا ہوا تھا وہاں سے آنے والی رنگ برنگے کھانوں کی مہک بھوک کو بڑھا رہی تھی، بہت سے چھوٹے بڑے ہوٹل تھے اور ہر طرف کرسیاں لگی ہوئیں تھیں۔ رحمان کہتا ہوا اترا آجاو پیٹ پوجا کر لیں پھر گھر چلتے ہیں۔

شائستہ بنا کچھ کہے اس کے پیچھے اتر گئی۔ ایک ایسے ڈھابے کے سامنے جا کر رحمان رکا جہاں پہلے سے بہت سی فیملیز رکی ہوئیں تھیں۔ رحمان لگتا ہے ان کا کھانا زیادہ مزے دار ہے بہت رش ہے ان کے پاس۔

شائستہ نے ہاں میں گردن ہلا دی۔ رحمان نے کھانا منگوایا اور کھانا آنے کی دیر میں شائستہ کو سمجھانے لگا کہ مرنے والوں کے ساتھ مرا نہیں جا سکتا بلکہ جو زندہ ہوتے ہیں ان کے لئے جینا پڑتا ہے۔

Clubb of Quality Content

شائستہ پورے دھیان سے بار بار آنسو پونچھتی رحمان کی بات سن رہی تھی۔ جب رحمان بات مکمل کر چکا تو شائستہ بولی راحیلہ کو بھی تو دنیا سے گئے تقریبا دو سال ہو گئے۔ آپ بھی تو آج تک وہیں کھڑے ہیں جہاں وہ آپ کو چھوڑ کر گئیں تھیں۔

رحمان کو اندازہ ہوا کہ شائستہ صحیح کہہ رہی ہے وہ خود بھی آج تک وہیں کھڑا ہے۔

رحمان شائستہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا میں آگے بڑھنا چاہتا ہوں مگر بڑھ نہیں پا رہا ایک غائبانہ ڈر مجھے آگے بڑھنے نہیں دیتا کہ یہ راحیلہ سے بے وفائی میں شامل نہ ہو جائے۔

شائستہ رحمان کی نظروں کی تاب نہ لا سکی اور آنکھیں میز کی طرف کرتے ہوئے بولی آپ راحیلہ سے بے وفائی تو تب کریں گے نا جب ان کی جگہ کسی کو دیں گے مگر اتنا تو کر سکتے ہیں کہ مجھے اپنی جگہ بنانے کا موقع دیں۔

رحمان کچھ سوچتے ہوئے بولا میں جانتا ہوں کہ میں چاہ کر بھی تمہیں وہ مقام نہیں دے پاوں گا جو راحیلہ کا تھا اسی لئے میں آگے بڑھ نہیں رہا۔

شائستہ انگلی سے میز پر لکیریں بناتے ہوئے بولی مجھے راحیلہ کی جگہ اور مقام نہیں چاہیے۔ میں آپ سے کبھی کوئی فرمائش یا خواہش کا اظہار نہیں کروں گی مگر اتنا تو کر سکتے ہیں نا آپ

کہ مجھے اپنی زندگی میں بیوی کا درجہ دے دیں بلکل دو انجان لوگوں کی طرح کی زندگی ہے ہماری۔

جانے یہ سفر دو سال کا ہے یا بیس سال کا۔ کیا ہم تمام عمر ایک دوسرے کے ساتھ ایسے اجنبی بن کر گزاریں گے؟ ریل کے اسٹیشن پر بھی لوگ ایک ریل کا کچھ گھنٹے مل کر انتظار کریں تو ان میں بھی جان پہچان ہو جاتی ہے ہم دونوں میں تو اتنی بھی نہیں۔

رحمان نے شائستہ کی میز پر چلتی انگلیوں کو اپنے ہاتھ سے روک دیا۔ شائستہ نے نظریں اٹھا کر رحمان کی طرف دیکھا تو رحمان بولا کیا آگے بڑھنے میں میرا ساتھ دو گی مگر میں کبھی بھی اور اولاد نہیں چاہوں گا۔۔۔ اور۔۔۔ اور۔۔۔

شائستہ اپنا ہاتھ رحمان کے ہاتھ سے چھڑاتے ہوئے بولی آپ بات مکمل کریں جو بھی آپ کہنا چاہتے ہیں کہیں، کیونکہ میں سننا چاہتی ہوں کیا ڈر ہے جس نے آپ کو ماضی میں روک رکھا ہے۔

رحمان جو کہنا چاہتا تھا کہہ نہیں پا رہا تھا۔ شائستہ نے اسے الجھا دیکھا تو بولی آپ کہیں جو بھی کہنا چاہتے ہیں۔

رحمان ادھر ادھر فضاؤں میں گھورتے ہوئے بولا شائستہ میرے پاس تمہارے جتنا بڑا دل نہیں ہے۔ میں امن کو کبھی بھی وہ محبت نہیں دے پاؤں گا جو نعمان اور فرقان کو دیتا ہوں۔

شائستہ ایک درد بھری مسکراہٹ کے ساتھ بولی یہ بات میں جانتی ہوں۔

آپ سے کبھی نہیں کہوں گی کہ اسے نعمان یا فرقان کی جگہ دیں مگر اس سے نفرت مت کریں۔ اس کی محبت میں طاقت ہو گی تو خود آپ کے دل میں جگہ بنا لے گا۔ آپ بس اس سے ناراض مت رہا کریں اور اگر وہ دل میں جگہ بنانے میں کامیاب ہو جائے تو آپ اسے ایک بار سینے سے ضرور لگا لینا۔

اتنی دیر میں ہوٹل کا لڑکا گرما گرم سیخ کباب اور چپلی کباب لے آیا۔ شائستہ خاموش ہو گئی۔ وہ لڑکا کھانا رکھ کر گیا تو شائستہ نے بات وہیں سے شروع کی جہاں چھوڑی تھی۔ آپ امن سے کبھی بھی بابا کہنے کا حق نہیں چھینیں گے۔ اس کے علاوہ مجھے اور کچھ بھی نہیں چاہیے۔ کیا اتنا کر سکتے ہیں آپ؟؟

رحمان گرم گرم سیخ کباب توڑتے ہوئے بولا یہ تو ممکن ہے مگر ایسا نہ ہو کہ کل کو تمہاری امیدوں پر پورا نہ اتروں تو تمہیں گلہ ہو۔

شائستہ جو بے دھیانی میں روٹی کے نوالے کے باریک باریک ٹکڑے کر رہی تھی بولی مجھے کوئی گلہ نہیں ہو گا صرف آپ امن سے محبت نہ کر سکیں تو نفرت بھی مت کرنا اتنا تو ممکن ہے نا۔باقی میرا رب میرا اور امن کا مددگار رہے گا۔۔۔انشاءاللہ

رحمان ایک کباب کا ٹکڑا منہ میں ڈالتے ہوئے بولا اس کا سیخ کباب تو واقع ہی بہت مزے دار ہے۔۔۔ صحیح رش ہے اس کے پاس لوگوں گا۔

شائستہ جس نے ابھی تک ایک بھی لقمہ نہیں لیا تھا رسمی سا مسکرا دی۔واپسی پر گاڑی میں دونوں ہی خاموش رہے مگر یہ خاموشی اجنبیت کی نہیں تھی بلکہ دونوں ہی نئے سفر کی شروعات کے بارے میں سوچ رہے تھے۔

ان کے گھر پہنچنے سے پہلے خالہ رشیدہ کی چارپائی اور چلنے والی سوٹی دونوں چیزیں پہنچ چکی تھیں۔مالی بابا کو جمال نے ہدایت کر دی تھی اور انھوں نے پچھلے باغ سے ہی دونوں چیزیں شائستہ کے کمرے میں رکھوا دیں۔

جیسے ہی شائستہ اندر داخل ہوئی فائقہ نے پوچھا دفنا آئی

جمال جو پاس ہی بیٹھا تھا درمیان میں بول پڑا شائستہ بیٹا آپ جا کر آرام کرو۔بچے سو چکے

ہیں،ان کی فکر مت کرنا۔

شائستہ سیڑھیاں چڑھ رہی تھی جب رحمان نے ملازمہ کو آواز دے کر کہادو کپ کافی تو کمرے میں لادینا۔

فائقہ نے رحمان کو دیکھااور طنزیہ انداز میں بولی دو کپ ایک ساتھ پیئو گے۔

رحمان نے مسکرا کر جواب دیا نہیں امی ایک کپ شائستہ کے لئے کہا ہے وہ بھی دن بھر کی روئی ہوئی اور تھکی ہوئی ہے۔

اس سے پہلے کہ فائقہ کچھ سڑی باتیں کرتی جمال فائقہ کا ہاتھ پکڑ کر اٹھاتے ہوئے بولا ہم بھی چلیں سونے بیگم صاحبہ میں بھی بہت تھک گیا ہوں۔

Clubb of Quality Content

پانچ سال بعد:

سارا گھر بچوں سے بھرا پڑا تھا۔عید کا تیسرا دن تھا۔خالدہ اور راشدہ بھی عید کی دوسری رات تک پہنچ گئیں فائقہ کے گھر۔خالدہ کی چار بیٹیاں جبکہ راشدہ کی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا۔امن اور نعمان آٹھ سال کے تھے تقریبا اور اب دونوں ہی سگے سوتیلے کا فرق جانتے

تھے۔ فائقہ کے رویے کی وجہ سے نعمان اور فرقان اب امن کے ساتھ کھیلتے نہیں تھے اور امن بھی اب گھر کے اندر صرف صبح اسکول جاتے ہوئے خدا حافظ کرنے آتا یا اسے بلایا جاتا کسی کام کے لئے تو آتا۔

خالدہ اور راشدہ دونوں ہی امن سے بہت محبت کرتی تھیں اور ان کے بچے بھی امن کے ساتھ کھیلنا پسند کرتے تھے۔ تاویلہ جو سب بچوں میں سب سے بڑی تھی وہ امن کا بہت خیال رکھتی بلکل سگے بھائیوں کی طرح۔ تاویلہ خالدہ کی بیٹی تھی۔ امن پچھلے باغ میں مالی بابا کے ساتھ کام کروا رہا تھا جب فرقان نے آکر اسے کہا اسے دادو بلا رہی ہیں۔۔۔ جلدی آجائے۔

امن مالی بابا کے ساتھ پھولوں کی کیاریوں میں گوڈی کر رہا تھا۔ وہ اٹھا نل سے ہاتھ اور پاوں دھوئے، کپڑے جھاڑے تاکہ اس کے ساتھ لگی مٹی اندر نہ جائے اور گھر گندا نہ ہو۔ وہ مین ڈور کی طرف چل دیا۔ مین ڈور کھولے فرقان پہلے ہی امن کا منتظر تھا۔ امن کو کچن کے راستے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔

امن جیسے ہی ہال میں پہنچا فائقہ نے اسے مارنا شروع کر دیا اور پاگلوں کی طرح مارے جا رہی تھی۔ تاویلہ چھڑانے آئی تو فائقہ اس پر چلانے لگی کہ تم پرے ہو جاو آج جو بھی

درمیان میں آئے گا اسے نہیں چھوڑوں گی۔

تاویلہ چلائی نانو امن کے ناک سے خون آرہا ہے۔

امن تو بنا آواز نکالے مار کھا رہا تھا ایسے جیسے اس ننھے بچے کا جسم فولاد کا بنا ہو۔ تاویلہ کے چلانے پر سب اکٹھے ہو گئے۔ شائستہ بھی بھاگ کر آئی اپنے لاڈلے کو خون میں لت پت دیکھ کر پاگلوں کی طرح اپنے دوپٹے سے اس کا ناک اور منہ صاف کرنے لگی۔ ایسے ہوا جیسے وہ اپنے ہوش کھو بیٹھی ہو۔

●●■●■●■●

تنہائی میں جو چومتا ہے میرے نام کے حروف

محفل میں وہ شخص میری طرف دیکھتا بھی نہیں

جمال، رحمان، خالدہ اور راشدہ دونوں کے شوہر گھر نہیں تھے۔ سارے مرد حضرات مل کر کسی کی طرف لنچ پر گئے ہوئے تھے۔ راشدہ آگے بڑھ کر امن کو اٹھا کر صوفے پر لیٹانے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لگی تو فائقہ چلائی نیچے پڑا رہنے دو اس کیڑے مکوڑے کو،اس کی اتنی اوقات نہیں کہ میرے قیمتی صوفے پر اس کا گندا جسم رکھا جائے۔

تاویلہ اور دوسرے بچے تو امن کو ایسے دیکھ کر رو رہے تھے جیسے ان کے سگے بھائی کو کسی نے مار دیا ہو۔خالدہ نے فائقہ سے پوچھا کہ ایسا کیا کر دیا تھا اس بیچارے نے جو اس طرح مارا ہے آپ نے۔

فائقہ نے سامنے لگی دیوار کے سائز کی بڑی سی

فائقہ نے ال-ای-ڈی کی طرف اشارہ کر کے کہا تم سب کیا اندھے ہو نظر نہیں آتا اس نے بال مار کر ساری سکرین چکنا چور کر دی ہے۔کون پورا کرے گا نقصان،اس کا مرا ہوا نشئی باپ۔

راشدہ جو امن کا ہاتھ پر لگے کٹ اور منہ پر لگے زخم سے خون جبکہ ابھی تک نام سے بھی خون بہہ رہا تھا پونچھ رہی تھی۔اس نے تاویلہ سے کہا ڈرائیور سے کہو گاڑی نکال۔

شائستہ اپنے لاڈلے کو گود میں لئے زمین پر بیٹھی تھی۔راشدہ نے اس کی گود سے امن کو اٹھایا اور تاویلہ سے کہا کہ بیٹا مامی کو چادر لا کر دو۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

خالدہ نے راشدہ سے پوچھا میں بھی ساتھ آوں یا تم مینج کر لو گی۔

راشدہ نے باہر نکلتے ہوئے جواب دیا خالدہ تم بچوں کا خیال رکھو اور ہاں ابو اور رحمان کو کال کر کے بتا دو۔

فائقہ نے ملازمہ سے کہا کانچ صاف کرے اور پھر اسے دو پیناڈول کی گولیاں اور چائے کا کپ بنا کر لا کر دے۔

خالدہ کو آج اپنی ماں کے رویے پر افسوس اور شرمندگی ہو رہی تھی۔ جمال اور رحمان تو سیدھے ہاسپٹل پہنچ گئے۔ ڈاکٹر نے اسے فوری ٹریٹمنٹ دینی شروع کر دی۔ جمال اور رحمان کے ہاسپٹل پہنچے تو امن کی ایسی خستہ حالت دیکھ کر پریشان ہو گئے۔

شائستہ کی برستی آنکھیں اس کے دل کا حال بتا رہیں تھیں۔ اولاد ایک ماں کی کل کائنات ہوتی ہے اور اس کی اکلوتی اولاد اس کے سامنے ایسی حالت میں پڑی تھی کہ کسی کو بھی دیکھ کر رونا آجائے۔ وہ تو پھر ماں تھی۔ رحمان کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اسے تسلی دے تو کن الفاظ میں۔

جمال نے راشدہ سے پوچھا کیا ہوا تھا ایسا کہ فائقہ نے یہ حال کر دیا معصوم بچے کا۔۔۔؟

راشدہ کچھ بھی جواب دینے سے قاصر تھی کچھ چار گھنٹوں بعد امن کو ہوش آیا اور اس کی حالت کافی سنبھل گئی تو رحمان اور جمال گھر چلے گئے کیونکہ امن کو رات ہاسپٹل ہی رکنا تھا۔شائستہ کے ساتھ راشدہ رک گئی۔

جمال اور رحمان گھر پہنچے تو ہر طرف خاموشی تھی۔ان کے پہنچتے ہی سب ہال میں جمع ہو گئے۔فائقہ حسب عادت نہ شرمندہ تھی اور نہ ہی پریشان۔جمال نے نہایت تلخ انداز میں پوچھا کیا ایسا ہوا تھا کہ اس معصوم بچے کی یہ حالت بنادی تم نے۔

خالدہ جواب تک سب جان چکی تھی اور غصے میں بھری بیٹھی تھی وہ بولی ابو ہال کا یہ آل-ای-ڈی اس کی سکرین ٹوٹ گئی تھی۔

امی کے بقول اتنی بڑی اسکرین سیمسنگ والوں سے آرڈر پر بنوائی تھی اور جانے کیا کیا۔اس کے ٹوٹنے پر مار پڑی ہے۔

جمال کا دل کیا کہ فائقہ کو دو تھپڑ مارے کہ آل-ای-ڈی

کیا کسی انسانی جان سے زیادہ قیمتی ہے مگر دو دو داماد اور نواسے نواسیاں موجود تھے۔ان کے سامنے فائقہ کی بے عزتی کرنا غلط تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رحمان جو اپنی ماں کے ظلم کا نشانہ بنے امن کی خراب حالت دیکھ کر آرہا تھا فائقہ سے مخاطب ہوتے ہوئے بولا۔امی اگر امن کو کچھ ہو جاتا تو؟

خالدہ جو بہت غصے میں تھی بولی ابو افسوس کی بات یہ ہے کہ آل-ای-ڈی کی سکرین امن نے توڑی بھی نہیں۔وہ تو گھر کے اندر اس وقت تک نہیں آتا جب تک اسے بلایا نہ جائے۔جب اسکرین ٹوٹی وہ باہر مالی بابا کے ساتھ باغ میں کام کر رہا تھا۔

جمال جو اب تک اپنے غصے پر قابو رکھے بیٹھے تھا تقریبا چلاتے ہوئے بولا کیا؟؟خالدہ کیا کہہ رہی ہو؟

خالدہ رونے لگی اور بولی ابو نعمان اور فرقان چھوٹی ہری کرکٹ کی گیند جو بہت بھاری ہے اس سے کھیل رہے تھے اور تاویلہ نے کئی بار منع کیا باز نہیں آئے۔

انھیں سے گیند سکرین پر زور سے لگی اور سکرین ٹوٹ گئی۔نعمان نے فرقان سے کہا کہ امن کو بلا کر لائے کہ دادو نے بلایا ہے اور خود امی سے کہہ دیا کہ امن توڑ کر باہر بھاگ گیا ہے۔

تاویلہ نے بہت کوشش کی بتانے کی مگر امی نے ایک نہیں سنی۔

رحمان اٹھا نعمان کو تھپڑ مارنے تو جمال اور خرم درمیان میں آ گئے۔

جمال اب پر سکون طریقے سے معصملک حل کرنا چاہتا تھا بولا تم سب پاگل ہو گئے ہو۔ کیا بچوں کی پٹائی کرنے سے سکرین واپس ٹھیک ہو جائے گی۔

رحمان جمال کو مخاطب کرتے ہوئے ابو میں اسکرین ٹوٹنے پر نہیں مارنے لگا تھا بلکہ اس کی جھوٹی شکایت پر مارنے لگا تھا۔ جو بھی ہوا تھا سچ بولتا۔ جھوٹ بول کر اس نے کیوں مار پڑوائی امن کو؟

جمال رحمان کو سمجھاتے ہوئے بیٹا ہر بات کا حل غصے سے نہیں نکالا کرتے اور بات جھوٹ سچ کی نہیں۔

بات تمہاری ماں کے رویے کی ہے، گھر کا ہر فرد یہاں تک کہ ملازم بھی جانتے ہیں کہ فائقہ امن کے ساتھ کیسا سلوک کرتی ہے۔

نعمان اور فرقان اب اتنے سمجھدار ہیں کہ سگے سوتیلے کا فرق جانیں۔ جب میں پہلے دن سے منع کر رہا تھا کہ یہ فرق مت ڈالو تو تم بھی ماں کی طرح میری بات سنی ان سنی کر دیتے تھے۔

نعمان اور فرقان دونوں آگے بڑھے اور کان پکڑ کر پہلے رحمان سے معافی مانگی پھر جمال سے مگر سوچنے کی بات یہ تھی کہ کیا اس معافی سے امن ٹھیک ہو جائے گا یا پھر نعمان اور فرقان کے دل میں جو سوتیلے کے نام کا زہر فائقہ گھول چکی تھی وہ امرت میں بدل جائے گا

ایسا کچھ نہیں ہونے والا تھا۔ رحمان نے اپنے دونوں بیٹوں کو سینے سے لگا لیا اور انھیں لے کر کمرے میں چلا گیا۔ خرم اور زمان بھی سونے کا کہہ کر چلے گئے۔ فائقہ اب بھی اسی ڈھٹائی سے بیٹھی تھی۔ جمال نے خالدہ سے کہا کہ۔ اسے ایک کپ تیز پتی والی چائے بنا کر دے۔

خالدہ چائے بنانے گئی تو جمال نے فائقہ سے کہا تمہیں کبھی خدا سے ڈر نہیں لگتا۔ کیا بگاڑا ہے اس معصوم نے۔ کتنا پیار ادا دو کہتا ہے۔

فائقہ ایسا نہ ہو کہ کسی دن تمہارے پاس سوائے پچھتاوے کے کچھ نہ بچے۔ مجھے خوف آنے لگا ہے کہ ایسا نہ ہو تمہاری نفرت اس ہنستے بستے گھر کو نگل جائے۔ تم نے اپنی نفرت کا زہر نعمان اور فرقان کے دلوں میں بھی بھر دیا ہے۔ تم کتنی زہریلی ہو مجھے آج پتا چلا ہے۔

مجھے ڈر لگنے لگا ہے کہ جب کبھی پچھتاوا ہوا تو کیا تب سب ٹھیک کرنے پر تمہیں اختیار ہو گا بھی کہ نہیں۔

فائقہ تلخ انداز میں بولی جمال صاحب ایک دن آپ پچھتائیں گے۔ آپ اپنے خون پر اس امن کو فوقیت دیتے ہیں۔

جمال کی آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے اور بولا میرا خدا گواہ ہے کہ میرے لئے میری نسل، میری اولاد سے آگے کوئی بھی نہیں مگر میں تمہاری طرح ظالم نہیں بن سکتا۔

وہ بچہ ہمارے سارے نواسے، نواسیوں، اور پوتوں سے زیادہ محبت اور عزت کرتا ہے ہماری۔

میں رہوں یا نا رہوں مگر یاد رکھنا ایک دن وہی بچہ تمہارا سہارا بنے گا۔

فائقہ طنزیہ ہنسی ہنستے ہوئے بولی ہاہاہا۔۔۔ہاہاہا۔۔۔ایسا دن کبھی نہیں آئے گا جمال صاحب اور اتنا افسوس کیوں کر رہے ہیں، بچ گیا ہے نا۔ کچھ نہیں ہوا نا اسے۔

آپ بیٹھ کر سوچیں اسے، میں تھک گئی ہوں۔۔۔ سونے جا رہی ہوں۔

رات گئی بار جمال اور رحمان نے راشدہ سے فون پر امن کی خیریت اور شائستہ کی طبیعت کا پتا

کیا۔ صبح بارہ ایک بجے امن کو ڈسچارج کر دیا گیا۔

رحمان لینے آیا۔ اسے امن پر بہت پیار آرہا تھا مگر ماں نے ایسی گرہ لگادی تھی اس کے دل پر کہ چاہ کر بھی رحمان امن کو پیار نہ کر سکا۔

راشدہ نے امن کو گود میں اٹھایا اور سب گاڑی کی طرف چل دیئے۔ سارا راستہ خاموشی رہی۔

راشدہ نے رحمان کو یاد کروایا کہ میڈیسن لینی ہیں۔

گھر پہنچ کر راشدہ امن کو مین گیٹ سے اندر لے کر جانے لگی تو شائستہ نے یہ کہہ کر روک دیا کہ آپی پلیز آپ اندر جا کر کچن سے میرے کمرے کا دروازہ کھول دیں۔۔۔ امن اپنے کمرے میں ہی آرام کرے گا۔

راشدہ نے شائستہ کا ہاتھ تھاما اور بولی۔ میں امن کو ہال میں لیٹا دیتی ہوں، سب میں رہے گا تو بہتر محسوس کرے گا۔

شائستہ کے دل پر لگا زخم ابھی تازہ تھا بولی نہیں آپی اسے اپنی اوقات میں رہنا آتا ہے اور میں نہیں چاہتی کہ کوئی مزید کچھ تکلیف پہنچائے اسے۔

ایک بات اور آپی میری اپنی طبیعت اچھی محسوس نہیں ہو رہی میں کچھ دیر امن کے پاس ہی

رہوں گی اور وہیں سوؤں گی۔

راشدہ جانتی تھی کہ شائستہ نے جو سہا اور خاموش رہی ہے یقیناً اسے نارمل ہونے میں وقت لگے گا۔

رحمان جو اپنے بیٹوں کی حرکت اور اپنی ماں کے رویے کی وجہ سے شرمندہ تھا شائستہ کی بات کے جواب میں خود کی شرمندگی مٹانے کے لئے بولا نعمان اور فرقان شرمندہ ہیں۔

انھوں نے محض شرارت میں یہ کیا تھا۔ انھیں اندازہ نہیں تھا کہ دادو کا ریکشن کیا ہو گا۔

شائستہ جو اپنے بیٹے کی وجہ سے بہت تکلیف میں تھی مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی وہ دونوں بچے ہیں، بہن بھائی ایسی شرارتیں کیا کرتے ہیں تو شرمندہ کس بات پر ہونا۔

اتنے میں راشدہ نے اندر جا کر کچن سے امن کے کمرے کا وہ دروازہ جو پچھلے باغ کی طرف تھا کھول دیا۔

جیسے ہی گھر میں خبر پھیلی کہ امن اور شائستہ واپس آئے ہیں سوائے فائقہ کے سب ملنے کے لئے آئے۔

نعمان اور فرقان نے امن سے معافی بھی مانگی۔ امن ان سے ناراض یا خفا تھا ہی نہیں۔

تاویلہ اس کے لئے ہاٹ چاکلیٹ ملک بنا کر لائی اور شائستہ کے لئے ناشتہ۔

شائستہ تو امن کو میڈیسن دے کر وہیں موجود اس چارپائی پر سو گئی جو اس کی ماں کی تھی جبکہ رابعہ، آسیہ اور تاویلہ امن کے پاس بیٹھی اس سے باتیں کرنے لگیں اور تاویلہ ٹھہر ٹھہر کر امن کے لئے کچھ نہ کچھ کھانے کا لے کر آتی جو کبھی خالدہ اور کبھی راشدہ اس کے لئے بھیجواتیں۔

●■●■●■●

کل دیکھا اک آدمی اٹا سفر کی دھول میں

گم تھا اپنے آپ میں، جیسے خوشبو پھول میں

شائستہ نے ہمیشہ کی طرح امن کو سمجھایا کہ بیٹا نعمان یا فرقان کا مقصد مار پڑوانا نہیں تھا انھیں ڈر تھا کہ دادو انھیں مارے گی تو خود کو بچانے کے لئے بے اختیار آپ کا نام لے لیا۔ بہن بھائیوں کی باتوں کو دل میں نہیں رکھتے ورنہ نفرت جگہ لے لیتی ہے۔ امن بہت سمجھدار تھا وہ سب جان چکا تھا کہ وہ سوتیلا ہے اور اس کی ماں سب سہہ رہی ہے کیوں کہ وہ چاہتی ہے کہ وہ ایک کامیاب انسان بن جائے۔

وقت کی ایک عادت ہوتی ہے۔ وہ کبھی ٹھہرتا نہیں۔ اچھا یا برا مگر گزر جاتا ہے بس پیچھے

اپنے نشان چھوڑ جاتا ہے۔

شائستہ پوری ایمانداری سے اپنے فرائض ادا کئے جا رہی تھی بنا حقوق کی تکمیل کی ڈیمانڈ کئے بس اب اتنا فرق پڑا تھا کہ شائستہ نے فائقہ سے کچھ بھی بات کرنا چھوڑ دیا مگر اس کے سب کام کرتی تھی۔

امن ایک بہت ذہین بچہ تھا۔ تاویلہ جب میٹرک میں پہنچی تو اسے میتھ میں کافی مشکل آنے لگی۔ جب بھی چھٹیاں ہوتیں گرمیوں کی یا کوئی دوسری تو راشدہ،خالدہ فائقہ کی طرف آتیں بچوں سمیت تب امن سب کی ہی ہوم ورک میں مدد کرتا تھا خاص کر میتھ کرنے میں۔ اسے میتھ بہت پسند تھا

وہ شائستہ کے فون پر فارغ وقت میں میتھ کی الگ الگ سائیڈ کھول کر اپنی سے بڑی کلاس کے سوال حل کرتا رہتا تھا۔ اس نے اپنے شوق کی وجہ سے ایف-ایس-سی کے ڈبل میتھ کی کتاب بھی ساتویں کلاس میں ہی مکمل حل کر لی تھی اور وہ اپنے اساتذہ کو چیک بھی کرواتا تھا۔

تاویلہ کو میٹرک کے موک امتحانات کے بعد فائنل امتحانات تک چھٹیاں ہوئیں تاکہ تمام

طالبعلم پیپرز کی تیاری کر لیں۔خالدہ جو شاہدرا کے نزدیک ایک گاوں میں رہتی تھی اس نے جمال کو کال کی۔

خالدہ نے فون پر سب کی خیریت پوچھنے بتانے کے بعد کہا ابو تاویلہ کو ساڑھے تین چار ماہ کی چھٹیاں ہیں بورڈ کے پیپرز تک تیاری کے لئے۔امن میتھ میں بہت اچھا ہے اور تاویلہ کا میتھ اور فزکس دونوں بہت کمزور ہیں تو زمان کہہ رہے تھے کہ تاویلہ کو آپ کے پاس بھیج دوں رہنے کے لئے۔

امن تاویلہ کو میتھ فزکس کروادے گا دراصل ابو یہاں کوئی لیڈی ٹیچر نہیں مل رہی پڑھانے کے لئے۔میں نے بھی آرٹس میں بی اے کیا تھا اور زمان نے بھی آرٹس رکھی تھی تو بہت مشکل ہو رہی ہے۔

جمال خالدہ کی بات سن کر حیرت میں پڑ گیا اور بولا خالدہ بیٹا امن تو شاید ساتویں میں پڑھتا ہے وہ نویں دسویں کا میتھ کیسے کروائے گا۔

خالدہ ہنس دی اور جواب میں کہا ابو مجھے حیرت ہے کہ آپ تو امن کو یار کہتے ہیں اور یہ نہیں

Clubb of Quality Content

جانتے کہ امن میتھ میں بہت ذہین ہے۔ ہم دونوں کے بچے جب بھی چھٹیوں میں آتے ہیں تو امن انھیں میتھ کرواتا ہے۔

جمال خوش ہو کر بولا واہ بھئی زبردست۔ دراصل کچھ عرصے سے میں مصروف بہت رہتا ہوں اور پہلے امن کو میں اسکول چھوڑ تا لیتا تھا تو بہت باتیں ہوتی تھیں۔

اب دو سال ہو گئے وہ پیدل اسکول جاتا ہے تو بات کرنے کا موقع نہیں ملتا۔

خالدہ نے جمال سے سوال کیا ابو آپ کو نہیں لگتا کہ یہ غلط ہے۔ شائستہ کے علاوہ آپ ہی تھے اس گھر میں جو اس کے ساتھ بات کرتے تھے اگر آپ بھی دور ہو گئے تو وہ اکیلا پڑ جائے گا۔

پھر کچھ سیکنڈ رک کر بولی اس وقت تو میں نے یہ پوچھنے کے لئے کال کی ہے کہ کیا میں تاویلہ کو بھیج دوں اگر کوئی پریشانی نا ہو تو۔ کل زمان لے کر آجائیں۔

جمال نے ناراضگی کے انداز میں جواب دیا بیٹا یہ بھی کوئی بات ہے پوچھنے کی جتنا حق نعمان اور فرقان کا ہے اس گھر پر اتنا ہی تمہارے اور راشدہ کے بچوں کا بھی ہے۔ آج ایسا سوال کیا ہے دوبارہ کبھی مت کرنا۔

خالدہ شکریہ ادا کرتے ہوئے بولی ابو کاش آپ نعمان فرقان کے ساتھ امن کا نام بھی لیتے۔ خیر کل زمان لے کر آئیں گے اور پلیز امی کو سمجھا دینا کہ کوئی ہنگامہ نہ کھڑا کریں امن کے پڑھانے پر۔

تاویلہ اس کے کمرے میں ہی بیٹھ کر پڑھ لے گی ویسے بھی امن کا کمرا سارے گھر سے زیادہ پر سکون جگہ ہے۔ اس نے اس چھوٹے سے کمرے میں اتنی خوبصورت لائبریری بنا رکھی ہے کہ نالائق سے نالائق بندے کا بھی پڑھنے کو دل کرے۔

خالدہ نے جمال کی کال بند کی اور شائستہ کے نمبر پر کال کی۔ امن مالی بابا کے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔ آسیہ بھی وہیں بیٹھی امن سے کچھ سوال سمجھ رہی تھی۔ آسیہ نویں میں تھی اور اکثر ہوم ورک وہ امن کے پاس آ کر ہی کرتی تھی۔

رابعہ کچھ دیر پہلے کھیر لائی تھی امن کے لئے کہ دادی نے بنا کر بھیجی ہے۔ رابعہ نے ایف۔ اے کر لیا تھا اور مالی بابا نے اس کا رشتہ طے کر دیا تھا اور کچھ ماہ بعد اس کی رخصتی تھی۔

فون امن کے کمرے میں پڑا تھا۔ اس نے کال اٹھائی ہیلو پھوپھو کیسی ہیں آپ؟

خالدہ کو ہمیشہ ہی امن بہت اچھا لگتا تھا اور وہ اپنی تیسرے نمبر والی بیٹی عاتکہ کا رشتہ امن سے

کرنا چاہتی تھی جو امن سے کچھ ماہ چھوٹی تھی مگر فائقہ نے راشدہ اور خالدہ کو سختی سے منع کر دیا تھا کہ اگر تم دونوں میں سے کسی نے بھی کبھی بھی ایسا کچھ دوبارہ سوچا بھی تو یاد رکھنا کہ میں تم دونوں کو اپنا دودھ نہیں بخشوں گی۔ماں کی اتنی بڑی دھمکی کے بعد خالدہ نے دل کے ارمان کو دل ہی میں دفن کر دیا۔

خالدہ نے امن کو بہت سی دعائیں دینا شروع کر دیں۔ پھو پھو کی جان۔۔۔ پھو پھو صدقے جائے۔۔۔ کیسے ہو؟

امن مسکرا کر بولا میں تو بلکل فٹ ہوں۔

خالدہ ہنس کر بولی بھئی تمہاری آپی تاویلہ نے فرمائش کی ہے کہ تم سے ٹیوشن لینی ہے میتھ اور فزکس کی اب بتاو فیس کیا لوگے تاکہ سوچا جائے کہ افورڈ نگ ہے بھی کہ نہیں۔

امن نے زوردار قہقہہ لگایا اور بولا فیس۔۔۔ فیس تو بہت زیادہ ہو گی۔ پھو پھو جب تاویلہ آپی پڑھنے آئیں گی تو آپ قیمے والی روٹی پکا کر بھیجنا اور آپی کو کہنا بس ہفتے میں ایک بار اپنے ہاتھ کی زبردست سی بریانی کھلا دیا کریں۔

خالدہ دل میں بہت خوش ہوئی امن کے جواب پر اور بولی جیتے رہو بیٹا اور دعا ہے اپنی ماں

کا سہارا بنو۔ کل زمان تاویلہ کو لے آئیں گے اور قیمے والی روٹی بھی پہنچ جائے گی۔

امن خوش ہوتے ہوئے بولا لو یو پھو پھو۔۔۔ مجھے آپ کے ہاتھ کی قیمے والی روٹی اور راشدہ پھو پھو کی حلیم بہت زیادہ پسند ہے۔

پھو پھو آپ کو پتا ہے دو دن پہلے خرم پھوپھا کسی کام سے لاہور آئے تھے تو راشدہ پھو پھو نے حلیم بنا کر بھیجی تھی۔ میں نے بہت ساری کھائی۔

خالدہ بولی ہاں جانتی ہوں۔ خرم بھائی نے پلاٹ خریدا تھا لاہور میں گارڈن ٹاون میں کسی اسکیم میں تو بس اب وہاں گھر شروع کرنے والے ہیں۔

امن خوش ہوتے ہوئے واہ مطلب راشدہ پھو پھو لاہور شفٹ ہونے والی ہیں۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔

شائستہ کے خاندان میں سے صرف اکرم ہی وہ انسان تھا جو شائستہ سے ملنے آتا یا کبھی امن اسکول سے واپسی پر اکرم کے گھر چلا جاتا ماموں ممانی سے ملنے۔

اکرم کی ایک بیٹی اور ایک بیٹا تھا۔ اکرم نے ماں کے ٹوٹے پھوٹے گھر کو بہت اچھا پکا مکان بنا لیا تھا۔ اس نے پرچون کی دو تین دکانیں ڈالیں اور اس کا کاروبار اچھا چل رہا تھا۔

Clubb of Quality Content

امن جب بھی اکرم کے گھر جاتا اس کے بچوں روحان اور روحابہ کے لئے ضرور کچھ نہ کچھ لے کر جاتا اور کہتا کہ امی نے بھیجوایا ہے جبکہ شائستہ اس سب سے بے خبر ہوتی۔

اگلے دن دوپہر کے کھانے سے پہلے پہلے تاویلہ پہنچ گئی۔ فائقہ اس بات سے لاعلم تھی کہ تاویلہ امن سے پڑھنے آرہی ہے۔

زمان نے اس بات کا ذکر فائقہ کے سامنے کر دیا اور فائقہ نے ہنگامہ کھڑا کر دیا کہ ایک ساتویں کلاس کا بچہ میٹرک کی طالبعلم کو کیسے میتھ کروا سکتا ہے اور اگر کروا سکتا ہے تو پھر نعمان بھی تاویلہ کو کروا سکتا ہے۔

●■●■●■●

کانچ جیسے ہوتے ہیں ہم جیسے تنہا لوگ

کبھی ٹوٹ جاتے ہیں، کبھی توڑ دیئے جاتے ہیں

جمال سب کچھ خاموشی سے سن رہا تھا۔ جب فائقہ خاموش ہو گئی سب دل کی بھڑاس نکال کر تو جمال نے اپنے یونیورسٹی کے ایک میتھ کے پروفیسر دوست (رانا ابرار) کو کال کی اور رات کے کھانے پر فیملی سمیت مدعو کیا اور اسے کہا کہ لازم آنا ہے کچھ بہت ضروری

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کام ہے۔

اس کے بعد فائقہ کو سمجھاتے ہوئے کہا رات تک صبر کرو اور زمان سے کہا کہ وہ بھی رات یہیں رہے۔ کل صبح واپس جائے۔ رات بہترین کھانے کا بندوبست کیا گیا۔ آتے ہی چائے کا دور چلا اور ساتھ میں سنیکس رکھے گئے۔ اس کے بعد جمال نے رانا ابرار سے کہا کہ یار دو بچوں کا ٹیسٹ لینا ہے میتھ کا اور تم سے بہترین انسان میری نظر میں اور کوئی نہیں جو انجنیرنگ یونیورسٹی میں میتھ کا پروفیسر ہو۔

جمال نے تاویلہ سے کہا کہ وہ اپنی میتھ اور فزکس کی کتاب لائے اور دو عدد پیپر اور وہ سارا سامان جو پیپر کرنے میں مددگار ثابت ہو۔ فائقہ سمیت سب ہی حیران تھے۔ اس کے بعد نعمان اور امن کو بلایا گیا۔

پروفیسر رانا ابرار نے ایک جیسے دو سوالیہ پرچے بنائے میتھ اور فزکس کی کتاب میں سے اور دونوں بچوں کو حل کرنے کے لئے دے دیئے۔

رحمان کو باپ کی یہ حرکت بہت عجیب لگی۔

اس نے کہا بھی کہ ابو ساتویں کلاس کے بچے دسویں کی کتاب کے سوال کیسے حل کر سکتے

ہیں؟

جمال نے نہایت سنجیدگی سے جواب دیا میں جانتا ہوں یہ پاگل پن ہے۔ مجھے خالدہ اور زمان کی عقل پر حیرت ہو رہی ہے اور تمہاری ماں بھی تو کہہ رہی ہے کہ اگر ایک سرکاری اسکول میں پڑھنے والا ساتویں کا بچہ دسویں کا میتھ کر سکتا ہے تو پاکستان کے سب سے بڑے اور مہنگے اسکول میں پڑھنا والا کیوں نہیں۔

دیکھو تمہاری ماں بھی غلط نہیں۔ میں صرف دیکھنا چاہتا ہوں کہ ہماری بچی بورڈ کی تیاری کرنے ہمارے پاس آئی ہے تو یہ ساڑھے تین چار ماہ اس کے ضائع نہ ہوں۔ امن کی بجائے ایک بہتر ٹیوٹر گھر لگوا دیں مگر اس سے پہلے میں ان بچوں کو آزمانا چاہتا ہوں۔

باتیں ختم ہوئیں اور دونوں بچوں کو پیپرز حل کرنے کے لئے دیا گیا گھنٹہ بھی پورا ہو گیا۔

نعمان پیپر نہیں کرنا چاہتا تھا مگر مجبوری تھی کہ اسے ضرور کرنا تھا۔

شائستہ کھانا گرم کروا رہی تھی اور دل ہی دل میں دعا مانگ رہی تھی کہ اللہ تعالی میرے امن کی عزت رکھ لینا۔

ایک گھنٹہ جس میں ٹیسٹ ہو رہا تھا شائستہ کا دل ایسے دھڑک رہا تھا جیسے زندگی موت کی جنگ ہو رہی ہو۔

اسے احساس بھی نہیں تھا کہ اس پورے وقت میں وہ خدا سے محو گفتگو تھی۔

ایک گھنٹے سے کچھ پندرہ منٹ پہلے فرقان نے آکر بتایا کہ ماما امن بھائی نے پیپر کر لیا ہے۔ شائستہ کی ہتھیلی پسینے سے بھری ہوئی تھی۔ عجیب سی کیفیت تھی اس کی۔

وہ ڈرائنگ روم میں صرف اس خوف سے نہیں جا پا رہی تھی کہ اگر امن کے سارے سوال غلط ہوئے؟ اگر جمال کا امن پر بھروسہ غلط نکلا؟ اگر تاویلہ اور خالدہ جھوٹی ثابت ہو گئیں؟ اگر فائقہ پھر سے جیت گئی؟

پروفیسر رانا ابرار نے دونوں بچوں سے پیپر لے لیا اور اسے چیک کرنے لگا۔

فائقہ کے اصرار کرنے پر پہلے نعمان کا پیپر چیک کیا گیا۔ یہ ایک ظاہری بات تھی کہ ساتویں کا بچہ دسویں کے حساب کے سوال حل نہیں کر سکتا۔

نعمان نے کافی کوشش کی تھی اور جو بھی فارمولے اسے آتے تھے وہ لگا کر سوال غلط سلط حل ضرور کئے تھے مگر پچاس میں سے صرف پانچ نمبر کا ہی پرچہ حل کیا تھا۔ پھر پروفیسر

ابرار نے امن کا پیپر چیک کیا اور وہ حیرت میں پڑ گیا کہ ایک ذرا سی بھی غلطی نہیں تھی۔

پروفیسر رانا ابرار اس سے اتنا ایمپریس ہوا کہ اس سے پوچھنے لگا بیٹا آپ نے یہ سوال کیسے کئے ہیں؟

امن مسکرا کر بہت کونفیڈنس سے بولا سر میتھ فزکس اور کیمسٹری میرے فیورٹ مضامین ہیں۔ میں فارغ وقت میں اپنی سے بڑی کلاسز کی کتابیں پڑھتا اور جو سمجھ میں نہ آئے اپنے اساتذہ سے سمجھتا ہوں۔ میں نے کافی میتھ، فزکس اور کیمسٹری کی ویب سائیڈز بھی جوائن کی ہوئی ہیں اور میری پاس ان مضامین کی بہت سی کتابیں بھی ہیں میری لائبری میں۔

تاویلہ بہت خوش تھی کہ وہ جھوٹی ثابت نہیں ہوئی اس نے آکر شائستہ کو یہ خبر سنائی۔

شائستہ کچن میں ہی سجدے میں گر گئی کہ شکر اللہ تعالی کی ذات کا اس نے امن کی اور میری عزت رکھ لی۔ پروفیسر رانا ابرار نے امن سے کہا کہ وہ اس کی لائبری دیکھنا چاہیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ پروفیسر نے اپنی کلائی پر بندھی رولیکس کی گھڑی اتار کر اسے انعام کے طور پر دینے کی کوشش کی۔ امن نے منع کرتے ہوئے کہا سر مجھے یہ نہیں چاہیئے۔

مگر پروفیسر ابرار نے جمال سے کہا امن سے کہو کہ یہ رکھ لے ورنہ مجھے برا لگے گا۔

پروفیسر رانا ابرار نے جمال یار یہ بچہ تو بہت زیادہ ذہین ہے، خود سے جڑے لوگوں کا ایک دن نام ضرور روشن کرے گا۔ میں نے اس عمر کے بہت بہت ذہین بچے دیکھے ہیں مگر میری ساٹھ سالہ زندگی میں اتنا ذہین بچہ دیکھنے کا اتفاق آج تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔

شائستہ کھانا لگوانے لگ گئ اور پروفیسر رانا ابرار زمان سے کہنے لگے بے دھڑک آپ اپنی بیٹی کو اس بچے سے پڑھوا سکتے ہیں۔

امن اٹھ کر باہر جانے لگا تو پروفیسر رانا نے اس سے اس کا فون نمبر مانگا۔ امن نے شائستہ کا نمبر دیا اور بتایا یہ میری ماما کا نمبر ہے مگر فون اسکول سے آنے کے بعد میرے پاس ہی ہوتا ہے۔

پروفیسر رانا نے اسے ساتھ کھانا کھانے کے لئے کہا مگر امن جانتا تھا کہ یہ مناسب نہیں۔ اس نے نہایت محبت سے جواب دیا سر میں نے کچھ دیر پہلے کھانا کھایا تھا ابھی بھوک نہیں مجھے۔

یہ کہہ کر وہ وہاں سے باہر آ گیا۔ امن تو وہاں سے چلا گیا مگر پیچھے خود کو سب کے درمیان چھوڑ کر۔

پروفیسر رانا جتنی دیر بھی وہاں رکے امن اور آج کل کے دور کے دوسرے بچوں کا موازنہ جاری رہا۔

جانے سے پہلے پروفیسر رانا نے جمال سے کہا وہ امن کا کمرا اور اس کی لائبری دیکھنا چاہتے ہیں۔

پہلی بار جمال کے ساتھ ساتھ رحمان کو لگا کہ امن جیسا بچہ وہ کمرا ڈیزریو نہیں کرتا۔ جمال رانا ابرار کو پچھلے باغ میں لے گیا اور وہاں سے امن کے کمرے میں۔

امن نے کمرے میں اتنے سلیقے سے سب رکھا تھا کہ وہ بیڈ روم کم اور سٹڈی زیادہ لگ رہی تھی جہاں موٹی موٹی جنرل نالج کی کتابیں، انسا کیلوپیڈیا، دنیا کی ہسٹری کی کتابیں، میتھ، فزکس، کیمسٹری کی مختلف رائیٹرز کی کتابیں موجود تھیں۔

رحمان کو آج محسوس ہوا کہ فائقہ کی بے جا محبت نے نعمان اور فرقان کو بگاڑ دیا ہے۔

نعمان نے ایک ایسی بات کہی تھی پروفیسر رانا ابرار کے سامنے جس نے جمال احمد اور رحمان احمد دونوں کو شرمندہ کر دیا تھا۔ جب امن کی تعریف ہو رہی تھی تو نعمان نے کہا مجھے کون سا در در جا کر لوگوں سے نوکری کی بھیک مانگنی ہے کہ میں پڑھائی کے لئے کریزی

ہوں۔ مجھے تو دادا ابو اور بابا کی مل ہی سنبھالنی ہے پڑھوں نا پڑھوں سب میرا اور فرقان کا ہی ہے۔ امن کے پاس تو کچھ نہیں ہے وہ نشئی باپ کا بیٹا ہے اسے تو محنت کرنی پڑے گی نا۔

اس بات کو سن کر ڈرائینگ روم میں بلکل خاموشی چھا گئی تھی۔ شائستہ کی آنکھیں بھیگ گئیں تھیں اس بات کے جواب میں رحمان نے اسے تھپڑ ضرور مارا تھا مگر اس تھپڑ سے ہوئی بے عزتی واپس تو نہیں آنی تھی۔ یہ سب فائقہ کے جملے تھے جو نعمان کے منہ سے ادا ہو رہے تھے۔

رانا ابرار جب امن کا کمرا دیکھ رہا تھا تو اس سے پوچھا بیٹا آپ کا لیپ ٹاپ کونسا ہے جس پر سب اسٹڈی کرتے ہو۔

امن نہایت سادگی سے بولا سر مجھے کبھی لیپ ٹاپ کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ امی کا فون ہے سیمسنگ نوٹ فائیو اسی پر سب سرچ کر لیتا اور پڑھ لیتا ہوں۔

رانا ابرار جمال کی طرف دیکھتے ہوئے بولا یہ تو بہت پرانا ماڈل ہے شاید آٹھ نو سال پرانا۔

امن نے جواب دیا جی بلکل سر۔۔۔ مگر میرا سب کام بآسانی ہو جاتا ہے اس سے۔

رحمان بھی پاس ہی کھڑا تھا اسے خیال آیا کہ اس کے دونوں بیٹوں کے پاس جدید ماڈل

کے ایپل کے فون ہیں اور وہ کتنا برا ہے کہ شائستہ کو نو سال پہلے فون لا کر دیا تھا دوبارہ کبھی پتا ہی نہیں کیا کہ اس کا فون چلتا بھی ہے کہ نہیں۔

رانا ابرار نے جمال کو ایسی نظروں سے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو کہ وہ لوگ ایک ذہین انسان کے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں۔

زمان اگلی صبح چلا گیا۔ تاویلہ خالدہ کے کمرے میں رہنے لگی۔ امن کے اسکول سے آنے تک تاویلہ سارے مشکل سوالوں پر نشان لگا لیتی۔

امن آ کر کھانا کھاتا، اتنے میں آسیہ بھی آجاتی پھر وہ دونوں کو اکٹھے سارے سوال کرواتا۔ جو آسیہ کو مشکل لگتے وہ بھی اور جو تاویلہ کو مشکل لگتے وہ بھی۔

آسیہ کی دادی رابعہ کے ہاتھ کچھ نہ کچھ بنا کر بھیج دیتی کہ بچے پڑھ رہے ہیں انھیں دے کر آو۔ امن کے لئے وہ ہمیشہ الگ سے دودھ میں بادام پیس کر بھیجتیں۔ امن کی وجہ سے تاویلہ کی رابعہ اور آسیہ سے بہت اچھی دوستی ہو گئی۔

فائقہ کو تاویلہ کا امن سے پڑھنا بلکل پسند نہیں تھا مگر اب خاموش رہنے میں ہی عافیت تھی۔

رانا ابرار جاتے جاتے جمال سے کہہ کر گیا کہ یار شہباز شریف فنڈ سے طالبعلموں کے لئے جو

لیب ٹاپ آئے تھے اس میں سے کچھ ابھی بھی پڑے ہیں کہ مستحق طلبہ کو دینے کے لئے اور میرے خیال میں اس بچے سے زیادہ کوئی بھی اور نہیں مستحق اس لیب ٹاپ کا۔

میں ایڈمنسٹریشن میں درخواست دے کر لیپ ٹاپ ریلیز کروالوں گا۔ تم کل ڈرائیور بھیج دینا تو اسے ہی دے دوں گا۔

●■●■●■●

میں پوری توجہ کا طلبگار ہوں تجھ سے
اوروں سے تعلق ہے تو پھر دور رہا کرو

جمال کا دل کیا کہ زمین میں گڑ جائے اتنے میٹھے انداز میں بے عزتی اور واقعی وہ اس بے عزتی کا حقدار بھی تھا۔ سال پہلے نعمان نے اسے کہا تھا کہ اسکول کے پروجیکٹ کے لئے لیب ٹاپ چاہیے اور اس نے بنا چیک کئے کہ چاہیے بھی یا نہیں لا کر دے دیا۔

اسے لگا امن جس اسکول میں ہے وہاں تو لیپ ٹاپ کیا ہوتا ہے کسی کو پتا بھی نہیں ہو گا۔

رانا ابرار نے جمال سے کہا ہمارے ملک کے کچھ ٹی وی چینلز نے ایسے ایکسٹرا ذہین بچوں کے لئے کچھ انٹرنیشنل لیول کے آئی-کیو-ٹیسٹ پروگرام شروع کر رکھے ہیں۔ سماع

چینل میں میرا ایک دوست کام کر رہا ہے اس نے کئی بار کہا ہے کہ یونیورسٹی سے ایسے ذہین بچوں کا نام اس پروگرام کے لئے دوں۔ اگر تمہیں کوئی اعتراض نہ ہو تو میں اس بچے کا نام دے دوں۔ باقی سب تفصیلات خود وہ لوگ اس سے ڈسکس کر لیں گے۔ میں اس کا نمبر انھیں دے دوں گا۔

جمال واقعی امن کے لئے بہت خوش تھا۔ اس نے اجازت دے دی۔

رانا ابرار نے امن سے اس کا پورا نام پوچھا اور والد کا شناختی کارڈ مانگا کہ اس چینل والے کو واٹس ایپ کر دے ابھی کے ابھی تو امن نے بتایا میرا نام امن شائستہ ہے اور میرے والد صاحب تو میری پیدائش سے کچھ ماہ پہلے ہی وفات پا گئے تھے۔ انھوں نے شائد کبھی شناختی کارڈ ہی نہیں بنوایا۔

پھر شائستہ کا شناختی کارڈ اس کہ طرف بڑھاتے ہوئے بولا سر آپ میری والدہ کا شناختی کارڈ نمبر اور میری تصویر انھیں بھیج دیں۔

رانا ابرار نے امن سے پوچھا بیٹا آپ کا اسکول میں کیا نام درج ہے۔

امن مسکراتے ہوئے بولا امن شائستہ

رانا ابرار امن کے سر پر پیار دیتے ہوئے باہر نکل آئے اور جمال کی طرف دیکھتے ہوئے بولے یار مجھے حیرت ہوئی کہ اس کے والد کے خانے میں رحمان نے اپنا نام کیوں نہیں لکھوایا۔ خیر یہ تم لوگوں کا ذاتی معاملہ ہے۔ میں جو بھی اس بچے کے لئے کر سکوں گا ضرور کروں گا ایسے بچے ہمارے ملک اور قوم کا سرمایہ ہیں۔

رحمان کو پروفیسر رانا ابرار کی بات سے یاد آیا کہ جب اسکول ایڈمیشن کرواتے ہوئے فارم فل کرنا تھا تو فائقہ نے سختی سے منع کر دیا تھا کہ والدیت کے خانے میں رحمان کا نام نہ لکھا جائے اور رحمان نے بھی اس کی تائید کی تھی۔

پروفیسر رانا ابرار کے جانے کے بعد فائقہ نے بہت سی صلواتیں شائستہ کو سنائیں اپنے بیٹے کو جانے کیا گھول گھول کر پلاتی ہے۔

ہمارے گھر رہ کر ہماری روٹیاں کھا کر ہمارے بچوں سے زیادہ ذہین کیسے ہو گیا۔ ایک نشئی باپ کی اولاد اتنی ذہین کیسے ہو سکتی ہے۔

مگر شائستہ بلکل خاموش رہی وہ اسی بات پر بہت خوش تھی کہ اس کی کل کائنات، اس کا بیٹا اتنا ذہین تھا کہ باہر کے لوگ اس کی تعریف کر رہے ہیں۔

رحمان نے ماں کو کڑوا کڑوا بولتے سنا تو کہا امی پہلے ہی بہت زہر پھیل چکا ہے۔ نعمان یا فرقان کچھ بھی کہتے ہیں تو اس سے امن یا شائستہ کو تو کچھ فرق نہیں پڑتا۔ انھیں خاموشی سے سننے اور سہنے کی عادت ہو گئی ہے مگر دوسروں کے سامنے میرے بیٹے برے بنتے ہیں۔ خدارا آپ یہ سب بند کریں اب۔

فائقہ ناراض ہوتے ہوئے بولی دیکھ لینا ایک دن پچھتاو گے کہ اس سانپولے کو کیوں رکھا ہے اپنے گھر، نامانو ابھی میری بات تم لوگ۔

جمال نے ملازمہ سے کہا کہ ایک کپ بلیک کافی بنا کر دے اور وہ فائقہ سے کچھ بھی کہے بنا کمرے میں چلا گیس۔

آج رحمان کو بہت برا محسوس ہو رہا تھا۔ اس کا بیٹا پاکستان کے مہنگے ترین اسکول میں پڑھنے والا بچہ تھا جس کی ایک ماہ کی فیس ہی کئی لاکھ روپے تھی، ایک سرکاری اسکول میں پڑھنے والے بچے جس کی فیس پانچ سو روپیہ بھی نہیں تھی سے ذہانت میں کم نکلا۔

رحمان نے منہ سے تو کچھ نہیں کہا مگر دل ہی دل میں یہ بات اس کے لئے بھی ناقابل برداشت تھی۔

اگلے دن جمال واپسی پر جدید ترین ماڈل کا لیپ ٹاپ امن کے لئے لے کر آیا مگر امن نے لینے سے انکار کر دیا۔

اس نے کہا دادا جان مجھے ابھی لیپ ٹاپ کی بلکل بھی ضرورت نہیں اگر کبھی اسے ضرورت ہوئی تو میں آپ سے مانگ لوں گا۔

جمال نے بہت کوشش کی کہ وہ رکھ لے ابھی ضرورت نہیں بھی تو جن ضرورت پڑے تو استعمال کر لے مگر امن نے نہیں لیا۔

رابعہ نے تاویلہ سے کہا کہ دو ماہ بعد اس کی شادی ہے تو کیا تاویلہ اس کی شادی میں شرکت کرے گی۔ تاویلہ جانتی تھی کہ فائقہ کبھی اجازت نہیں دے گی اس لئے اس نے جمال سے بات کی نانا ابو رابعہ سے میری بہت زیادہ دوستی ہو گئی ہے۔ دو ماہ بعد اس کی شادی ہے اور دوست چاہے غریب ہی کیوں نہ ہو اس کی شادی میں شرکت کرنی لازم ہوتی ہے۔

میں نے امی ابو سے بات کر لی ہے۔ امی نے کہا کہ آپ سے اجازت لے لوں پھر وہ مجھے کپڑے بنوا کر بھیج دیں گی۔

جمال نواسی کے سر پر پیار دیتے ہوئے بولا بیٹا میرے لئے وہ بھی تمہاری جیسی ہی ہیں۔ مالی بابا کو تیس سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے یہاں کام کرتے ہوئے۔۔۔ میں کیوں منع کروں گا تمہیں جانے سے جبکہ میں نے خود بھی جانا ہے مگر ابھی اپنی نانی سے کچھ مت کہنا۔

رابعہ کی شادی کی ساری تقریبات میں امن نے سگے بھائیوں کی طرح ہر کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ رابعہ اور آسیہ کی زندگی میں امن کے آجانے سے بھائی کی کمی پوری ہو گئی تھی۔

تاویلہ نے بھی تمام فنکشن میں بھرپور حصہ لیا اور فائقہ اس بات پر سخت ناراض تھی مگر تاویلہ روز رات کو فائقہ کو منا لیتی۔

تاویلہ خاندان کی بڑی بیٹی تھی اور فائقہ کی لاڈلی بھی۔ اسی لئے فائقہ اس سے زیادہ دیر ناراض نہیں رہتی تھی۔ تاویلہ کے آنے سے نعمان اور فرقان کو بھی پڑھنے میں کمپنی ملنی لگی اور رحمان نے آرڈر دے دیا کہ جتنی دیر تاویلہ امن سے پڑھے گی۔ نعمان اور فرقان بھی پاس بیٹھ کر پڑھیں گے۔ رحمان ہر روز کام چیک کیا کرے گا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

فائقہ نے رحمان سے کہا انھیں کوئی ٹیوٹر لگوا دے مگر رحمان چاہتا تھا کہ امن اپنے دماغ سے سب نکال کر نعمان اور فرقان کے دماغ میں ڈال دے جبکہ ایسا ہونا ممکن نہیں تھا۔

تاویلہ کے پیپرز کا وقت قریب آنے لگا اور اس کی تیاری بھی تقریبا مکمل تھی۔ پیپرز سے کچھ ایک ماہ پہلے امن نے وقفے وقفے سے تاویلہ کا ٹیسٹ لیا تا کہ اندازہ ہو سکے کہ اسے کتنا آتا ہے اور اس نے دونوں مرتبہ اچھا ٹیسٹ کیا۔ خالدہ نے تاویلہ کو واپس بلا لیا کہ باقی مضامین کی بھی تیاری کرے۔

وقت گزرنے لگا اور بچے بڑے ہونے لگے۔ فائقہ کے رویے کی وجہ سے نعمان اور فرقان امن سے اگر بات کرتے بھی تو بہت مجبوری میں۔

ایک سال گذر گیا۔ امن آٹھویں کلاس کے فائنل پیپرز کی تیاری کر رہا تھا کہ ملازمہ نے آ کر کہا کہ رحمان صاحب اسے بلا رہے ہیں۔

امن کتابیں بند کر کے ہال میں آیا تو فائقہ اور رحمان بیٹھے تھے۔ شائستہ شاید نماز پڑھ رہی تھی۔ رحمان نے امن کو تقریبا ڈانٹنے والے انداز میں کہا تمہیں تھوڑی سی بھی شرم ہے۔ فائنل پیپرز ہونے والے ہیں۔ اکیلے پڑھنے بیٹھ جاتے ہو۔ کبھی خیال نہیں آیا کہ چھوٹے

بھائیوں کو بھی وقت دوں نہیں مگر کیوں آئے گا خیال وہ کونسے سگے بھائی ہیں۔

رحمان بول رہا تو اسے پتا ہی نہیں چلا کہ جمال باہر سے آکر پیچھے کھڑا تھا۔

جمال خاموشی سے رحمان کی بات مکمل ہونے کا انتظار کرنے لگا اور جیسے ہی رحمان خاموش ہوا تو جمال بولا بلکل ٹھیک رحمان بیٹا مگر کیا کبھی چھوٹے بھائیوں نے اسے کہا کہ ہمیں یہ سمجھادو اور اس نے نہیں سمجھایا۔

کتنا بڑا ہے وہ نعمان سے، دو تین ماہ۔

تمہیں چاہیے تھا کہ یہ لیکچر اسے دینے کی بجائے نعمان کو دیتے کہ جب کچھ مشکل لگے تو بھائی سے پوچھ لیا کرو۔

امن کو الہام تو نہیں ہو گا کہ نعمان کو کس مضمون میں مشکل پیش آرہی ہے۔

پھر امن سے مخاطب ہو کر جمال بولا جاو بیٹا جا کر پڑھو۔ اگر کسی کو کچھ سمجھنا ہو گا تو تمہارے پاس خود چل کر آئے گا جیسے تاویکہ شاہد راسے یہاں آئی تھی۔

جمال کی بات سن کر * جی داداجان * کہہ کر وہاں سے چلا گیا۔

اس کے بعد جمال رحمان سے مخاطب ہوا تمہیں بیٹھے بیٹھے جو دورے پڑنے لگتے ہیں بہت

اچھی طرح جانتا ہوں کس وجہ سے پڑتے ہیں۔

رحمان تمہارے بیٹے جوان ہو گئے ہیں۔اب تو سمجھدار انسانوں کی طرح بیہیو کیا کرو۔

ہر بار ماں کے پیچھے آنکھیں بند کر کے چلنا کیا ضروری ہے۔ کیا کبھی تم نے کنویں کو پیاسے کے پاس جاتے دیکھا ہے۔ نہیں ناں۔۔۔ ہمیشہ پیاسے کو ہی کنویں کے پاس چل کر جانا ہوتا ہے۔ نعمان اور فرقان سے کہو کہ انھیں کچھ پوچھنا یا سمجھنا ہوتا ہے تو امن کے پاس چلے جایا کریں۔

رحمان نے پہلے کبھی دلچسپی نہیں لی تھی کہ امن کیسے نمبروں میں پاس ہوتا ہے۔پاس ہوتا بھی ہے کہ نہیں مگر جب سے پروفیسر رانا ابرار ہو کر گئے تھے رحمان امن کی پوری خیر خبر رکھنا شروع ہو گیا۔ آٹھویں پاس کیا امن نے تو جمال احمد کو خیال آیا کہ میٹرک کے لئے کسی اچھے پرائیوٹ اسکول میں ڈال دیا جائے مگر شائستہ نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ امن نے اچھے نمبر لینے ہوں گے تو اسی اسکول میں لے لے گا اور امن کو بھی اپنی ماں کی بات سے کوئی اختلاف نہیں تھا۔

تاویلہ نے میٹرک بہت اچھے نمبروں سے پاس کر لیا۔خالدہ اور زمان اس کا مکمل کریڈڈ

امن کو دینے لگے۔

رزلٹ آنے کے بعد خالدہ نے کال کر کے امن سے پوچھا کہ اسے کیا انعام چاہیئے تاویلہ کو پیپرز کی تیاری کروانے کے بدلے میں۔

امن نے یہ کہہ کر بات ٹال دی پھوپھو جب بھی پھوپھا لاہور آئیں تو میرے لئے قیمے والی روٹی لازم پکا کر بھیجنا اور تاویلہ آپی کے ہاتھ کی بریانی۔

●■●■●■●

تنہائیاں تھیں، رات تھی، تیرا خیال تھا
شور ایسا تھا کہ آنکھ لگانا محال تھا

وقت تیزی سے گزرنے لگا مگر فائقہ کا وہی رویہ رہا۔ نعمان اور فرقان کی امن سے بلکل رسمی سی سلام دعا ہوتی۔ بچے اب جوانی کی حدود میں داخل ہونے لگے۔

امن نویں میں آیا تو اس نے ساتھ میں اسکول کے بعد ٹیوشن دینا شروع کر دی۔ وہ اسکول سے گھر آنے کی بجائے ہوم ٹیوشن دینے چلا جاتا۔

یہ ٹیوشن بھی اسے اس کے اساتذہ نے ہی بتائیں تھیں۔ فائقہ کو اس پر بھی اعتراض تھا بلکہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے یہ اعتراض اٹھایا کہ امن غلط صحبت کا شکار ہو گیا ہے اور وہ اسکول کے بعد جوا کھیلتا ہے۔اس بات کا ذکر اس نے جمال سے کیا تو جمال نے ایک ہفتہ پورا اس کا پیچھا کروایا اور اسے تب پتا چلا کہ وہ ہوم ٹیوشن دینے جاتا ہے۔جمال نے فائقہ کی ذہنیت پر تو افسوس کا اظہار کیا مگر شائستہ سے ضرور سوال کیا کہ امن کو کس چیز کی کمی ہے کہ وہ یہ سب کر رہا ہے۔

شائستہ نے تو بات ٹال دی کہ اسے سمجھاوں گی۔

مگر جب جمال نے امن سے یہی سوال کیا کہ کس چیز کی کمی ہے کہ ہوم ٹیوشن کی ضرورت پڑ گئی تو امن نے ادب آداب کا لحاظ کرتے ہوئے بہت محبت سے جواب دیا داداجان اس سب پر میرا حق نہیں۔

یہ سب نعمان اور فرقان کا ہے اب تک میں چھوٹا تھا اور خود کے خرچے اٹھا نہیں سکتا تھا اور شاید نا سمجھ بھی تھا اب میں اتنا سمجھدار ہو چکا ہوں کہ حق اور خیرات کا فرق سمجھ سکوں اور خیرات مجھے لگتی نہیں۔

آپ اور رحمان صاحب کا احسان ہے کہ آپ دونوں نے مجھے اس قابل کیا کہ میں کم از کم خود کے لئے کما سکوں۔

میرا روم روم آپ دونوں کا مقروض ہے مگر مجھ میں مزید احسان لینے کی طاقت نہیں میں زیادہ نہیں کما پاتا مگر اتنا کما لیتا ہوں کہ اپنے اسکول کا خرچہ اور دوسرے اخراجات پورے کر سکوں اور اس کے علاوہ مجھے پریکٹیکل لائف گزارنے کا تجربہ بھی مل رہا ہے۔

جمال کے پاس جواب میں کہنے کے لئے کچھ تھا ہی نہیں۔ فائقہ جو پاس ہی بیٹھی تھی بولی دیکھا جمال صاحب ایسے ہوتے ہیں احسان فراموش لوگ۔

جمال نے فائقہ کو یہ کہہ کر چپ کروادیا یہ سب تمہاری زبان کا کیا دھرا ہے اور مجھے خوشی ہوئی ہے بہت امن کے جواب سے۔

خوددار بچہ ہے۔ دیکھنا ایک دن ضرور کامیابی اس کے قدم چومے گی۔

فائقہ منہ بناتے ہوئے بولی کہیں نہیں پہنچ پاتے اس جیسے لوگ، ساری زندگی لوگوں کے بچوں کو ٹیوشن پڑھا کر ہی زندگی گزارے گا۔

امن کو مزید وہاں ٹھہرنا مناسب نہیں لگا تو پڑھائی کا بہانہ کر کے اجازت لے کر اپنے کمرے میں چلا گیا اور جمال جو فائقہ کے ساتھ کوئی بھی بحث نہیں کرنا چاہتا تھا اس نے نعمان کو آواز دی کہ لڈو لائے۔

جمال، نعمان اور فرقان اکثر دن مل کر لڈو کھیلتے تھے۔ کچھ ہی دیر میں نعمان لڈو لے آیا اور تینوں کھیلنے لگے۔

دو تین دن بعد ایک ٹی وی چینل والوں نے امن کو کال کی انھیں پروفیسر رانا ابرار نے نمبر دیا تھا کہ اگر کبھی آئی۔ کیو۔ چیلنج ہو تو امن سے رابطہ کر لیں۔

کال کرنے والے نے سوال کیا کیا آپ ہمارے شو میں آنا چاہتے ہیں؟ پھر اسے رلز اور ریگولیشنز بتانے لگا کہ اس کے دس شو ہوں گے اور ہر شو کے دس راونڈ ہوں گے۔

پہلا شو کے سب راونڈز جیتنے پر کچھ نہیں ملے گا مگر دوسرے شو کے سب راونڈز جیتنے پر بیس ہزار روپیہ ملے گا۔

تیسرے شو جیتنے پر کچھ نہیں ملے گا مگر چوتھے شو کے سب راونڈز جیتنے پر چالیس ہزار روپیہ ملے گا۔

پانچویں راونڈ میں پچاس ہزار ملے گا۔

چھٹے راونڈ کے جیتنے پر ایپل کا جدید ترین موبائل اور ساتھ میں ناران کاغان کے دو لوگوں کے چار دن کے ٹرپ کا خرچہ اٹھایا جائے گا۔

ساتویں شو میں پھر کچھ نہیں ملے گا مگر آٹھواں شو جیتنے پر ایپل کا جدید ماڈل کا لیپ ٹاپ ملے گا اور ساتھ میں دو لوگوں کے ہنزاویلوی کے پانچ دن کے ٹرپ کا خرچہ اٹھایا جائے گا۔

اس کے بعد نواں شو ہو گا اس میں جو بھی پارٹیسپانڈ جیتیں گے۔ ان سے پوچھا جائے گا اگر وہ وہیں ختم کرنا چاہیں تو پانچ لاکھ روپیہ ملے گا اور اگر وہ دسویں شو میں حصہ لینا چاہیں گے تو ان کا امریکہ میں ہونے والے فائنل شو میں جانے اور رہنے کا سارا خرچہ ہم لوگ اٹھائیں گے اور وہاں جیتنے پر آگے وہاں کی یونیورسٹیاں سکولرشپ آفر کریں گی۔

ہمارا چینل اور ملک مل کر یہ بندوبست کریں گے کہ ہمارے ذہین ترین طلبہ کو اسکولرشپ ملے تو وہ اس سے مکمل افادیت حاصل کر سکیں۔

امن نے ساری بات بہت توجہ سے سنی اور کال کرنے والے صاحب سے کہا کہ کیا ممکن ہے کہ آپ اپنا رابطہ نمبر دے دیں۔ میں اپنی والدہ اور دادا جان سے اجازت لے کر انفارم کر دوں گا۔ اس شخص نے بتایا کہ جس نمبر سے کال آئی ہے اسی نمبر پر کال بیک کر لینا۔ میرا نام سرور حسین ہے۔

پھر اس شخص نے پوچھا کب تک جواب متوقع ہے۔ آج جمعرات ہے اور پیر سے شو

شروع ہونا ہے۔

پہلے دو شوز ہر بڑے شہر میں ہوں گے؟، جیسے لاہور، فیصل آباد، سیالکوٹ، پشاور، ملتان وغیرہ۔

اس کے بعد جیتنے والے کینڈیڈیٹز کو بقیہ شوز میں حصہ لینے کے لئے کراچی آنا ہو گا کیونکہ ہمارے چینل کا ہیڈ کوارٹر کراچی میں ہے۔

آپ کے آنے جانے کا خرچہ آپ خود کریں گے جبکہ رہنے کا بندوبست ہم لوگ کریں گے۔

امن نے کہا کہ میں آج رات تک کال بیک کر دوں گا۔اس کے بعد اس نے کچن میں کام کرتی ملازمہ سے کہا پلیز ماما کو تو بلا دو۔

وہ اچھا کہہ کر چلی گئی۔شائستہ فائقہ کے کندھے دبا رہی تھی۔

ملازمہ نے دور سے اشارے کی مدد سے اسے بتایا کہ امن بلا رہا ہے۔شائستہ نے بھی مسکرا کر خاموش زبان میں آتی ہوں کہا اور وہ وہاں سے چلی گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شائستہ کو فارغ ہو کر آنے میں آدھہ گھنٹہ لگ گیا ہمیشہ ہی ایسے ہوتا تھا۔

امن اپنی ماں کی مجبوری جانتا تھا وہ نا تو کبھی خفا ہوا تھا اور نا ہی بد گمان بلکہ اسے احساس تھا کہ اس کی ماں ہر درد اس کی کامیاب زندگی کے لئے سہہ رہی ہے۔ شائستہ فارغ ہو کر کمرے میں آئی تو امن ماں کو گود میں اٹھا کر گھومنے لگا۔

شائستہ ہنسنے لگی، بیٹے کو اتنا خوش دیکھ کر اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ شائستہ بولی من مجھے نیچے اتارو۔

مگر امن کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کیا کرے۔ ماں کو بیڈ پر بیٹھاتے ہوئے اس کا ماتھا چوما پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر ہتھیلی چومی۔

شائستہ جان گئی تھی کہ کوئی بڑی بات ہے مگر کیا؟ شائستہ امن کو پاس بیٹھاتے ہوئے دلار سے بولی کہو میرے لاڈلے کیا بات ہے؟ کیوں اتنے خوش ہو؟

امن بولا ماما جانی وہ دادا جان کے ایک دوست آئے تھے نا دو سال پہلے جنھوں نے ٹیسٹ لیا تھا میرا اور نعمان کا۔ انھوں نے ٹی وی چینل والوں کو میرا نام دیا تھا۔ آج کال آئی تھی اور انھوں نے مجھے پارٹیسپیٹ کرنے کی آفر کی ہے۔

اس کے بعد سرور حسین اور اپنے درمیان ہوئی ساری بات تفصیل کے ساتھ بتائی۔

شائستہ بہت زیادہ خوش ہوئی مگر ایک دم خاموش ہو گئی۔

امن ماں کے چہرے کے بدلتے رنگ دیکھ کر سمجھ گیا کہ کسی خدشہ نے جگہ بنالی ہے ماں کے دل میں، اسی لئے وہ ایک دم پریشان ہو گئی ہے۔

ماں کو تسلی دیتے ہوئے بولا ماما جانی آپ پریشان مت ہوں اگر میرے حق میں بہتر ہو گا تو سارے راستے میرا رب خود بنائے گا اور بہتر نہیں ہو گا تو بنا راستہ بھی بند ہو جائے گا۔

شائستہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے بولی میں بہت شرمندہ ہو بیٹا کہ جتنا میں تمہارے لئے کرنا چاہتی ہوں نہیں کر پاتی۔ مجھے ڈر ہے کہ تمہاری دادی کو اعتراض نہ ہو۔

امن مسکراتے ہوئے پلیز آپ پریشان مت ہوں۔ اللہ تعالی یقینا سب اچھا کرے گا۔

اور شائستہ پھیکی سی مسکراہٹ سے مسکرا دی۔ امن نے جمال کو کال کی داداجان مجھے آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔ کیا ممکن ہے کہ جب آپ گھر آئیں تو مجھے کچھ وقت دے دیں؟ جب بھی آپ کو فرصت ملے مجھے بلوا لیجئے گا۔

امن نے جب بھی جمال سے کچھ بات کرنی ہوتی تو وہ کال کرتا اور جمال کو جب فرصت ہوتی تو اسے بلوالیتا۔

شام کو مل سے واپسی ہوئی تو سب ہی ہال میں بیٹھے تھے۔ نعمان فرقان فرائیز کھا رہے تھے اور اپنے اپنے لیپ ٹاپ پر مصروف تھے۔ فائقہ کوئی انڈین ڈرامہ دیکھنے میں مگن تھی۔ رحمان فیس بک پر کمنٹ کرنے اور ویڈیوز دیکھنے میں جب کہ شائستہ سب کے لئے چائے بنوا رہی تھی۔ جمال نے شائستہ کو آواز دی۔ شائستہ آئی تو اسے کہا امن کے لئے بھی چائے بنوانا اور اسے بلاو۔ مجھے اس سے کچھ بات کرنی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پیزا ہٹ پر کال کر کے امن، نعمان اور فرقان سب کی پسند کے پیزا منگوائے۔

فائقہ نے جمال سے پوچھا خیریت ہے کہ اسے بلایا جا رہا ہے یہاں سب میں۔

جمال مسکراتے ہوئے بولا کیا پہلی مرتبہ بلوا رہا ہوں؟

فائقہ نے طنزیہ انداز میں جواب دیا نہیں پہلی بار نہیں بلایا آپ اسی لئے تو پوچھ رہی ہوں۔ جب بھی اسے بلاتے ہو کوئی نہ کوئی بہت خاص بات کرنی ہوتی ہے۔

جمال ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے بولا کافی ذہین ہو گئی ہے میری بیگم۔۔۔ آتا ہے تو سامنے بات ہوگ، تب سن لینا۔

شائستہ جانتی تھی کہ کیا بات ہونی ہے پھر سے اس کے دل نے دعاوں کا ورد شروع کر دیا تھا۔ امن شائستہ کے ساتھ ہی پیچھے پیچھے آ گیا۔ آ کر ہمیشہ کی طرح بہت ادب سے سب کو سلام کیا اور شائستہ کے برابر صوفے پر بیٹھ گیا۔ جمال اور رحمان کے سامنے۔ رحمان نے فون سائیڈ پر رکھ دیا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ کیا بات ہونی ہے مگر اتنا جانتا تھا کہ جمال جب بھی امن کو بلواتا ہے تو کچھ بہت خاص بات ہوتی تھی۔ فائقہ بظاہر ٹی وی دیکھنے میں مشغول تھی مگر وہ دراصل پوری توجہ سے امن کی طرف ہی متوجہ تھی۔ نعمان اور فرقان پوری توجہ سے اپنے اپنے لیپ ٹاپ میں مصروف تھے۔ امن کے سلام کے جواب میں فرقان نے سر اٹھا کر سمائل دی اور واپس سر نیچے کر کے مصروف ہو گیا جبکہ نعمان نے سمائل دینے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی۔

ملازمہ چائے لے کر آئی تو جمال نے اسے اشارہ کیا کہ امن کو بھی چائے دے۔ جمال نے امن سے کہا کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟

امن نے اپنی اور ٹی وی چینل والے بندے سرور حسین کے درمیان ہوئی ساری بات تفصیل سے بتائی۔ جمال مسکرا دیا اور بولا مجھے یہ سب پتا ہے مگر میں دیکھنا چاہتا تھا کہ تم کیا جواب دو گے اور میں جانتا تھا کہ تم میری اجازت کے بنا حامی نہیں بھرو گے۔ دراصل رانا ابرار کی کال آئی تھی اس سے تمہارا نمبر گم ہو گیا تھا تو اس نے مجھے کال کی کہ تمہارا نمبر لے سکے اور مجھے سب بتایا۔ دو دن پہلے کی بات ہے۔ میں ہاں کہہ سکتا تھا اسے مگر میں تمہارا جواب سننا چاہتا تھا۔

امن بولا دادا جان میں آپ کی اجازت کے بنا کیسے کوئی فیصلہ کر سکتا ہوں۔ آپ میرے بڑے ہیں، بزرگ ہیں اور سب سے بڑھ کر میرے محسن ہیں۔

فائقہ جو اب تک خاموش بیٹھی تھی ایک دم چلانے والے انداز میں بولی حیرت ہے مجھے آپ پر۔۔۔ جمال صاحب!! اتنا سہنری موقع ملا نام اور شہرت کمانے کا اور آپ نے اسے اپنے پوتوں پر ترجیح دی۔ اسے جس کی نا کوئی حیثیت ہے اور نا اوقات۔

جمال ڈانٹنے والے انداز میں بولا فائقہ ہر وقت زہر مت اگلا کرو۔ اسے میں نے نہیں اس کی ذہانت نے ترجیح دی ہے۔

●■●■●■●

ہم اکثر نکل جاتے ہیں بیابانوں میں عباس

سنا ہے وفا والے تنہائی میں رہتے ہیں

امن خاموشی سے سب بات سنتا رہا جب جمال نے فائقہ کی بات کا جواب دے کر اسے چپ کروایا تو دوبارہ بات شروع کرتے ہوئے بولا دادا جان میری بات ابھی مکمل نہیں ہوئی۔ مجھے اس میں حصہ لینے کے علاوہ بھی کچھ اور کہنا ہے۔

فائقہ تنک کر بولی ظاہر ہے آنے جانے اور وہاں رہنے کھانے پینے کا خرچہ، وہ بھی ہم ہی اٹھائیں گے۔ تمہارا مرا ہوا نشئی باپ تو دے کر نہیں جائے گا۔

امن نے فائقہ کی بات سنی ان سنی کر دی اور اپنی بات دوبارہ جاری کرتے ہوئے بولا دادا جان میری خواہش ہے کہ اگر میں لاہور میں ہونے والے دونوں شوز میں کامیاب ہو جاتا ہوں اور مجھے کراچی جا کر بقیہ شوز میں حصہ لینے کا موقع ملے گا تو آپ ماما جانی کو میرے ساتھ جانے کی اجازت دے دیں گے۔

کچھ سیکنڈ رک کر پھر دوبارہ بولا داداجان میرے پاس اتنے پیسے ہیں کہ میں اپنا اور ماما کا آنے جانے کا خرچہ اٹھا سکوں۔

رحمان جو اب تک خاموش بیٹھا تھا وہ بھی اپنے باپ سے ناراض سا ہو گیا اور بولا ابو رانا ابرار صاحب آپ کے بہت اچھے دوست ہیں۔ آپ چاہتے تو نعمان اور فرقان کی بھی سفارش کر سکتے تھے۔ آپ کی آدھی زبان سے نکلی بات انھوں نے مان لینی تھی۔ آپ نے کوشش ہی نہیں کی کہ نعمان فرقان بھی حصہ لے سکیں۔

پھر امن سے مخاطب ہوتے ہوئے طنزیہ انداز میں بولا بر خوردار شائستہ تمہارے علاوہ دو اور لوگوں کی ماں بھی ہے۔ کسی کی بیوی اور بہو بھی ہے تو وہ تمہاری خواہش پر منہ اٹھا کر تمہارے ساتھ نہیں جائے گی۔

جمال رحمان سے مخاطب ہوتے ہوئے بولا رحمان تم سے اس بد گمانی کی امید نہیں تھی مگر تم کب اپنے دماغ سے سوچتے ہو جو فائقہ نے کہہ دیا اس بات کے پیچھے ہی چل پڑے۔

فائقہ جمال کو مخاطب کرتے ہوئے بولی جمال امن اسی شرط پر جائے گا کہ آپ نعمان اور فرقان کا نام بھی دیں گے اس مقابلے میں شرکت کے لئے اور صرف نام نہیں دیں گے

بلکہ اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ ان دونوں کو بھی لازمی بلایا جائے۔

نعمان اور فرقان جو ابھی تک لیپ ٹاپ پر مصروف تھے۔ دونوں ہی نے باری باری لیپ ٹاپ بند کر دیئے اور ارد گرد ہونے والی گفتگو کو سننے اور سمجھنے کی کوشش کرنے لگے۔

ہال میں بلکل خاموشی ہو گئی۔ جمال رحمان سے مخاطب ہوتے ہوئے بولا رحمان مجھے افسوس ہے کہ تم پورے اپنی ماں پر گئے ہو۔ بہت آسانی سے تم نے کہہ دیا کہ شائستہ نہیں جا سکتی کہ وہ اور دو بچوں کی ماں ہے۔ کسی کی بیوی اور کسی کی بہو ہے۔

اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھو کہ کیا آج تک تم اسے سگی بیوی کا درجہ دے سکے ہو۔

اب تم سوچو گے کہ بیوی تو بیوی ہوتی ہے سگی سوتیلی کب ہوتی ہے تو سنو دھیان سے بیوی بھی سگی اور سوتیلی ہوتی ہے۔

سگی بیوی وہ ہوتی ہے جو مان سے شوہر پر اپنا حق جتائے، جو شوہر کی خفگی کے ڈر سے دل کی بات دل میں نہ دبائے بلکہ شوہر اس کی خفگی سے ڈرے اور کوشش کرے کہ ہر حال میں اسے خوش رکھ سکے جیسے راحیلہ تھی تمہاری سگی بیوی۔

تین ساڑھے تین سال رہی تھی وہ بیوی مگر پورے حق سے اس نے راج کیا تھا نہ صرف

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تمہارے دل اور تمہارے گھر پر بلکہ تمہارے مال اور تمہاری سوچ پر بھی۔ کیا شائستہ ان دس بارہ سالوں میں وہ مقام حاصل کر پائی؟ کیا شائستہ نے آج تک حق سے فرمائش کی؟ کیا تمہیں کبھی بھی احساس ہوا کہ شائستہ کی خواہشات کیا ہیں؟ اس کی پسند ناپسند کیا ہے؟ کیا کبھی تم نے یہ جاننے کی کوشش کی کہ اس کے دل کا حال کیا ہے؟

نہیں کیونکہ تم نے اسے آج بھی سگی بیوی کا درجہ نہیں دیا۔ کمرا اور بستر شئیر کرنے سے نہ تو روحیں قریب آتی ہیں اور نہ دل۔

کچھ سیکنڈ رک کر دوبارہ جمال ہی بولا رحمان شائستہ امن کے علاوہ اور دو بچوں کی ماں ہے، بلکل ٹھیک مگر کیا ان دو بچوں نے شائستہ کو سگی ماں کا درجہ دیا۔ شائستہ نے انھیں پالنے اور محبت دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی مگر فائقہ کی زبان نے ان دونوں کے دل میں شائستہ کو سگی ماں کا مقام لینے ہی نہیں دیا۔

اگر وہ شائستہ کو دل سے محبت کرتے تو وہ امن سے بھی محبت کرتے۔ انھیں احساس ہوتا کہ جو ممتا اور وقت وہ شائستہ کا لے رہے ہیں اس پر صرف اور صرف امن کا حق ہے بلکہ ہم سب شائستہ کا جو وقت، محبت اور توجہ لے رہے ہیں اس پر صرف امن کا حق ہے۔ تم حوصلہ تو

دیکھو ان ماں بیٹوں کا کہ کبھی شکوہ ہی نہیں کیا کسی سے۔

پھر ملازمہ کو آواز دیتے ہوئے جمال بولا مجھے پانی پلاو۔

کچھ سیکنڈز کا پانی پینے اور دوبارہ بات شروع کی۔۔۔

فائقہ نے نا صرف امن بلکہ شائستہ کو ہی آج تک بہو کی صورت میں قبول نہیں کیا۔ راحیلہ کے ساتھ شاپنگ جاتی تھی۔ دوستوں کے گھر اسے ساتھ لے کر جاتی تھی۔ سارا دن دونوں ساس بہو کی باتیں اور مستی ختم نہیں ہوتی تھی۔ میں نے ان بارہ سالوں میں کسی ایک دن بھی فائقہ کو شائستہ کے ساتھ محبت بھرے لہجے میں بات کرتے نہیں سنا۔

(رحمان صاحب ہم سب سوتیلے رشتے ہیں شائستہ کے اور ہم سب مقروض ہیں اس کے وقت اور محبت کے۔

شائستہ کا سگا رشتہ صرف اور صرف امن سے ہے۔ بارہ سالوں میں شاید اکٹھے دو گھنٹے بھی شائستہ نے امن کو نہیں دیئے۔ اس کی ماں ہے وہ اجازت نہ بھی لے تو حق سے لے جا سکتا ہے بلکل اسی طرح جیسے تم اپنی ماں کو ہمیشہ حق سے لے جاتے ہو جہاں بھی لے جانا چاہو۔

میں پاس بیٹھا ہوتا ہوں مگر نہ تو تم مجھ سے اجازت مانگتے ہو اور نہ اپنے بیٹوں کو بتانا ضروری

سمجھتے ہو کہ اپنی ماں کے ساتھ کہاں جا رہے ہو نہ میں سوال کرتا ہوں تمہاری ماں سے یا تم سے کیونکہ عورت جب ماں بن جاتی ہے تو شوہر اور اس سے جڑے دوسروں رشتوں کا حق کم ہو جاتا ہے۔

ممتا کا حق بڑھ جاتا ہے بلکل اسی طرح امن جب چاہے جہاں چاہے اپنی ماں کو لے جا سکتا ہے۔

یہ اس بچے کی تربیت اور اس کی رگوں میں اچھی ماں کا دودھ دوڑ رہا ہے کہ اس نے مجھے سوتیلے دادا کو اتنی عزت دی ورنہ میرے اپنے سگے پوتے اپنی زندگی میں کچھ بھی کرنے سے پہلے پوچھنا تو دور بتانا بھی پسند نہیں کرتے۔

امن اور شائستہ دونوں ہی کی آنکھیں نم تھیں۔امن تو اکیلے جیتے جیتے آنسو پینا سیکھ چکا تھا پھر بھی آنکھوں میں کرسٹل کی طرح چمکتے آنسو اسے منع کر رہے تھے کہ آنکھیں جھپکنا مت ورنہ ہم تمہیں کمزور کر دیں گے اور امن بھرپور کوشش میں تھا کہ انھیں اندر ہی کہیں گم کر دے جبکہ شائستہ کے آنسو اس کی آنکھوں سے نکل کر گال سے ہوتے ہوئے اس کے دامن کو بھگو رہے تھے۔

اس کے بعد فائقہ کو مخاطب کرتے ہوئے جمال بولا ٹھیک ہے فائقہ بیگم۔۔۔میں یہ بات یقینی بناوں گا کہ امن کے ساتھ ساتھ نعمان اور فرقان بھی لازم اس آئی-کیو-چیلنج میں حصہ لے سکیں۔اب یہاں کچھ اور باتیں بھی طے کر لی جائیں۔

پہلے دو مراحل تو لاہور میں ہی ہیں۔اس کے بعد جو جیتا وہ ہی کراچی جائے گا اگر امن جیتتا ہے تو اس کے ساتھ شائستہ جائے گی کیونکہ یہ امن کی خواہش ہے پھر نعمان سے مخاطب ہوتے ہوئے بولا نعمان بیٹا آپ کسے ساتھ لے جانا چاہو گے؟؟؟

کچھ دیر سوچنے کے بعد نعمان نے جواب دیا دادا ابو اپنے بیسٹ فرینڈ مقصود کو فارغ وقت میں ہم دونوں وہاں خوب گھومیں پھریں گے۔میرے تین آن لائن دوست بھی ہیں کراچی کے،ان کے ساتھ مزا کریں گے۔

پھر جمال نے فرقان سے یہی سوال پوچھا تو فرقان بولا دادا ابو میں بابا کے ساتھ جاوں گا۔

جمال نے رحمان سے کہا اب کیوں نہیں کرتے اعتراض نعمان یا فرقان کے جواب پر کہو نعمان تو تمہیں لے کر ہی نہیں جانا چاہتا اور فرقان اگر لے جاتا ہے تو تم کیسے جا سکتے ہو۔فرقان کے علاوہ تم ایک اور بچے کے باپ، کسی کے شوہر اور کسی کے بیٹے ہو۔

فائقہ اور رحمان کی طرف دیکھتے ہوئے جمال بولا اب تو نہیں ہو گا اعتراض دونوں میں سے کسی کو خیر میں اس خاندان کا سربراہ ہونے کی حیثیت سے آخری فیصلہ کرنے کا حق رکھتا ہوں اور میرا یہ فیصلہ ہے کہ تینوں بچے اس مقابلے میں شرکت کریں گے اگر تینوں ہی نے کراچی جانا ہوا تو شائستہ امن کے ساتھ رہے گی۔ نعمان مقصود کو لے کر جائے گا اور رحمان فرقان کے ساتھ رہے گا۔

اتنی سب دیر میں ملازم نے بتایا کہ پیزا امین پیزا کی ڈیلیوری لے کر آیا ہے۔ امن شکریہ ادا کر کے جانے لگا تو جمال نے اسے اس کی پسند کا پیزا کا پیک پکڑایا اور کہا۔ یہ لیتے جاو، یہ احسان نہیں بلکہ تمہارے داداجان کی خوشی ہے۔

پہلے شو پر جانے کے لئے جمال نے سب کے لئے پاسز منگوائے۔ امن شائستہ کے لئے درمیانی سی قیمت سے مگر بہت خوبصورت سمپل اور اسٹائلش دس بارہ سوٹ لایا۔ وہ چاہتا تھا کہ اس کی ماں ہر شو میں اس کے ساتھ جائے اور ہر بار نیا سوٹ پہنے۔

شائستہ نے اس سے پوچھا کہ اتنے پیسے کہاں سے آئے تو مسکراتے ہوئے بولا امی ٹیوشن کے پیسوں کو جمع کر کے رکھتا تھا کہ کچھ خاص لوں گا اور اس سے زیادہ خاص کچھ بھی نہیں تھا

میرے لئے۔ کاش میں اچھے، قیمتی اور برانڈڈ کپڑے لا کر دے سکتا۔

شائستہ ایک ایک سوٹ کو محبت بھری نظروں سے دیکھے جا رہی تھی۔ شائستہ نے امن کا ماتھا چوما اور بولی میری جان یہ برانڈڈ کیا ہوتے ہیں۔ میرے بیٹے نے جو لا کر دیا دنیا میں سب سے زیادہ پیارا اور قیمتی وہی ہے۔ میرے بیٹے کی محنت اور حق حلال کی کمائی کے سوٹ۔

امن دو چھوٹے سائز کے ٹرالی بیگ بھی لایا ایک اپنے لئے اور دوسرا شائستہ کے لئے۔

امن سارا دن اور ساری رات مختلف کتابوں کے مطالعے میں مصروف رہنے لگا وہ یہ مقابلہ آخر تک جیتنا چاہتا تھا۔

اگلے دن شائستہ نے نعمان کو فیس بک پر کسی لڑکی سے بات کرتے دیکھا تو بولی میری جان کچھ دیر اس مقابلے کی تیاری کر لو۔۔۔ آج ہفتہ تو ہے۔

نعمان نے سر اٹھا کر دیکھنے کی بھی زحمت نہیں کی اور بولا ماما مجھے جیت کر کرنا کیا ہے۔

ایپل کا جدید فون میرے پاس ہے، ایپل کا جدید لیپ ٹاپ میرے پاس ہے۔ مہینہ کا میرا ذاتی خرچہ دو ڈھائی لاکھ ہے جو بابا مجھے جیب خرچ کی صورت میں دیتے ہیں وہاں سے پورا ہو جاتا ہے۔ اے لیول کر کے مجھے امریکہ جانا ہے۔ مجھے اسکولرشپ کی کوئی ضرورت نہیں۔

جتنے بھی نمبر آئے بابا میری فیورٹ یونیورسٹی میں داخلہ کروادیں گے۔

میں تو اس مقابلے میں حصہ ہی نہیں لینا چاہتا پتا نہیں کیوں خام خواہ مجھے درمیان میں گھسیٹا جا رہا ہے۔ماما آپ کریں نا بابا سے بات انھیں سمجھائیں کہ مجھے کسی مقابلے میں نہیں جانا۔

شائستہ بہت اچھے سے جانتی تھی کہ اگر اس نے ایسی کوئی بات بھی کی تو فائقہ اور رحمان دونوں نے ہنگامہ کھڑا کر دینا ہے اسی لئے بہت سوچنے کے بعد نعمان کے سر پر پیار دیتے ہوئے بولی بیٹا وہ آپ کے بابا ہیں، آپ کی بات مجھ سے کہیں بہتر طریقے سے سمجھیں گے نہیں تو اپنی دادو سے کہو وہ تو بہت زیادہ پیار کرتی ہیں آپ سے۔

●■●■●■●

کبھی صبح تو کبھی شام لے گیا مجھ سے

تمہارا درد کئی کام لے گیا مجھ سے

حسب معمول شام کو سب ہال میں بیٹھے اپنی اپنی دنیا میں مصروف تھے جب نعمان نے رحمان سے کہا کہ بابا مجھے اس شو میں پارٹ نہیں لینا۔ میرے اسکول کا ٹرپ دس دن کے لئے کلام جا رہا ہے۔ مجھے اس ٹرپ کے ساتھ جانا ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رحمان نے فون سائیڈ پر رکھا اور تقریباً ڈانٹنے والے انداز میں بولا جب میں نے کہا ہے کہ حصہ لینا ہے تو لازم لینا ہے۔

نعمان فائقہ کے پاس جا کر اس کی گود میں سر رکھ کر صوفے پر لیٹ گیا اور معصومانہ شکل بناتے ہوئے بولا دادو آپ سمجھائیں نا بابا کو۔ میں کیوں بورا کیٹوٹی میں حصہ لوں۔

میرے سارے دوست کالام جا رہے ہیں۔ مجھے بھی ان کے ساتھ جانا ہے۔ فرقان کو بھیج دیں نا۔ دادو دیکھیں مجھے کونسا پیسوں کی کمی ہے۔ ایسے شوز میں حالات سے تنگ لوگ جاتے ہیں۔

پھر رونی سی شکل بنا کر فائقہ کو دیکھنے لگا۔ فائقہ اس کے بالوں میں محبت سے انگلیاں پھیر رہی تھی۔ رحمان کو غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کھا جانے والے انداز میں بولی جب بچے کا دل نہیں ہے تو زبردستی کیوں کر رہے ہو۔ تمہیں شوق ہے تو تم خود چلے جاو۔

فرقان نے دیکھا کہ نعمان کی بات مان لی گئی ہے تو وہ بھی اچھلتا ہوا فائقہ کے پاس آیا اور روٹھے ہوئے انداز میں بولا بلکل ٹھیک دادو۔ نعمان آپ کا لاڈلہ ہے یہ بات ثابت کر دی آج آپ نے۔

فائقہ حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے بولی کیوں میرے شہزادے تم تو جان ہو دادی کے۔

ایسا کیوں بول رہے؟؟

فرقان روہنسی سا ہو کر بولا آپ میرے لئے کبھی کیوں نہیں بولتیں۔

مجھے بھی تو نہیں جانا کسی شو میں۔

فائقہ اسے بازو سے پکڑ کر اپنے پاس بیٹھاتے ہوئے بولی

کوئی مائی کا لال ایسا پیدا نہیں ہوا جو میرے پوتوں پر اپنی مرضی چلا سکے۔ تم دونوں نہیں جانا چاہتے تو مت جاو میرے بچو مگر اس طرح اپنی دادی سے ناراض مت ہو۔ دونوں نے دادو زندہ باد کے نعرے لگائے اور اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے۔

رحمان فائقہ سے تقریبا ناراض ہوتے ہوئے بولا امی آپ کے بے جا لاڈ پیار نے انھیں بگاڑ دیا ہے۔ آپ نے کیوں ان کو فورس نہیں کیا۔ بہت من مرضی کرنے لگ گئے ہیں۔

فائقہ اسے ڈانٹتے ہوئے انداز میں بولی بچوں کی چھوٹی چھوٹی خواہشیں ہوتی ہیں۔ ان کے پورا ہونے پر وہ کیسے کھلکھلا جاتے ہیں۔ تم چلے جاونا اس شو میں اگر اتنا ہی تمہیں شوق ہے تو۔

جمال اس سارے بات میں ایک لفظ نہیں بولا وہ پہلے ہی جانتا تھا کہ اس کے دونوں ہوتے اتنے لائق ہی نہیں کہ اس شو کے پہلے مرحلے کو پاس کر لیں مگر فائقہ اور رحمان کی ضد کے آگے ہار مان گیا تھا۔

فائقہ پھر جمال کو مخاطب کرتے ہوئے بولی کیوں جمال صاحب ٹھیک کہہ رہی ہوں نا میں؟

جمال مسکراتے ہوئے بولا تم ماں بیٹا کب کچھ غلط کہتے ہو۔

پیر کو شو تھا رحمان اور فائقہ نے منع کر دیا وہ نہیں جائیں گے شو دیکھنے بھی۔ نعمان دوستوں کے ساتھ کالام چلا گیا۔ جمال اور فرقان نے جانا تھا شو دیکھنے شائستہ کے علاوہ۔ امن کے شو پر جانے کی خبر خالدہ اور راشدہ کو بھی مل چکی تھی۔ دونوں نے اپنے اپنے پورے سسرال میں دھوم مچا دی تھی کہ ان کے امن کا شو سب لائیو دیکھیں اور اپنے اپنے گھروں میں یہ کہہ دیا کہ شو کے دورانیہ میں وہ ٹی وی کے آگے سے نہیں ہٹیں گی چاہے دنیا میں قیامت آجائے۔

خالدہ، راشدہ، ان سے جڑے سب لوگ، اکرم، عائشہ ان کے بچے، امن کے اساتذہ، دوست یار سب اس کے لئے دعا گو بھی تھے اور آکسائیڈ بھی۔

امن خود سے زیادہ شائستہ کے لئے خوش تھا کہ ہر کوئی شائستہ کو مبارک باد دے رہا تھا۔ شائستہ کے چہرے پر ایک الگ سا ہی نکھار اور غرور سا آ گیا تھا۔

امن نے آسیہ سے کہا کہ شائستہ کو تیار کر دے شو میں ساتھ جانے کے لئے۔ آسیہ نے شائستہ کے کپڑوں کے حساب سے بلکل سوفٹ سا میک اپ کر کے بہت پیارا تیار کر دیا۔

دو ڈھائی ہزار کے سستے سے سوٹ میں بھی شائستہ ایک مہارانی لگ رہی تھی۔ یہ سوٹ اس کے بیٹے کی کمائی کا تھا۔ جب وہ تیار ہو کر ہال میں آئی تو فائقہ بولی مانا کہ تم اپنے بیٹے کے ساتھ جا رہی ہو مگر بیوی تو رحمان احمد کی ہو اور بہو جمال احمد کی جنھیں دنیا جانتی ہے یہ دو ڈھائی ہزار کا سوٹ پہن کر جاو گی تو کیا عزت رہ جائے گی ہماری۔

شائستہ کوئی بد مزگی نہیں چاہتی تھی وہ کپڑے بدلنے واپس مڑی تو جمال جو ہال میں تیار بیٹھا شائستہ اور امن کا انتظار کر رہا تھا بول اٹھا کہاں جا رہی ہو بیٹا آپ؟؟۔۔۔ کپڑے بدلنے ؟؟؟

شائستہ نے روہنسی ہوتے ہوئے جی ابو۔

جمال شائستہ منع کرتے ہوئے کہا کبھی اپنے اور امن کے بارے میں سوچا کرو۔

تم فائقہ کی بات پر کپڑے بدلنے چل دی۔ جس نے بارہ سالوں میں ایک بار بھی خود تمہیں کوئی کپڑا خرید کر لا کر نہیں دیا اور نہ ہی اپنے لاڈلے سے کہا کہ تمہیں شاپنگ کروائے۔ اتنی عزت کی فکر تھی فائقہ بیگم آپ کو تو بہو کو ساتھ لے جاتیں اور بہترین دس بارہ جوڑے خرید کر دیتی بلکہ امن کو بھی لے کر دیتی۔ اس بچے کے پاس تین جینز اور چار پانچ شرٹس ہیں بس۔ آج تمہیں عزت یاد آ گئی۔

پھر دوبارہ شائستہ کی طرف دیکھ کر اسے اس کے شادی سے پہلے والے نام سے مخاطب کرتے ہوئے بولا مس شائستہ امین تم آج صرف اور صرف امن کی ماں ہو اور تمہیں اپنے بیٹے کے فائنل شو جیتنے تک صرف اور صرف ایک ماں رہنا ہے۔

تم پر بھی بہت قرض چڑھ چکا ہے امن کی طرف سے اب وقت آ گیا ہے کہ اس قرض کو اتارو۔ تم وہی کرو جو وہ چاہتا ہے۔ وہ ذہنی طور پر خوش ہو گا تو ہی بہتر طریقے سے مقابلے میں حصہ لے سکے گا۔

فرقان جو جمال کے پاس بیٹھا تھا۔ شائستہ کے پاس آیا اور اس کے ہاتھ پکڑ کر مسکراتے ہوئے بولا ماما یو لک گورجیس۔ آپ واقعی آج کوئی پرنسس لگ رہی ہیں۔ امن بھائی کی

پسند بہت اچھی ہے۔

شائستہ کا دل جو چند منٹ پہلے فائقہ کی باتوں سے بجھ سا گیا تھا دوبارہ کھل اٹھا۔ جمال فائقہ اور رحمان کو اللہ حافظ کہہ کر باہر کی طرف چل دیا۔ شائستہ نے رحمان کی طرف اجازت لیتی نظروں سے دیکھا تو رحمان بولا **اچھی لگ رہی ہو**

شائستہ نے مسکراتے ہوئے **شکریہ** کہا تو فرقان شائستہ کا بازو تقریبا کھینچتا ہوا اسے باہر لے آیا کہ جلدی کریں امن بھائی لیٹ ہو جائیں گے۔

شائستہ اس کے ساتھ باہر پورچ میں آ گئی۔ پہلی بار فرقان اور امن اکٹھے کہیں گاڑی میں جمال کے ساتھ جا رہے تھے۔

امن پیچھے شائستہ کے ساتھ بیٹھنے لگا تو جمال بولا امن تم اس گھر کے بڑے بیٹے ہو کم از کم میرے ساتھ جب جاو تو تم آگے بیٹھا کرو۔

امن نے فرقان کی طرف دیکھا تو فرقان مسکرا دیا اور بولا دادا ابو ٹھیک تو کہہ رہے ہیں۔

فرقان شائستہ اور امن دونوں کے ساتھ اس وقت تک اچھا رہتا تھا اور جب تک فائقہ،

رحمان یا نعمان درمیان میں نہ ہوں بہت محبت سے پیش آتا مگر جیسے ہی فائقہ یا رحمان کچھ بولتے تو انھیں دیکھ کر فرقان بھی انھیں دیکھ کر ویسے ہی ہو جاتا۔

جب وہ لوگ ٹی وی چینل پہنچے تو امن کو الگ لے جایا گیا اور باقی سب کو الگ جہاں اوڈینس کے بیٹھنے کی جگہ تھی وہاں لے جایا گیا البتہ پہلے جمال، فرقان اور شائستہ سے دو دو منٹ کا انٹریو ہوا کہ شو شروع ہونے سے پہلے ہر کینڈیڈٹ کے انٹریو کے ساتھ اس کے گھر والوں کا بھی ہال کی بڑی سکرین پر انٹریو چلایا جائے گا۔ شو لائیو آن چلنا تھا شام چھ بجے سے رات آٹھ بجے تک۔ آٹھ بجے ختم ہو جانا تھا۔ شائستہ تو کچھ بھی نا کہہ سکی مگر اس کی آنکھوں میں چمکتے آنسو دل کی کیفیت بیان کر رہے تھے۔

شو شروع ہو گیا اور امن سے جڑے ہر انسان نے ٹی وی آن کر لیا۔ کوئی بھی نہیں چاہتا تھا کہ کچھ بھی حصہ مس ہو یہاں تک کہ فائقہ اور رحمان نے بھی وہ چینل لگایا جس پر امن کا شو آنا تھا۔ فائقہ انڈین ڈرامہ دیکھ رہی تھی مگر دھیان گھڑی کی طرف تھا پونے چھ بجے رحمان نے فائقہ سے کہا امی ریموٹ تو دیں۔

فائقہ نے بنا کوئی سوال کئے ریموٹ رحمان کو دے دیا اور رحمان نے شو والا چینل لگا کر آواز

کھول دی۔ دونوں ماں بیٹوں نے ایک دوسرے سے کچھ نہیں کہا مگر دونوں ہی بے چینی سے ٹی وی دیکھنے لگے۔

تاویلہ نے جمال کو کال کی اور بولی نانا ابو آپ کے فون میں میری اور امن کی تصاویر ہیں نا، عاتکہ اور عاقیلہ بھی کہہ رہیں کہ امن کے ساتھ جتنی تصاویر ہیں ابھی جلدی سے ہمیں سینڈ کر دیں۔

جمال ہنس پڑا اور بولا دوستوں کو بھیجنی ہیں کہ یہ تمہارا بھائی ہے۔

تاویلہ جس کی آواز سے خوشی چھلک رہی تھی بولی واہ بھئی کافی سمجھدار ہیں آخر نانا ابو کس کے ہیں۔

اور اس کی اس بات پر دونوں ہی ہنس دیئے۔ جمال نے اسے کہا کہ فون بند کرو ابھی بھیجتا ہوں۔

شو شروع ہوا تو پچاس لوگ تھے۔ پہلے شو میں ہر راؤنڈ میں ہر پوچھے جانے والے سوال کا جواب دینا لازم تھا۔ سوال دنیا کے کسی بھی ٹاپک پر ہو سکتے تھے۔ سب سے پہلے گیم کے رولز اور ریگولیشنز بتائے گئے اور پھر سب کو دو لائن میں مختصر انٹروڈیکشن کرنے کا کہا تھا ویسے

سب کے نام اور ان کے اسکول کے نام خوبصورتی کے ساتھ چمکتی نیم پلیٹ پر لکھ کر سب کے آگے رکھے گئے تھے۔ سب ہی کینڈیڈٹس بڑے بڑے مشہور اسکولوں یا کالجز سے تھے سوائے امن اور ایک اور لڑکی ہمناک۔

امن نے جب اپنا نام امن شائستہ بتایا تو یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھوں کی چمک بتا رہی تھی کہ شائستہ اس کے لئے باعث فخر ہے۔

انٹروڈیکشن کے بعد گیم شروع ہوئی اور پہلے دن کے آخری راونڈ کے اختتام پر پچاس میں سے چالیس لوگ چننے جانے تھے اگلے دن کے شو کے لئے۔

امن سے پہلا سوال پوچھا گیا کہ انگلش ناول سٹرنجر ان اے سٹرنج لینڈ کس رائیٹر کا ناول ہے اور کس سن میں لکھا گیا۔۔۔

امن نے بہت کونفیڈنس سے کہا یکم جون 1961 میں ربرٹ ہنلین

دوسرا سوال پوچھا گیا۔۔۔ میچیل کرسٹون کے پانچ مشہور ناولز کے نام

امن نے اسی خود اعتمادی سے جواب دیا۔۔۔ اوڈ آن، سٹرنج ون، ایذی گو، زیرہ کول، ڈرگ اف چوائس

فائقہ جو شو میں ڈوبی بیٹھی تھی بے اختیار بول اٹھی۔یہ سب نام اسے کیسے پتا ہیں؟اتنا ذہین تو نہیں یقینا تمہارے ابو نے کسی کو رشوت دے کر سوال نکوائے ہوں گے۔

رحمان جو شو میں ممکمل ڈوپا ہو تھا بولا نہیں امی میں ابو کو بہت اچھے سے جانتا ہوں وہ کبھی ایسا کام نہیں کر سکتے۔امن واقعی بہت ذہین ہے اور کتابی کیڑا تو ہے سارا دن کتابوں میں ڈوبا رہتا ہے۔

ادھر پہلا راونڈ امن نے پاس کیا اور راشدہ نے خالدہ کو فون کر کے پوچھا کہ وہ شو دیکھ رہی ہے ناں اور فٹافٹ کال بند کر دی کہ اگلہ راونڈ شروع ہونے والا ہے۔

دوسرے راونڈ میں امن سے سوال ہوا ہالی ووڈ ہیرو جونی ڈپ کی مشہور پانچ فلموں کے نام بتائیں؟

امن مسکراتے ہوئے بولا میری پسندیدہ مووی چارلی اینڈ چاکلیٹ،دوسری فیورٹ مووی کرائے بے بی، آنائٹ میئر ان الم روڈ،ڈرگ شیڈو، بلیک ماس

پھر سوال ہوا کہ چڑھدا سورج، مولا جٹ اور ظل شاہ میں کونسا مشہور پاکستانی ایکٹر تھا۔

امن ہمارے لیجنڈ مصطفی قریشی

تیسرے راؤنڈ میں سوال ہوا آواز کی رفتار تفیضل سے دو سیکنڈ کے اندر اندر اپنے سامنے بورڈ پر لکھ کر بیان کریں۔۔ جو بھی آپ لکھیں گے وہ سامنے اسکرین پر چلے گا اور سب دیکھ سکیں گے۔

امن نے الیکٹرونک پن سے پیڈ پر لکھنا شروع کیا۔

آواز ایک ارتعاش ہے جو ایک لوچ دار یا لچکدار وسیلے سے موجوں کی شکل میں گزرتی ہے۔ آواز کی رفتار بتاتی ہے کہ موج ایک خاص وقت میں کتنا فاصلہ طے کرتی ہے۔ خشک فضاء میں 20 درجہ سنٹی گریڈ پر آواز کی رفتار 343 میل فی سیکنڈ (1235 کلومیٹر فی گھنٹہ یا 770 میل فی گنٹہ یا 1129 فٹ فی سکنڈ) ہے۔ آواز ہوا کی بہ نسبت مائعات اور غیر سراخ دار ٹھوس اجسام میں تیزی سے سفر کرتی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ امن نے آواز سے جڑا فارمولا بھی لکھ دیا۔

●■●■●■●

اس کی آنکھوں کو کبھی غور سے دیکھا ہے فراز

رونے والوں کی طرح، جاگنے والوں جیسی

پھر روشنی کی رفتار کے بارے میں سوال ہوا کہ دو سیکنڈ میں تفیضل لکھیں الیکٹرک نوٹ پیڈ پر۔ ریڈ لائیٹ آن ہو گئی اور جواب صحیح بھی ہوا تو آوٹ۔

امن جلدی جلدی لکھنا شروع ہوا۔ خلا میں روشنی کی رفتار 299,792,458 میٹر فی سیکنڈ ہے۔ اسے عام طور پر c سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ سورج کی روشنی کو زمین تک پہنچنے میں آٹھ منٹ انیس سیکنڈ لگتے ہیں (اوسط فاصلے کی بنیاد پر) اور پھر ساری تفیضل دو سیکنڈ کے اندر اندر اس نے لکھ ڈالی فارمولوں سمیت۔

گھر بیٹھے فائقہ اور رحمان بھی دل تھام کر بیٹھے تھے۔ دونوں عجیب کشمکش کی حالت میں تھے جیسے دونوں ہی چاہتے ہوں کہ امن جیتے مگر ساتھ ساتھ اس کی ہار بھی چاہتے ہوں۔ یہ بہت عجیب کیفیت ہوتی ہے جب کسی کی جیت کے لئے دل دعا تو کرنا چاہتا ہو مگر دماغ اس کے خلاف بول رہا ہو اور ایسے معملات میں اکثر دماغ جیت جاتا ہے۔

رابعہ اور اس کا شوہر انیس بٹ بھی ٹی وی کے آگے گم سم بیٹھے تھے اب تک ہر راونڈ سے ایک کینڈیڈٹ نکلتا جا رہا تھا اور یہی گیم کے رلز میں شامل تھا۔ ہر سوال پر امن سے جڑے

لوگوں کی دھڑکنیں تھم جاتیں اور امن کے جواب دینے پر چل پڑتیں۔

چوتھا راؤنڈ شروع ہو چکا تھا اور اب امن سے سوال کی باری تھی۔

ہوسٹ نے امن سے سوال کیا کہ ترکی کے 1923 سے لے کر اب تک کے تمام صدر کے نام اور دورانیہ بتاؤ۔

امن نے کہنا شروع کیا مصطفی کیمل اتت 1923 سے 1938 تک، اصمت انونو 1938 سے لے کر 1950 تک، سیلل بایار 1950 سے 1960 تک۔ امن بتائے جا رہا تھا اور اس سے جڑے لوگ حیرت سے منہ کھولے اسے سن رہے تھے کہ امن کتنا کچھ جانتا ہے۔

راشدہ کی ساس مطلب جمال کی بہن نے راشدہ سے کہا یہ بچہ ہے یا کمپیوٹر۔

راشدہ ناراض ہوتے ہوئے بولی شش پھوپھو چپ کریں سننے دیں۔

فائقہ جلتی بھنتی رحمان سے بولی۔۔۔(مت مانو میری بات مگر کچھ تو کام تمہارے ابو نے دکھایا ہے۔۔۔ورنہ اس کے پاس اتنا دماغ ہو ہی نہیں سکتا۔۔۔)

رحمان جو شو دیکھنے میں گم تھا بولا۔۔۔(امی چپ تو کر جائیں کچھ دیر۔)

امن نے 2020 تک کے سارے صدر کے ترتیب سے نام اور ان کا دورانیہ جلدی جلدی بتا

دیا۔

شائستہ تو امن کے جواب کم کم ہی سن رہی تھی وہ جسمانی طور پر تو وہاں ہال میں تھی مگر اس کا دل،دماغ سب اللہ تعالی سے محو گفتگو تھے۔وہ بس سورتیں،آیاتیں،سب پڑھ پڑھ کر امن کے کامیاب ہونے کی دعائیں کرنے میں مصروف تھی۔

امن جو اگلے روائینڈ میں اپنی باری کا منتظر تھا اس نے فرینڈ لائن میں بیٹھی شائستہ کی طرف دیکھا اور شائستہ اسے دیکھ کر مسکرا دی۔

امن بچپن میں اسکول جاتے ہوئے شائستہ کو فلائنگ کس کرتا تھا جسے شائستہ پکڑ لیتی تھا۔

آج شائستہ نے ویسی فلائنگ کس امن کی طرف روانہ کی اور امن مسکرا دیا۔اس منظر کو کیمرا مین کے کیمرے نے ریکارڈ کر کے سکرین پر چلا دیا۔

اگلے روائینڈ میں امن کی باری آئی تو اس سے سوال ہوا کہ دوسری جنگ عظیم میں کون کون سے ملک شامل تھے اور لوکیشن کیا تھی جنگ کی۔

امن ایک سیکنڈ رکا جمال،فرقان اور شائستہ کے دل بھی جیسے رک گئے پھر امن روانی میں بولتا چلا گیا۔لوکیشن۔۔۔یورپ پیسیفیک،اٹلانٹک،انڈین اوشن،ساوتھ ایسٹ ایشیاء،چائنہ،

میڈل ایسٹ، میڈیٹرنین، نارتھ افریقہ، ہارن اف افریقہ، آسٹریلیا، نارتھ اور ساوتھ امریکہ۔ ملکوں کے نام بتاتے ہوئے بولا جرمنی، اٹلی، جاپان، فرانس، انگلینڈ، یونائیٹڈ اسٹیٹس، سویوتھ یونین، چائنہ۔ تفیضل بتانے کے بعد نہ صرف امن نے بلکہ شائستہ نے بھی ایک لمبی گہری سانس لی۔

پانچ روائینڈز کے بعد دس منٹ کی بریک ہوئی۔ ہال سے کوئی کہیں نہیں جاسکتا تھا اور نہ ہی کینڈیڈیٹز کہیں جاسکتے تھے۔ بس انھیں پانی پینے اور سانس لینے کی بریک تھی۔ اس دس منٹ پر سب کے رشتے داروں کے آئی- کیو شو کے درمیان ریکشن اور ایکسپراشن سکرین پر دکھائے گئے۔ جب شائستہ کے چہرے پر کیمرا مارا گیا تو گھر بیٹھی فائقہ کو لگا وہ ہار گئی۔

اسے آج احساس ہوا کہ ہارنے کے لئے کسی کا جیتنا ضروری نہیں ہوتا۔ کبھی کبھی سامنے والا جیتتا بھی نہیں پھر ہم ہار جاتے ہیں ایسا ہی کچھ فائقہ محسوس کرنے لگی تھی۔

رحمان نے خود کلامی کی۔ یہ لڑکا تو آفت ہے، اتنا ذہین۔

فائقہ پہلے ہی جلی بھنی بیٹھی تھی رحمان کی خود کلامی کے جواب میں بولی یہ غریب لوگ تعویذ ٹونے بہت کرتے اور کرواتے ہیں مجھے یقین ہے کہ تمہاری بیوی نے کچھ نہ کچھ تو عمل

ضرور کروایا ہے۔

رحمان ایک دم سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور فائقہ سے پوچھنے لگا کیا مطلب ہے آپ کی اس بات کا ؟؟۔۔

فائقہ اسے سمجھاتے ہوئے بولی تم تو بلکل سادہ سے ہو۔ کیا کیا کرتی ہے تمہاری بیوی تمہیں خبر ہی نہیں؟ تم خود سوچو ذرا کوئی کبھی اتنا سادہ اور خاموش ہو سکتا ہے کیا؟؟

مسینے لوگ ہوتے ہیں ایسے جو اوپر سے تو معصومیت اور سادگی کا لبادہ اوڑھے بیٹھے رہتے ہیں مگر اندر ہی اندر دوسروں کی جڑیں کاٹتے رہتے ہیں۔

فائقہ کچھ سیکنڈ خاموش ہوئی اور رحمان کے چہرے کو پڑھنے کی کوشش کرتے ہوئے دوبارہ بات شروع کی دیکھو نا امن ایک سرکاری اسکول میں پڑھتا ہے۔ جہاں کے اساتذہ کو بھی اتنا سب نہیں پتا ہو گا تو امن کو کیسے پتا ہے؟

دو باتیں ہیں اس میں پہلی یہ کہ یہ اپنے بیٹے پر ایسے عملات کرواتی ہو گی کہ وہ ہمارے بچوں سے زیادہ بہتر بن سکے اور دوسری یہ کہ اس میں سارا عمل دخل تمہارے باپ کا ہے۔

ایسا ممکن ہی نہیں کہ اتنے اتنے مشکل سوالات کا جواب ایک سرکاری اسکول کے نویں

جماعت کا بچہ دے سکے۔ تمہارے باپ نے سوالات رشوت دے کر نکلوا کر دیئے ہیں۔

رحمان جو امن کی ذہانت سے حیرت میں گھر چکا تھا بولا امی شائستہ تو کہیں بھی نہیں آتی جاتی، وہ گھر بیٹھے کیسے یہ سب کر سکتی ہے۔

فائقہ جو مسلسل رحمان کو شائستہ سے بد گمان کرنے کی کوشش میں لگی ہوئی تھی طنزیہ انداز میں بولی میرے معصوم شہزادے اس جیسی عورتیں گھر بیٹھے بھی اپنے رنگ دکھا دیتی ہیں۔

اس کا ایک بھائی ہے نا اکرم جو جان چھڑکتا ہے اس پر اور اس کی بیوی شائستہ کی سہیلی ہے، وہی بھائی بھابی مدد کرتے ہوں گے۔

اس سے پہلے کہ فائقہ کچھ اور بد گمانی اس کے دل میں ڈالتی شو دوبارہ سے شروع ہو گیا اور سب کینڈیڈیٹز اپنی اپنی جگہ پر کھڑے سوالوں کے لئے منتظر نظر آنے لگے۔۔۔ کیمرا مین نے سب کینڈیڈیٹز کے چہروں پر باری باری فوکس کر کے کیمرا مارا اور پھر ہوسٹ کی طرف کیمرا لے گیا جو دوبارہ شو شروع کرنے سے پہلے سب کو رلز اور ریگولیشنز کی یاد دہانی کرا رہا تھا۔

سلسلہ پھر سے شروع ہو گیا اور سب ہی پر جوش مگر تھوڑے گھبرائے ہوئے نظر آ رہے تھے ہر کوئی یہی چاہتا تھا کہ آخر تک وہ جائے اور سب ہی ذہین ترین طلب علم تھے یہ سب نویں سے لے کر بارہویں تک کے بچے تھ۔ کوئی بھی ذہانت میں دوسرے سے کم نہیں تھا۔ سب کی طرح امن بھی پر اعتماد، پر جوش مگر تھوڑا گھبرایا ہوا تھا۔ فرقان بہت خوش تھا کہ اس کا بھائی جیت رہا ہے ابھی تک اس پل میں وہ یہ بھول چکا تھا کہ امن سوتیلا بھائی ہے۔ اس نے اپنی جگہ بیٹھے ہی امن کو اشارے سے کہا **ویل ڈن برو**

اب چھٹا راؤنڈ شروع ہو چکا تھا۔ باری باری سب سے سوال ہو رہے تھے۔ امن اپنی باری کا منتظر تھا ہوسٹ نے امن کو مخاطب کیا تو امن اب آپ کی باری ہے۔۔۔ سوال کچھ یوں ہے کہ

انگلش شاعر ولیم ورڈزورتھ کی پانچ مشہور نغموں کے نام بتانے ہیں آپ نے؟؟؟

امن نے ایک سیکنڈ کے لئے آنکھیں زور سے بھینچ کر بند کیں اور پھر مسکراتے ہوئے کھول کر جواب دینا شروع ہوا ڈیفوڈل، مائی ہرٹ لیپس اپ، آنائٹ تھوٹ، لکی وی، ریٹن ان مارچ۔

Clubb of Quality Content

راشدہ کا بیٹا حمزہ جو ابھی کافی چھوٹا تھا بہت دلچسپی سے شو دیکھ رہا تھا۔ شو دیکھتے ہوئے اپنے والد خرم سے بولا بابا مجھے بھی امن بھائی جیسا بننا ہے آپ مجھے ان جیسا بنا دیں۔

خرم کو اس کی معصومیت بہت بھائی۔ پاس بیٹھی اس کی دادی مطلب خرم کی والدہ اور جمال کی بہن بولی میرے چند اویسا بننا مشکل نہیں مگر اس کے لئے بہت زیادہ پڑھنا پڑتا ہے۔

آپ کے امن بھائی بہت زیادہ پڑھتے ہیں۔ آپ بھی زیادہ پڑھو ویسے بن جاو گے۔

حمزہ اپنی دادی کے پاس بیٹھ گیا اور بولا سچ میں دادی میں زیادہ پڑھوں گا تو امن بھائی جیسا بن جاوں گا۔

حمزہ کی دادی نے مسکراتے ہوئے **ہاں** میں گردن ہلائی اور اسے سر پر پیار دیا۔

پاس بیٹھی انعمتہ *راشدہ کی بڑی بیٹی* بولی ابھی سب چپ کر جائیں ہمیں شو دیکھنے دیں جس نے بولنا ہے وہ ٹی وی روم سے باہر نکل جائے۔

اس کی اس بات پر حمزہ بلکل چپ ہو گیا کیونکہ وہ امن کا شو چھوڑ کر جانے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

اگلا راؤنڈ شروع ہو چکا تھا اور امن سے ہوسٹ بولا میں تین مختلف شعراء کے نام لوں گا باری باری۔ آپ نے ان کا ایک ایک شعر سنانا ہے مگر ریڈ لائیٹ آن ہونے سے پہلے۔ اگر آپ کا شعر ریڈ لائیٹ آن ہونے تک ختم نہ ہوا تو آپ اوٹ ہو جاو گے۔

پہلے شاعر۔۔۔شاعر مشرق جناب علامہ اقبال صاحب

امن* سوداگری نہیں یہ عبادت خدا کی ہے

اے بے خبر جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے*

دوسرے شاعر۔۔۔محترم محسن نقوی

امن*ریزہ ریزہ ہے میرا عکس تو حیرت یہ ہے محسن

میرا آئینہ سلامت ہے تو پھر ٹوٹا کیا ہے؟؟؟*

تیسرے شاعر۔۔۔جناب عباس تابش

امن کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور اپنے آنسو کو چھلکنے سے روکنے کی کوشش کرتے ہوئے شائستہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

*ایک مدت سے میری ماں نہیں سوئی تابش

میں نے اک بار کہا تھا مجھے ڈر لگتا ہے*

اس شعر کا سننا تھا کہ شائستہ کی آنکھوں سے آنسو نکل کر گالوں پر موتیوں کی طرح چمکنے لگے۔شائستہ کو وہ پل،وہ لمحہ یاد آیا جب امن ساڑھے تین سال کا ہوا تھا اور اسکول جانے لگا تھا تو فائقہ نے ہنگامہ مچا دیا تھا کہ اسے نعمان اور فرقان کے کمرے سے نکال کر اس کے کمرے میں سلایا جائے،جو گھر کے نچلے حصے میں کچن کے ساتھ ملحق تھا۔

شائستہ بھی رحمان کے کمرے میں شفٹ ہو چکی تھی۔نعمان اور فرقان اکٹھے سوتے تھے۔

شائستہ نے بہت منت سماجت کی کہ امن جب تک پانچ سال کا نہیں ہو جاتا اسے اکیلا نہ سلایا جائے۔

جمال نے بھی بہت کوشش کی فائقہ کو سمجھانے کی مگر وہ نہیں مانی۔شائستہ نے ڈرتے ڈرتے رحمان سے ذکر کیا کہ امن ابھی چھوٹا ہے اکیلا ڈر جائے گا تو رحمان نے صاف صاف کہہ دیا کہ ایک بار تم اپنے بیٹے کے لئے کمرا چھوڑ کر گئی تو مستقبل میں مجھ سے توقع مت رکھنا کہ میں امن کو کبھی فیور کروں گا کیونکہ جب تم اسے مجھ پر فوقیت دو گی تو میں اسے کیسے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اچھا جانوں گا۔

شائستہ اپنے بیٹے کی خوشیوں کے لئے اس سے دور ہو گئی پہلی رات امن نے شائستہ کی گود میں سر رکھا اور بولا ماما جانی مجھے چھوڑ کر مت جائیں، مجھے رات کو ڈر لگے گا اور میں آپ کو آواز دوں گا تو آپ کیسے مجھ پر قل پڑھیں گی۔ ماما مجھے آپ کے بنا نیند نہیں آتی۔

●■●■●■●

زخم دے کر وہ۔۔۔۔۔۔۔ مجھ سے پوچھتا ہے

تیرے لہجے میں تلخیاں کیوں ہیں

شائستہ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور بولی میرے لال جب بھی ڈر لگے گا اور آپ مجھے آواز دو گے تو مجھے اپنے پاس ہی پاؤ گے۔ مجھے بھی تمہارے بنا سونے کی عادت نہیں مگر اب میرا بیٹا بڑا ہو گیا اسکول جانا شروع ہو گیا ہے اسے بہت کچھ ایسا کرنا ہو گا جو پہلے کبھی نہیں کیا۔

امن رونے لگا اور بولا ماما میں سب کچھ کروں گا مگر ایسا کچھ نہیں کروں گا کبھی بھی جس سے

میری ماما مجھ سے دور ہو جائیں۔

شائستہ نے اس کے ننھے ننھے دونوں ہاتھ تھامے اور انھیں پاگلوں کی طرح چومنے لگی پھر بولی بے فکر ہو کر سو جاو۔ میں پوری رات جاگ کر اپنے لاڈلے پر قل پڑھتی رہوں گی۔ دیکھنا کتنی اچھی نیند آئے گی اور اگر ڈر لگا تو مجھے آواز دینا میں اسی وقت پہنچ جاوں تمہارے پاس۔

پہلی رات تھی جب امن اکیلا سویا تھا۔ شائستہ امن پر بہت ساری سورتیں اور چاروں قل پڑھ کر دم کر کے سلا کر چلی گئی۔ امن تو سکون سے سو گیا مگر شائستہ اس رات کے بعد کبھی پر سکون نہیں سوئی۔ رات کو کئی بار اٹھ کر وہ امن، نعمان اور فرقان کو چیک کرتی۔

اس شعر نے دونوں ماں بیٹوں کو ماضی کی تلخ یاد کی طرف دھکیل دیا مگر یہ دھچکا چند سیکنڈ کا ہی تھا۔

اگلا روائینڈ شروع ہو چکا تھا اور امن منتظر تھا کہ کب اس کی باری آئے اور جانے کیا پوچھا جائے۔

امن سے مخاطب ہوتے ہوئے ہوسٹ نے کہا وہ تین شخصیات کی نشاندہی کریں گے۔ کچھ ایسے کہ اسے ان سے اندازہ لگا کر ان شخصیت کے نام بتانے ہیں۔

Clubb of Quality Content

پہلی شخصیت۔۔۔سول رائٹس کے لئے ساوتھ افریقہ میں جدوجہد کی،وکالت کی تعلیم حاصل کر رکھی تھی، آزادی کی جدوجہد میں خون خرابے کے سخت خلاف تھے،پاک و ہند کی آزادی میں برٹش حکومت کے خلاف بہت منظم طریقے سے لڑائی لڑی تھی اور 1948 میں انھیں مار دیا گیا تھا؟

امن مسکراتے ہوئے بولا ون اینڈ اونلی گریٹ مہاتما گاندھی جی

دوسری شخصیت ہمارے پیارے رسول پاک کے دوست،اور اصحاب الصافہ کے ممبر بھی تھے،بہت سی احادیث کے راوی (بیان کرنے والے) جن کا اصلی نام عبدالرحمن بن صخر الدوسی تھا، جنھیں ایک خاص جانور کے حوالے سے بھی جانا جاتا ہے، آپ نے ان کا وہ نام بتانا ہے جس سے وہ بہت مشہور تھے۔

امن چند ملی سیکنڈ کے لئے جیسے بلکل گھبرا سا گیا۔ آنکھیں اور مٹھیاں دونوں ہی بھینچ لیں کچھ ڈبل مائنڈ ڈ ہوا مگر پھر مکمل خود اعتمادی کے ساتھ بولا یہ صرف اور صرف بہت ہی خاص اور محترم حضرت ابوہریرہ رحمتہ اللہ علیہ ہی ہو سکتے ہیں۔

سارے ہال کو امن کی خاموشی کے ساتھ خاموشی سی لگ گئی تھی پھر ایک دم سے سارا ہال

تالیوں سے گونج اٹھا۔ گھر میں بیٹھی تاویلہ،عاتکہ،عاقیلہ اور فضیلہ بھی تالیاں بجانے لگیں۔ اس پل میں تو رحمان کی بھی جیسے دھڑکن رک سی گئی تھی۔ایک لمحے کو اسے خیال آیا کہ اسے ہارنا نہیں چاہیے مگر دوسرے پل اس نے خود ہی کے اس خیال کو جھٹک دیا۔

جب سوال سننے کے بعد امن کے چہرے پر ایک رنگ آیا اور ایک گیا تھا تو کیمرا مین نے اسے کیپچر کر لیا تھا۔ ہوسٹ امن سے مخاطب ہوا تو تیار ہیں تیسری شخصیت پہچاننے کے لئے؟

امن مسکرا دیا جیسے ہاں کہہ رہا ہو۔ ہوسٹ بولا تو تیسری شخصیت ہے ایک خاتون ہیں، کانپور انڈیا میں پیدا ہوئیں، یونیورسٹی اف کراچی سے تعلیم حاصل کی، سکرین رائیٹر،ناول نگار اور ڈرامہ رائیٹر،اپنے کام کی وجہ سے انھیں پرائیڈ اف پرفارمنس مل چکا ہے،ان کے مشہور ڈرامے میرے درد کو جو زبان ملے،ان کہی، تنہائیاں، کرن کہانی،دھند لکے رستے اور بھی بہت سے ہیں؟

امن نے سوال ختم ہونے پر سوال دہرایا،وہ کانپور انڈیا میں پیدا ہوئیں، کراچی سے تعلیم حاصل کی۔

ہوسٹ بولا بلکل یہی کہا ہے میں نے؟

امن نے آنکھیں گھماتے ہوئے جیسے اپنا دماغ ٹٹولہ اور پھر یک دم بولا حسینہ معین آپا۔

سارا ہال جیسے خوش ہو گیا اب تک سات کینڈیڈیٹز نکل چکے تھے اور حاضرین اور ناظرین تالیاں بجا کر ہر جیتنے والے کی حوصلہ افزائی کر رہے تھے۔

آٹھواں روائینڈ شروع ہوا اور کینڈیڈس کی دھڑکنیں بھی ہر راونڈ کے ساتھ تیز ہو رہیں تھیں اور ان کے ساتھ آئے ان کے اپنوں کی دعاوں میں اضافہ ہو رہا تھا۔

اب کی بار ہوسٹ بہت عجیب سوال کر رہا تھا۔۔۔ مختلف قسم کی چاکلیٹ کے اجزاء بتا کر ان کا نام پوچھ رہا تھا۔ جب امن کی باری آئی تو اس نے پوچھا کہ امریکن کمپنی مارس کی پروڈکٹ ہے، نوگٹ کی ٹاپ گوٹنک ہے، کیرمل اور مونگ پھلی کی فلینگ کے ساتھ ساتھ دودھ اور خالص چاکلیٹ سے بنی ہوئی، نام بتانا ہے اس چاکلیٹ کا؟

فرقان نے جمال سے پوچھا دادا ابو کیا کبھی آپ نے امن بھائی کو سنیکر چاکلیٹ لا کر دی ہے جمال نے یاد کرنے کی کوشش کی اور بولا مجھے یاد نہیں بھئی مگر تمہیں بیٹھے بیٹھے سنیکر کیسے یاد آ گئی؟

فرقان ناراض ہوتے ہوئے اگر بھائی نے ایک بار بھی کھائی ہو گی تو انھیں یاد ہو گا کہ یہ سنیکر چاکلیٹ ہے۔

شائستہ فرقوں سے جی جان امن نے کھائی ہوئی ہے۔ خالدہ اور راشدہ جب بھی آئیں آپ دونوں کے لئے چاکلیٹس لاتی ہیں ناں تو وہ امن کے لئے بھی لاتیں ہیں تو کھائی ہوئی ہے امن نے۔

فرقان خوش ہو کر زور زور سے تالیاں بجانے لگا کیونکہ جتنی دیر میں فرقان یہ سب پوچھ گچھ کی امن صحیح جواب دے چکا تھا۔

نواں راونڈ شروع ہوا اور ہال میں بلکل خاموشی ہو گئی۔

اس میں کیمیکل ایکویزن لکھی ہوئی چلائیں سکرین پر اور دس ایکویزن کو ایک ایک سیکنڈ میں پہچان کر بتانا تھا کہ کونسا کیمیکل بنتا ہے۔

امن نے دس کی دس صحیح بتائیں۔ اب اس کے بعد آخری راونڈ تھا۔ جس کے ختم ہونے پر پچاس میں سے چالیس لوگ رہ جانے تھے۔ جنھوں نے دوسری شو میں حصہ لینا تھا اب تک نو لوگ نکل چکے تھے اب باقی سب ہی سوچ رہے تھے کہ یہ آخری کون ہو گا؟

ہوسٹ نے سوال شروع کئے اب کی بار اس نے اسپیلنگ پوچھنے شروع کر دیئے وہ مشکل مشکل دس ٹرمینلوجی بولتا جس کے اسپیلنگ ایک ایک سیکنڈ میں بتانے ہوتے۔ جتنی روانی سے وہ لفظ بول رہا تھا اتنی ہی روانی سے امن جواب دے رہا تھا۔

شو ختم ہوا اور آخر میں دس لوگ نکل گئے۔ وہ دس بھی بہت ذہین ترین تھے مگر چند ملی سیکنڈ کی دیر ہرا دینے کے لئے کافی تھی۔ جانے والے رو رہے تھے اور رہ جانے والے خوش ہو رہے تھے۔ بہت سے وہیں سجدہ میں چلے گئے۔ کیمرامین سب کچھ ریکارڈ کرنے میں مصروف تھا۔

سب کینڈیڈیٹز اپنے اپنے پیاروں کی طرف جا رہے تھے اور کیمرامینز ایک ایک کینڈیڈٹ اور ان سے جڑے لوگوں کے ریکشن کو کمیرے میں بند کر کے لائیو سکرین پر دکھانے کی کوشش میں تھے۔

کیمرے کی آنکھ نے یہ بھی اپنے اندر قید کر کے ٹی وی پر چلا دیا کہ فرقان بہت بے تابی سے چلاتا ہوا *ویل ڈن برو آئی لو یو بھائی* کہتا ہوا امن کے پاس دوڑ کر گیا اور اسے گود میں اٹھا لیا۔

امن کو اس پل جیتنے کی خوشی سے کہیں زیادہ فرقان کے رویے کی خوشی تھی اسے لگا کہ جیت کی خوشی فرقان کی محبت کی خوشی کے سامنے بہت پھیکی ہے۔

فرقان کے موبائل کی گھنٹی بجی اور نعمان کا نام سکرین پر چمکا۔ فرقان نے ہیلو کہا تو نعمان نے امن کو فون دینے کا کہا۔ نعمان کی آواز میں اتنی چہک تھی کہ اتنی دور سے بھی امن کی کامیابی کی خوشی اس میں چھلک رہی تھی۔

فرقان فون امن کی طرف بڑھاتے ہوئے نعمان نے آپ سے بات کرنی ہے۔

امن نے فون پکڑا اور اس صرف ہیلو ہی کہا تھا کہ نعمان خوشی میں جانے کیا کیا کہتا رہا۔

امن صرف اتنا ہی سن اور سمجھ پایا کہ آج اس کے دونوں بھائیوں کو اسے اپنا بھائی کہتے فخر محسوس ہو رہا تھا۔

امن کے لئے یہ بات ہی سب کچھ تھی کہ اس کے بھائی اس سے اتنی محبت جتا رہے تھے۔ امن خوشی سے رو دیا اور فرقان نے بہت زور سے امن کو ہیگ کر لیا۔

امن شائستہ اور جمال کے پاس آیا تو جمال نے اسے سینے سے لگاتے ہوئے ** شاباش ینگ مین **

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شائستہ کچھ بول ہی نہیں سکی بس بیٹے کو دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہی تھی۔

ہال سے باہر نکلنے سے پہلے اگلے شو میں آنے کے لئے جیتنے والے کینڈیڈیٹز کو نئے پاس لینے تھے۔ جن میں اگلے روائینڈ کی تاریخ، کینڈیڈ کا نام، اسکول کالج کا نام سب کچھ منشن تھا۔

ہوسٹ کی طرف سے امن کو بھی بلایا گیا کہ وہ بھی اپنا پاس لے جائے اتنے دیر میں جمال کے نمبر پر پروفیسر رانا ابرار کی کال آئی۔ جمال نے کال اٹھائی اور ہیلو ہی کہا تھا کہ رانا ابرار مبارک باد دیتے ہوئے یار ماشاء اللہ بہت ذہین بچہ ہے امن۔ تم دیکھنا ایک دن بہت آگے جائے گا۔

جمال رانا ابرار کا شکریہ ادا کرنے لگا کہ اس کی وجہ سے آج امن اس جگہ ہے جہاں ہر کوئی اس کی قابلیت کے گن گا رہا ہے۔

اس بات کے جواب میں رانا ابرار نہیں وجہ میں نہیں ہوں، وجہ امن خود ہے۔ مجھے تو بس خدا نے ذریعہ بنایا ہے پھر کچھ ادھر ادھر کی باتیں ہوئیں اور کال بند۔ مگر ایک کال بند تو ایک کال آئے۔ کبھی راشدہ کی، کبھی انعمتہ کی، کبھی زمان اور کبھی خرم، کبھی دور نزدیک کے رشتوں داروں کی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہر بندہ مبارک باد دے رہا تھا اور جمال کو یہ بھول ہی گیا کہ امن اس کی بہو کا بیٹا ہے یہ اس کا سوتیلا دادا۔

جمال تو ہمیشہ ہی امن سے بہت محبت کرتا تھا مگر آج وہ سچ والا دادا بن بیٹھا اور سب کی مبارک باد وصول کرنے لگا۔

گھر پہنچے تو امن نے نہایت آہستہ سے شائستہ سے کہا ماما پلیز آج آپ میرے کمرے میں سو جائیں مجھے بہت ساری باتیں کرنی ہیں۔

اس سے پہلے کہ شائستہ کچھ بھی کہتی پیچھے آتے جمال نے سن لیا اور شائستہ سے کہا آج امن کا دن ہے اور اس کی خواہش کم از کم آج تو پوری کر دو۔ بچہ ہے وہ اپنی فیلنگز شئیر کرنا چاہتا ہو گا۔

شائستہ ابو رحمان بر امان لیں گے۔

جمال اس کے سر پر پیار دیتے ہوئے بولا بیٹا رحمان کو میں دیکھ لوں گا۔

●■●■●■●

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہوا نے گرد میں تحلیل کر دیا ورنہ۔۔۔۔

غرورِ نغمہ تھے، نکلے تھے جب رباب سے ہم

امن پچھلے لان سے اپنے کمرے میں چلا گیا اور شائستہ باقی سب کے ساتھ مین ڈور سے اندر آ گئی۔ہال میں بیٹھے رحمان اور فائقہ جیسے ان ہی کے منتظر تھے۔رحمان نے بے اختیار پوچھا امن کہاں ہے؟؟ جیسے وہ بھول گیا ہو کہ امن کا گھر کے اس حصے میں آنا منع ہے۔

جمال مسکراتے ہوئے وہ تو اپنے کمرے میں چلا گیا۔

رحمان کو جیسے دکھ ہوا مجھ سے ملے بنا۔

جمال شائستہ سے شائستہ بیٹا ایک کپ زبردست سی چائے پلوا دو۔

اس کے بعد رحمان سے مخاطب ہوتے ہوئے پہلے کب ملتے ہو تم اس سے کہ آج اسے پتا ہوتا کہ تم نے اس سے ملنا ہے۔

خیر۔۔ آج امن کی زندگی کا بہت بڑا دن ہے اور وہ شائستہ کے ساتھ ان لمحات کو شئیر کرنا چاہتا ہے تو رحمان بیٹا امن چاہتا ہے کہ شائستہ اس کے کمرے میں سوئے۔دونوں ماں بیٹا

باتیں بھی کریں گے اور ممکن ہے کچھ دکھ سکھ بھی کرنا ہو۔ میں اجازت دے چکا ہوں۔ تمہیں صرف مطلع کر رہا ہوں۔

رحمان ایک بار پھر بد گمان ہو گیا اور سوچنے لگا کہ امن کیوں شائستہ پر کوئی بھی حق رکھتا ہے۔

شائستہ کھانے چائے سب کے بعد کمرے میں گئی کہ رحمان کو بتا سکے کہ امن چاہتا ہے کہ آج میری گود میں سر رکھ کر سوئے اور۔۔۔

آج میں بھی یہی چاہتی ہوں۔ آج امن کے پاس اپنی امی کی چارپائی پر سونا چاہتی ہوں۔ آج میرا بھی دل کر رہا ہے کہ اپنی امی کی گود میں سر رکھ کر سوؤں۔

اس بات کے بعد وہ سب جو امن کے خلاف کہنا چاہتا تھا نہیں کہہ پایا اور شائستہ شب بخیر کہہ کر کمرے سے باہر آ گئی ویسے آج بارہ تیرہ سالوں بعد بھی شائستہ رحمان کے کمرے میں صرف سونے جاتی تھی یا رحمان کے بلانے پر۔

آج بھی راحیلہ کی چیزیں اپنی جگہ موجود تھیں۔ تصاویر دیواروں پر، زیورات اور میک اپ ڈریسنگ ٹیبل کی دراز میں، کپڑے، جوتے اور پرس الماری اور راحیلہ خود رحمان کے دل

میں۔

امن نے کھانا بھی نہیں کھایا تھا۔ آج وہ شائستہ کے ساتھ کھانا کھانا چاہتا تھا جیسے ہی شائستہ کمرے میں داخل ہوئی امن نے بہت زور سے اسے ہیگ کیا۔ آنسو امن کی آنکھوں سے گالوں اور گالوں سے پھر شائستہ کے کندھوں پر گرنے لگے۔

رحمان کے دل میں فائقہ کی باتوں سے اتنی بد گمانی بڑھ گئی تھی کہ آج وہ شائستہ کے پیچھے چوری نیچے آیا کہ وہ سنے امن اور شائستہ کیا بات کرتے ہیں۔

اسے یہ وہم ہونے لگا کہ واقعی شائستہ نے کچھ عملات کروائے ہیں جو امن جیتا ہے اور اب وہ آگے شو میں جیتنے کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کریں گے۔

کمرے کا دروازہ بند نہیں تھا بلکہ بس ساتھ لگا ہوا تھا تو رحمان اس میں سے دونوں کو بآسانی دیکھ اور سن سکتا تھا۔

امن کو چپ کرواتے کرواتے شائستہ خود بھی رونے لگی پھر امن نے ٹیبل پر رکھا پیزا اٹھاتے ہوئے ماما میں نے منگوایا ہے کہ ہم دونوں کھائیں گے آپ کو پیزا بہت پسند ہے

ناں۔

شائستہ پہلے وہ کپڑے بدل لے تاکہ اس کے امن کا دیا سوٹ خراب نہ ہو اور یہ کہہ کر امن کے کمرے میں بنی الماری میں سے اپنے کپڑے نکال کر واش روم میں چلی گئی، منہ ہاتھ دھو کر فریش ہو کر آئی اور دونوں ماں بیٹے مل کر پیزا کھانے لگے۔

امن نے اپنے کمرے میں ضرورت کی ہر چیز رکھی ہوئی تھی مگر اتنے سلیقے سے کہ کمرا بھرا ہوا اور برا نہیں لگتا تھا۔

ایک چھوٹا فریج، فریج کے اوپر ہی اس نے مائیکرو ویو اون رکھا ہوا تھا۔ فولڈنگ استری اسٹینڈ اور استری جب کپڑے استری کرنے ہوتے اسے نکالتا استری کرتا اور واپس بند کر کے الماری میں رکھ دیتا۔

شائستہ نے پچھلے سات سالوں میں کبھی بھی اپنے کپڑے استری نہیں کئے تھے۔ امن رات کو اپنے کپڑے استری کرتا تو شائستہ کے دو سوٹ استری کر کے الماری میں ہینگ کر دیتا۔ پہلے شائستہ اسے منع کرتی کہ وہ شائستہ کے تو کیا اپنے کپڑے بھی استری نہ کیا کرے مگر وہ نہیں مانتا تھا۔ امن کو اپنی ماں کے سارے کام کر کے خوشی ہوتی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رحمان چوری کھڑا دیکھ اور سن رہا تھا امن ماما آپ کو پتا ہے مجھے جیتنے سے زیادہ خوشی کس بات کی ہوئی ہے

شائستہ نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا کس بات کی؟؟

امن بہت جوشیلے انداز میں فرقان کا وہاں بار بار برو کہنا۔اف ماما میرا حوصلہ کتنا بڑھ گیا تھا۔مجھے اس کا اتنی محبت سے ساری دنیا کے سامنے برو کہنے نے بہت حوصلہ دیا۔ماما نعمان نے بھی فرقان کے موبائل پر کال کی تھی بہت دیر بات کی مجھ سے۔

شائستہ مسکراتے ہوئے واہ بھئی۔ چھوٹے بھائی ہیں دونوں۔بس تھوڑے موڈی ہیں مگر دل میں تو بہت محبت رکھتے ہیں ویسے رحمان بھی بہت مبارک باد دے رہے تھے بہت خوش تھے بلکہ تمہارا پوچھا بھی کہ تم ان سے ملنے نہیں آئے۔ابو نے کہا کہ تم تھک گئے ہو تو آرام کرنے چلے گئے ہو۔

پھر امن نے بہت سی اور باتیں کیں۔اپنے ٹیچرز کی،دوستوں کی،رابعہ اور آسیہ کی۔

شائستہ نے پوچھا امن تم نے رابعہ کے ہونے والے بچے کے لئے کچھ لیا ہے؟؟

امن سوچتے ہوئے نہیں۔۔نہیں ماما مجھے خیال نہیں آیا۔

شائستہ امن کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے میری جان بہنوں کا بھائی بننا آسان ہوتا ہے مگر ذمہ داری نبھانا مشکل۔ تمہاری بہت ساری بہنیں ہیں۔ سب کی طرف ذمہ داری بنتی ہے۔

ہر کسی کی خوشی میں خوش ہونا اور درد میں ساتھ کھڑا ہونا۔ ایک ڈیڑھ ماہ میں تم ماموں بن جاو گے۔ آسیہ، انیس اور اس کے بچے کے لئے بلکہ بیٹا اس کے ساس سسر کے لئے کچھ لازم لے لینا۔ یہ ساسیں بہت طعنے دیتی ہیں جب بھائی بہن کے لئے تو کچھ لائیں مگر سسرال والوں کے لئے نہیں۔

امن اٹھ کر بیٹھ گیا ماما میرے پاس تو بس لاکھ روپیہ بچا ہے۔۔۔ ٹیوشن کے پیسوں میں سے۔

شائستہ اسے سمجھاتے ہوئے بیٹا طریقے سے خرچو گے تو اس میں سے سب کے لئے کچھ نہ کچھ آ جائے۔

امن کچھ سوچتے ہوئے ماما آپ ساتھ چلنا، مجھے تو بلکل بھی اندازہ نہیں کہ کیا لوں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شائستہ امن کو سمجھاتے ہوئے امن آپ بہت اچھی طرح جانتے ہو کہ دادو کو میرا کہیں بھی جانا پسند نہیں اور آسیہ کے لئے شاپنگ کا پتا چلا تو بہت ناراض ہوں گی۔

امن پریشان سا ہو گیا ماما پھر مجھے کیا پتا کہ کس کے لئے کیا لوں۔

شائستہ حل سوچتے ہوئے مسکرائی بیٹا جی آپ پریشان کیوں ہوتے ہو۔ میں یہ مسئلہ حل کر دوں گی۔ آسیہ سے کہوں گی ساتھ جائے اور کس کے لئے کیا لینا ہے یہ بھی اسے بتا دوں گی۔

امن شائستہ کے ہاتھ چومنے لگا میری ماما تو سپر مین ہیں۔ سب مسئلوں کے حل ہوتے ہیں ان کے پاس۔

شائستہ نے اسے یاد کروایا کہ حمزہ کی سالگرہ آ رہی ہے۔ امن پہلے تم کماتے نہیں تھے۔ بیٹا پہلے اور بات تھی اب تم کماتے ہو اور جب کوئی کماتا ہے سب کی اس سے بہت سی امیدیں ہوتی ہیں اب تم اپنی تنخواہ کو ضائع مت کرنا۔

شائستہ بیڈ سے اٹھی اور اپنی والدہ خالہ رشیدہ کی چارپائی پر بیٹھ گئی۔

امن بھی اس چارپائی پر آ کر بیٹھ گیا ماما آپ کبھی بھی مجھ سے ناراض نہیں ہوئیں کہ میں

ٹیوشن کیوں پڑھاتا ہوں یا سوال نہیں کیا کہ کتنا کماتا ہوں اور کہاں خرچ کرتا ہوں؟؟

شائستہ اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے میری جان پہلی بات تو یہ کہ مجھے خوشی ہے کہ تم نے صحیح وقت پر صحیح فیصلہ کیا۔

میرا بیٹا ایک خوددار انسان ہے۔اسے اپنی ضرورتوں کے لئے دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانا پسند نہیں تو میں کیوں اس کی خوداری کے راستے میں آوں گی۔

دوسری بات یہ کہ میں بہت اچھے سے جانتی ہوں اپنے امن کو وہ ایک روپیہ بھی ضائع نہیں کرتا ہو گا تو کہاں خرچ کرتے ہو کا سوال کرنے کی کوئی وجہ نہیں بنتی۔

پھر کچھ سیکنڈز کی اب رہی بات سوال نمبر دو کی میں نے کبھی پوچھا نہیں کہ کتنا کما لیتے ہو تو وہ ضرور پوچھنا چاہتی تھی مگر مجھے اتنی فرصت ہی نہیں ملی کہ دو پل اپنے بیٹے کے ساتھ سکون سے بیٹھ سکوں اور پوچھوں۔

رحمان دونوں ماں بیٹوں کی گفتگو کا ایک ایک لفظ بآسانی سن سکتا تھا۔اسے حیرت تھی کہ وہ تو کسی کی بھی برائی نہیں کرتے۔

فائقہ اور رحمان کی بھی نہیں جو ان کے ساتھ بہت برا سلوک رکھتے ہیں اسے خود پر شرمندگی ہو رہی تھی کہ وہ ہر وقت بے ضرر لوگوں سے بد گمان رہتا ہے۔

امن ماما ڈیڑھ لاکھ روپیہ مل جاتا ہے تقریبا۔ میں امیروں کے بگڑے بچوں کو پڑھا رہا ہوں تو وہ منہ مانگی فیس دینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اگلے مہینے کے پیسوں سے میں نے سوچا ہے ہینڈ اموٹر سائیکل نکلوالوں۔ آپ کیا کہتی ہیں؟؟؟

شائستہ امن کو دعائیں دینے لگی۔ اچھا چلو اب سو جاو ورنہ فجر کے وقت آنکھ نہیں کھلے گی۔

●■●■●■●

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اب اندھیرے ہیں کہ لیتے ہیں بلائیں اس کی
روشنی بانٹ گیا دیپ پہ ہارا ہوا شخص

امن نے ماں کی توڈی کو ہاتھ سے اوپر اٹھاتے ہوئے سوال کر ڈالا۔ ماما کب تک۔۔۔

کب تک آپ یہ سب سہو گی

دو وقت کی روٹی کے لئے، میں اب اتنا کما لیتا ہوں کہ اچھے سے اپنی ماں کو رکھ سکوں۔ ماما

آج بھی رحمان صاحب کے دل کو تو چھوڑیں کمرے پر بھی آپ کا حق نہیں۔اپنی ضرورت کی چیزیں بھی آپ وہاں نہیں رکھ سکتیں۔

شائستہ امن کا ہاتھ پرے کرتے ہوئے مانا کہ تم بڑے اور سمجھدار ہو گئے ہو مگر اتنے بڑے نہیں ہوئے کہ ہر بات کو سمجھ سکو۔

مجھے یقین ہے کہ میں نہ رہی تو انھیں تب لازمی احساس ہو گا کہ میں ان کے لئے کتنی اہم تھی۔امن کو اپنی ماں کی سادگی پر پیار آرہا تھا۔ماں کا ہاتھ چومتے ہوئے میری سوئیٹ سی ماما جب ہمیں کسی کو اپنی اہمیت بتانے یا جتانے کے لئے مرنا پڑے تو ایسی محبت اور اہمیت کی کوئی ویلیو نہیں ہوتی۔بات تو یہ ہے کہ ہماری زندگی میں محبت نہ سہی ہمیں ہمارا جائز حق تو ملے۔

ماما صرف رحمان صاحب کے کمرے میں سونا آپ کا جائز حق نہیں نکاح کیا ہے انھوں نے آپ سے۔آپ کی آنکھوں میں چمک لانا ان کا فرض ہے۔آپ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ لانا ان کا فرض ہے۔دادو کی جلی کٹی باتوں سے آپ کا بچاو کرنا ان کا فرض ہے۔معاشرے میں اپنے ساتھ لے کر جانا اور دنیا کے سامنے فخر سے بتانا کہ آپ ان کی بیوی ہیں

ان کا فرض ہے۔

شائستہ امن کو غور سے دیکھے جا رہی تھی امن تم کب اتنے بڑے ہو گئے مجھے پتا ہی نہیں چلا۔

امن کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں ماما جب میں چار سال کا تھا اور نعمان نے مجھے دھکا دیا تھا تو میرے گھٹنے پر چوٹ آئی تھی۔ مجھے مارنے کے بعد نعمان رونے لگا اور دادو کے جھوٹ کہنے پر کہ میں نے ہی نعمان کو مارا ہے آپ نے سچ جانتے ہوئے بھی کہ میں بے قصور ہوں مجھے دیکھنے کی بجائے نعمان کو پیار کیا تھا۔۔ تب!!

ماما جب میں نے اردو کی ٹیچر کو بتایا کہ میں نعمان اور فرقان کا سوتیلا بھائی ہوں اور انھوں نے مجھے بتایا کہ سوتیلا کا مطلب بڑا بھائی نہیں بلکہ ایک ماں باپ کی اولاد نہ ہوتا ہے۔۔۔ تب!!

ماما جانی دادو کے منحوس کہنے پر آپ کہتی تھیں کہ اس کا مطلب ہوتا ہے بہت پیارا۔ دادو پیار میں کہتی ہیں مگر میری ٹیچر نے منحوس کا اصل مطلب پڑھایا اور مجھے سمجھ آئی دادو مجھے منحوس کیوں کہتی ہیں، تب!!

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ماماجانی جب میں نے آپ کو کچن میں کام کرتے ہوئے میرے لئے خدا سے رو رو کر دعا کرتے سنا کہ امن کو کبھی کسی کا محتاج نا بنانا۔۔۔ تب!!

رحمان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اس کا دل کیا کہ آگے بڑھ کر امن کو سینے سے لگالے اور ماضی میں ہوئی غلطیوں پر معافی مانگے مگر اسی پل اسے فائقہ کے قدموں کی آہٹ سنائی دی اور وہ کمرے کے دروازے سے ہٹ کر کچن میں فریج سے پانی کی بوتل نکالنے لگ گیا۔

فائقہ کچن میں رحمان کو دیکھ کر کیا بات ہے اس وقت یہاں کیوں ہو۔

رحمان سے کوئی جواب نا بن پڑا تو بولا شائستہ پانی رکھنا بھول گئی تھی۔ پیاس لگی تھی تو وہی لینے آیا ہوں۔

فائقہ کو تو موقع چاہیے ہوتا ہے شائستہ کے خلاف بولنے کا اور رحمان کے جملے نے اسے وہ موقع میسر کر دیا۔

فائقہ بیگم تو ہو گئیں شروع شائستہ کے خلاف بولنے آج کیوں یاد رہے گا اپنا مجازی خدا۔ آج

تو بیٹے کی جیت کی خوشیاں چڑھی ہوئی ہیں محترمہ کو اوپر سے تمہارے ابو نے اسے امن کے ساتھ سونے کی اجازت بنا تمہاری مرضی کے دے دی۔

بیوی کا کیا کام ہے کہ شوہر کی مرضی کے خلاف کچھ کرے مگر تمہارے ابو تو ہیں نرم دل انسان ویسے بھی مجھے سو فیصد یقین ہے کہ اس نے تمہارے ابو پر بھی جادو ٹونا کروا رکھا ہے اسی لئے وہ اس کے خلاف نہ بولتے ہیں نہ بولنے دیتے ہیں۔

رحمان کو فائقہ کی باتوں سے کوفت ہونے لگی تو وہاں سے جانے کی غرض سے بات بدلتے ہوئے امی میرے سر میں درد ہے،اور نیند بھی بہت آ رہی ہے،میں سونے جا رہا ہوں۔

فائقہ رحمان پر قل پڑھ کر پھونکنے لگی اور رحمان شب بخیر کہتا ہوا کچن سے باہر نکل گیا۔

فائقہ بھی اپنے اور جمال کے لئے کافی بنانے آئی تھی۔۔کافی بنائی اور جاتی رہی۔

اگلے دن شو نہیں تھا تو شائستہ نے آسیہ سے کہا کہ امن کے ساتھ بازار جائے۔رابعہ،انیس اور رابعہ کے ساس سسر کے لئے ان سب کی پسند کے حساب سے سوٹ خریدنے میں امن

کی مدد کرے باقی سب کے تو ایک ایک جبکہ رابعہ کے دو۔

امن بیٹا صرف پچاس ہزار لے کر جانا اور آسیہ اسے بلکل سمجھ بوجھ نہیں تو بیٹا اسی لئے تمہیں ساتھ بھیج رہی ہوں کوشش کرنا پچاس ہزار میں چاروں کے کپڑے آجائیں۔

آسیہ مسکراتے ہوئے آپی آپ فکر مت کریں۔انھیں پیسوں میں بہت عمدہ چیزیں لے لیں گے۔

گیارہ ساڑھے گیارہ دونوں نکلے اور پانچ چھ بجے تک واپسی ہو گئ۔شائستہ حیران رہ گئ کہ آسیہ پچاس ہزار میں شائستہ کی بتائی سب چیزیں لانے کے علاوہ پانچ بے بی سوٹ بھی لے کر آئی اور پانچ ہزار پھر بھی بچ گیا۔

امن نے شائستہ کو بتایا میں آسیہ آپی کو کہتا رہا کہ وہ اپنے لئے بھی ایک سوٹ لے لیں مگر انھوں نے نہیں لیا۔

شائستہ ہنستے ہوئے آسیہ سے چند ابھائیوں کی کمائی پر بہنوں کا پورا حق ہوتا ہے تو اگر امن کبھی کچھ آفر کرے تو فورا لے لیا کرو بلکہ آفر نہ بھی کرے اور ضرورت ہو تو مانگ لیا کرو۔

آسیہ آپی ضرور لوں گی مگر جب ضرورت ہو گی ابھی جہاں ضروری تھے وہاں خرچ لئے نا پیسے پھر آسیہ نے بتایا کہ امن نے اسے دہی بھلے اور کھوئے والی قلفی کھلائی تھی۔

آسیہ چلی گئی اور امن نے خود کو کتابوں کے حوالے کر دیا۔ شائستہ اسے کامیابی کی دعا دیتے ہوئے کچن میں آ گئی۔

نعمان نے فائقہ کو کال کی کہ دادو بابا سے کہہ کر مجھے پیسے بھجوا دیں جو پیسے میں لایا تھا وہ تھوڑے سے رہ گئے ہیں۔ فائقہ نے اسے یقین دہانی کرائی کہ رات تک پیسے اسے مل جائیں گے۔

فائقہ نے رحمان سے پیسوں کا کہا تو رحمان ناراض ہو گیا کہ جانے آنے، کھانے پینے اور رہنے کے خرچ کے پیسے تو اسکول کو بھر دیئے۔ نعمان کو ساتھ اپنے ذاتی خرچ کے لئے پچاس ہزار دیا تھا۔ وہ کہاں خرچ ہو گیا

رحمان کی بات سن کر فائقہ رحمان پر چلانے لگی تمہیں اندازہ بھی ہے کہ کیا کہہ رہے ہو وہ نعمان احمد ہے رحمان احمد کا بیٹا نعمان احمد۔۔۔۔ جمال اینڈ سنز کے نام سے تمام ملز کا ہونے والا مالک۔۔۔ پچاس ہزار بس۔۔۔۔ تم نے اسے فقیر سمجھ رکھا ہے۔

فائقہ رحمان پر خفگی کا اظہار کرتے ہوئے تمہارے پاس کمی ہے تو بتاو میں بھیج دوں گی۔

رحمان ماں کو سمجھانے کی کوشش کرنے لگا آپ کے بے جا لاڈ پیار نے بگاڑ دیا ہے اسے مگر فائقہ کب سمجھنے والی تھی۔

اگلے دن امن کا شو تھا۔ آج فرقان بھی نہ جا سکا اسے اپنی کلاس فیلو کی برتھ ڈے پارٹی میں جانا تھا راستے میں جمال نے ہی اسے ڈرپ کیا۔

شو میں کمپیٹیشن بہت ٹف تھا ہر کوئی مکمل تیاری کے ساتھ آیا تھا۔ پہلے دن کے شو کی طرح اس کے رلز بھی کچھ ملتے جلتے ہی تھے۔

ریڈ لائن آن ہونے سے پہلے پہلے جواب دینا تھا۔ لائیٹ ہو جائے اور آپ صحیح جواب دے رہے ہو تو بھی آوٹ ہو جاو گے۔ ہر راونڈ میں ایک کینڈیڈٹ آوٹ کر دیا جائے گا اور شو کے آخر تک تیس لوگ رہ جائیں گے جو اگلے ہفتے کراچی میں ہونے والے شو میں جائیں گے۔

رحمان اور فائقہ بھی ٹی وی کے آگے براجمان تھے اور اتنے محو تھے کہ سانس لینے آواز بھی

خلل ڈال رہی تھی جیسے راشدہ،خالدہ،اکرم،رابعہ،بابامالی،رانا ابرار اور ہر وہ انسان جو امن کو کسی بھی حوالے سے جانتا تھا شو دیکھنے کے لئے اپنے اپنے گھروں میں پوری توجہ کے ساتھ ٹی وی کے آگے بیٹھا ہوا تھا۔

سارے ہی ذہین ترین طالبعلم تھے اور یہ کہنا کہ کون شو کے اختتام تک رہے گا اور کون کون آوٹ ہو گا بہت مشکل تھا۔ ہوسٹ نے سوال پوچھنے شروع کئے اور کینڈیڈیٹز کے ساتھ ساتھ ان کے ساتھ ان کے اپنوں کے دل کی دھڑکنیں بھی تیز ہونے لگیں۔

اللہ تعالی نے ایک مرتبہ پھر امن کا ساتھ دیا اور وہ تیس لوگ جو اگلے شو میں جانے کے لئے منتخب ہوئے ان میں امن کا بھی نام شامل تھا۔ انعام کی رقم بیس ہزار روپے ہر جیتنے والے کینڈیڈٹ کو کیش ادا کی گئ۔

امن سے جڑا ہر انسان خوش تھا۔ رحمان کے اندر بھی خواہش پیدا ہوئی * کاش امن اس کا بیٹا ہوتا * تو آج وہ بھی اپنے دوستوں میں فخر سے گردن اونچی کر کے چلتا اور پھر اسے اس کے ضمیر نے ٹوک دیا کہ نعمان اور فرقان بھی تو شائستہ کے سگے بیٹے نہیں مگر وہ اپنے

لاڈلے،اپنے سگے بیٹے پر ان دونوں کو فوقیت دیتی ہے۔رحمان ایسا کیوں نہیں کر سکا۔ضمیر نے پھر خود ہی جواب دیا۔*رحمان احمد کیوں کہ تم کم طرف ہو۔تمہارے اندر انسانیت باقی ہی نہیں*۔

ابھی رحمان خود کے ساتھ جنگ لڑنے میں مصروف تھا کہ فائقہ کی آواز نے اسے جھنجوڑ دیا واہ بھئی ماننا پڑے گا شائستہ بہت بڑی جادو گرنی ہے۔۔۔کیسا بدلہ لیا ہے اس نے ہم سے۔

رحمان ایک دم پریشان ہو گیا بدلہ؟؟؟کس چیز کا بدلہ؟؟؟

●■●■●■●

دوست کیا خوب وفاوں کا صلہ دیتے ہیں

ہر نئے موڑ پر زخم نیا دیتے ہیں

فائقہ رحمان کو سمجھاتے ہوئے آج تک جو بھی ہم نے اس کے اور امن کے ساتھ سلوک کیا ہے۔۔۔

رحمان الجھ گیا۔۔۔واقعی اس نے امن کو کبھی بھی قبول نہیں کیا۔۔۔کبھی دل نے آگے بڑھنے اور اسے پیار کرنے کا کہا بھی تو دماغ نے منع کر دیا۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ابھی انھیں سوچوں میں گم تھا کہ اسے باہر گاڑی کی آواز آئی۔ایک دم بے اختیار اٹھ کر پورچ کی طرف گیا مگر اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی امن پچھلے باغ کی طرف جا چکا تھا۔رحمان کو لگا کہ اس نے باہر آ کر غلط کیا ہے تو وہ اپنی گاڑی کی طرف چل دیا۔جمال نے آواز دی

خیریت اس وقت کہاں چلے؟؟

رحمان جمال سے نظریں چراتے ہوئے ابو ایک نمبر کاغذ پر لکھا تھا وہ ڈش بورڈ میں رکھا تھا وہی لینے باہر آیا ہوں۔

شائستہ مین ڈور سے اندر جا چکی تھی اور جمال وہیں رک کر سامنے والے لان کا جائزہ لینے لگا۔

اگلا شو کراچی میں تھا۔شو لگاتار نو دن تھا۔ اتوار کو میگا شو تھا۔جس کے بعد آخری دو شو امریکہ میں تھے۔جہاں پہلے شو میں الگ الگ بیس ملکوں سے آئے طلبہ نے شرکت کرنی تھی اور اس کے آخری روائینڈ تک صرف چھ لوگوں نے رہ جانا تھا جنھوں نے فائنل میں جانا تھا۔

فائنل میں ان پانچ میں سے تین لوگ فرسٹ، سیکنڈ،اور تھرڈ چنے جانے تھے۔

رحمان نعمان کو پیسے بھیج چکا تھا اور فرقان سپورٹس موٹر سائیکل کی فرمائش کئے بیٹھا تھا جس کی مکمل حمایت فائقہ کر چکی تھی۔جمال ان سب فضولیات کے خلاف تھا مگر فائقہ کو سمجھانا

اور اس سے بات منوانا ناممکن تھا۔

دن گزرنے لگے اور جمعہ کی شام جمال نے امن کو کال کر کے بلایا کہ شام کی چائے ان سب کے ساتھ پیئے اسے کچھ بات بھی کرنی ہے۔ رحمان سے بھی کہا شام لازم گھر پر ہی رہے اسے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔

امن جانتا تھا کہ جمال کو پانچ سے ساڑھے پانچ کے درمیان چائے پینے کی عادت ہے تو وہ مقررہ وقت پر ہال میں پہنچ گیا۔ امن جب بھی گھر کے دوسرے حصے میں جاتا تو نہا دھو کر صاف کپڑے اور پرفیوم لگا کر جاتا۔

سب پہلے سے موجود تھے سوائے نعمان اور فرقان کے۔ نعمان تو ٹرپ پر گیا ہوا تھا اور فرقان دوستوں کے ساتھ کافی پینے گیا ہوا تھا۔

جمال نے جب امن کو بلایا ہوتا تو وہ چائے بنانے سے منع کرتا امن آئے گا تب گرما گرم چائے بنائی جائے۔ امن نے جب بھی ہال میں آنا ہوتا تو وہ کچن کے راستے نہیں آتا تھا بلکہ مین دوڑ سے آتا اور سیدھا اندر آنے کی بجائے گھنٹی بجاتا تھا۔ ملازمہ دروازہ کھولتی تو اندر جاتا۔

آج بھی اسی طرح اس نے گھنٹی بجائی اور ملازمہ نے دروازہ کھولا۔ امن اس کے پیچھے پیچھے ہال تک آیا اور آتے ہی حسب عادت سب کو سلام کر کے اپنی والدہ کے برابر صوفے پر بیٹھ گیا۔

آج امن ہمیشہ سے زیادہ پر اعتماد اور بڑا بڑا الگ رہا تھا۔ اس کی شخصیت میں ایک الگ ہی تبدیلی آئی تھی۔ جمال نے ملازمہ سے کہا چائے لائے اور ساتھ میں امن کی پسند کے چپلی کباب تل کر لازم لائے۔۔۔۔

جمال پھر امن سے مخاطب ہوتے ہوئے تو برخوردار اب بتاو آگے کا کیا پلان ہے تمہارا، کب نکلو گے کراچی کے لئے؟

امن نے ایک نظر رحمان پر ڈالی جو بظاہر اپنے فون میں مصروف تھا اور پھر جمال کی طرف دیکھتے ہوئے دادا جانی کل صبح کی سیٹ کروائی ہے میں نے اپنی اور ماما جانی کی۔

رحمان کی فون پر تیز تیز چلتی انگلیاں ایک دم ٹھہر گئیں اور اس بات کو امن نے نوٹس کیا۔

رحمان بولا کچھ بھی نہیں بس ایک نگاہ اٹھا کر امن کو دیکھا اور پھر فائقہ کو۔

فائقہ ہمیشہ کوشش کرتی امن سے ڈاریکٹ بات نہ کرے مگر رحمان کے دیکھنے کے بعد

اس سے چپ نہ رہا گیا شائستہ وہاں جا کر کیا کرے گی۔اسے نہ تو لوگوں سے ملنے جلنے کی تمیز ہے اور نا ہی یہ پتا ہے کہ گھر سے باہر کیسے جایا جاتا ہے۔

اس سے پہلے کہ جمال کچھ بھی کہتا امن بہت ادب سے میری ماں جیسی ہے ویسی ہی میرے لئے باعث فخر ہے،ان کا میرے ساتھ ہونا ہی میرے جیت جاننے کے لئے کافی ہے۔

لوگوں کے لکی نمبر،لکی کلر،لکی ڈے،لکی اسٹون ہوتے ہیں مگر میری لئے میری ماں لکی ہے اور یہ ممکن نہیں کہ میں اتنا بڑا مقابلہ جیتنے کی خواہش تو کروں مگر اپنی ماں کو ساتھ لے کر نہ جاوں۔

رحمان تو امن کا کونفیڈنس دیکھتا رہ گیا۔اس سے پہلے کہ فائقہ کچھ بھی اور کہتی جمال امن کی تائید کرتے ہوئے بلکل ٹھیک کہہ رہے ہو میں اتفاق کرتا ہوں تمہاری بات سے۔

میں نے یہاں یہ سب کہنے کے لئے نہیں بلایا تھا بلکہ تمہارا پلان جاننے کے لئے بلایا تھا۔

تمہارا کراچی میں آخری شو کس دن ہے؟؟؟

امن جمال کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اگر اللہ تعالی کی مدد رہی اور میں جیتتا رہا تو اتوار کو آخری شو ہو گا اور اگر میں کسی بھی شو میں ہار گیا تو وہی آخری شو ہو گا۔

جمال مسکراتے ہوئے مجھے یقین ہے کہ تم نہیں ہارو گے۔ خیر میں سوچ رہا تھا کہ اگر رحمان بھی تمہارے ساتھ چلا جائے تو تم تو مصروف رہو گے شو میں۔

شائستہ پہلی بار گھر سے کہیں جا رہی ہے۔ رحمان ساتھ ہو گا تو اسے کراچی کی سیر کروا دے گا۔ دونوں اچھے سے یہ ایک ہفتہ ساتھ میں گزار لیں گے اور رحمان اسی ہوٹل میں سوئیٹ روم لے لے گا جہاں تمہیں شو کے لئے ٹی وی چینل والے ٹھہرا رہے ہیں۔

فائقہ کے چہرے پر غصہ بھر گیا۔ رحمان کے چہرے پر حیرت نظر آنے لگی اور امن خوشی سے کھلکھلا اٹھا۔ میرے لئے اس سے زیادہ اور کیا خوشی کی بات ہو گی کہ میری ماما کے وہ دن ان کی زندگی کے حسین ترین دن بن جائیں۔

جمال مسکراتے ہوئے میں بھی ساتھ آتا مگر میں ابھی کچھ مصروف ہوں۔

پھر رحمان سے رحمان تم کیا کہتے ہو؟؟؟

رحمان سے پہلے فائقہ بولی میرے خیال میں تو یہ فضول ترین آئیڈیا ہے یہ۔ جائیں دونوں

ماں بیٹے گزاریں وقت ایک ساتھ۔

جمال فائقہ سے بیگم صاحبہ کبھی اپنے لاڈلے کو اپنے دماغ سے بھی سوچنے اور فیصلہ کر کے بولنے دیا کرو۔

دو جوان بچوں کا باپ ہے۔ کل کو ڈھیروں فیصلے اسے کرنے ہیں۔ آج ہم ہیں، کل نہیں ہوں گے تو کیا کرے گا۔

پھر رحمان سے مخاطب ہوتے ہوئے ہاں تو تمہارا کیا فیصلہ ہے پھر؟؟؟

رحمان کا دل چلا چلا کر کہہ رہا تھا وہ جانا چاہتا ہے، کچھ دن کچھ پل خود کو بھی دے۔ شائستہ کے ساتھ وقت گزارے مگر دماغ ہر بار کی طرح پھر جنگ جیت گیا۔

رحمان جمال سے ابو دراصل نعمان کچھ ٹھیک نہیں اس کی کال آئی تھی تو مجھے اس کے پاس جانا ہے۔

فائقہ سے پہلے شائستہ پریشانی میں اس نے مجھے کال نہیں کی۔ نعمان اور فرقان تکلیف میں ہوں تو صرف شائستہ سے ہی اپنی تکلیف بیان کرتے تھے۔

رحمان نے ایک جھوٹ چھپانے کے لئے دوسرا جھوٹ بولا کی تھی کال مگر تمہارا نمبر بزی جا

رہا تھا۔

شائستہ یاد کرتے ہوئے او ہاں۔۔۔یاد آیا تاویلہ کی کال آئی تھی اسے سے بات کر رہی ہوں گی۔

فائقہ بھی رحمان سے میری بات کرواو اس سے میں پوچھوں کیا ہوا ہے میرے لعل کو؟

جمال جانتا تھا کہ رحمان نہ جانے کا جھوٹا بہانہ بنا رہا ہے مسکراتے ہوئے مجھے بتایا تھا نعمان نے ٹھنڈ کی وجہ سے دو چھینکیں آ گئیں تھیں۔

سب نے حیرت سے جمال کو دیکھا اور جمال نے بات کا رخ اصل ٹاپک کی طرف موڑا مختصر یہ کہ رحمان تم نہیں جانا چاہتے۔

رحمان واپس فون کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے جی ابو۔۔۔میں کراچی نہیں جا سکتا۔

جمال امن سے مخاطب ہوتے ہوئے صبح کتنے بجے کی فلائیٹ ہے۔

امن جمال کی بات کا جواب دیتے ہوئے ساڑھے گیارہ کی۔

جمال ٹھیک ہے۔باقی باتیں میں باہر لان میں بیٹھ کر کروں گا۔

ان سب کو ڈسرپ کرنے کی ضرورت نہیں تم جاو لان میں بیٹھو میں آتا ہوں۔

جمال یہ کہہ کر وہاں سے اٹھ گیا۔امن آگے آگے اور شائستہ اس کے پیچھے باہر لان کی طرف نکل گئے۔

فائقہ کو عجیب سی فکر کھانے لگی کہ اب جمال نے کیا کہنا ہو گا۔

فائقہ رحمان سے رحمان تم پچھلی طرف سے جا کر دیکھو تو سہی کیا کھچڑی پکنے لگی ہے۔

رحمان بلکل بھی اٹھنے کے موڈ میں نہیں تھا۔فائقہ کو منع کرتے ہوئے امی چھوڑیں ناں جو کرنا ہے کرنے دیں۔

مگر فائقہ نے ناراض ہو کر منہ بنالیا اور رحمان پچھلی طرف سے چھپ کر باتیں سننے کی کوشش کرنے لگا۔جمال تو ان سے کافی دور کسی سے فون کال پر بات کرنے میں مصروف تھا۔

شائستہ امن سے ایک بات پوچھوں؟؟؟

امن ماں کی طرف نہایت ادب اور محبت سے دیکھتے ہوئے ماما پوچھیں نا جو بھی پوچھنا ہے ؟؟؟

●■●■●■●

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

محسن اب اس کا نام ہے سب کی زبان پر

کس نے کہا تھا اس کو غزل میں سجا کے لا

شائستہ تم انھیں بابا کیوں نہیں کہتے؟؟؟

امن ماں کی طرف دیکھتے ہوئے پہلے آپ ایک بات بتائیں، پھر میں آپ کے سوال کا جواب بلکہ جتنے سوال کریں گی سب کا جواب دوں گا۔

آپ رحمان صاحب کو انھیں کیوں کہتی ہیں؟؟ آپ کے شوہر ہیں تو نام لیا کریں جیسے مسسز جمال دادا جان کو جمال کہتی ہیں جیسے ساری بیویاں شوہروں کا نام لیتی ہیں۔

شائستہ سوال کا ایسا جواب سوچنے لگی جس سے وہ اپنے بیٹے کو مطمئین کر سکے، ماں کو گہری سوچ میں گم دیکھ کر امن سے رہا نہ گیا۔

کیا ہوا؟؟ ماما آپ کے پاس جواب نہیں ہے۔

میں بتاوں آپ کیوں رحمان صاحب کو انھیں کہتی ہیں کیونکہ انھوں نے کبھی آپ کو اس قابل ہی نہیں سمجھا کہ زندگی کے معاملات شئیر کریں۔

کبھی انھوں نے خود کی ذات آپ کے ساتھ شئیر ہی نہیں کی اور نہ ہی کبھی آپ کو اتنا موقع دیا کہ

آپ خود کے دل کا حال کھول کر ان کے سامنے رکھ دیں۔

ماما جانی آپ دونوں میں آج بارہ تیرہ سال بعد بھی ایک فاصلہ ہے جو جانے کبھی ختم ہو یا نہیں۔

شائستہ امن کو دیکھتی رہ گئی اور رحمان سنتا رہ گیا وہ واقعی حقیقت بیان کر رہا تھا۔

امن کچھ سیکنڈز رکا چلیں میں آپ کو آپ کے سوال کا جواب دیتا ہوں۔

آپ کو شاید یاد ہو جب میں پہلے دن اسکول جانے کے لئے تیار ہوا تھا تو آپ نے کہا تھا گھر سے جاتے ہوئے دادا، دادی اور بابا کی دعا لیتے ہیں اور واپسی پر سب سے پہلے سلام کرتے ہیں۔

میں مسز جمال اور رحمان صاحب سے دعا لینے ہال میں آیا تو رحمان صاحب نے نہ تو مجھے گود میں اٹھایا اور نہ پیار کیا التبہ دس روپے کا بلکل نیا چمکتا نوٹ مجھے دیا اور میں نے بہت زور سے ان کی ٹانگ پکڑ کر کہا تھا بابا جانی آئی لو یو پھر یہ معمول بن گیا تھا۔

مجھے بہت اچھے سے یاد ہے میرے چھ سال کا ہونے تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ میں روز نوٹ کرتا کہ نعمان اور پھر بعد میں فرقان کو رحمان صاحب گود میں اٹھا کر پیار کرتے۔

انھیں روز کے پانچ سو روپے دیتے۔ میں بڑا ہونے لگا اور مجھے چیزیں سمجھ آنے لگیں تو

مجھے پتا چلا میری ماں تو ان کی ماں بن گئی ہے مگر ان دونوں کا باپ میرا باپ نہیں بن سکا۔

ماما وہ جو دس روپے رحمان صاحب مجھے دیتے تھے یقینا وہ اپنے بچوں کا صدقہ دیتے تھے۔

میں ٹانگ پکڑ کر آئی لو یو بابا جانی کہتا وہیں کھڑا اپنی باری کا منتظر رہتا کہ نعمان کو اتاریں گے گود سے تو مجھے اٹھائیں گے مگر نعمان کے بعد فرقان کی باری آجاتی اور پھر آپ مجھے آواز دے دیتیں کہ امن چلو اسکول سے لیٹ ہو رہے ہو۔

میں روز سوچتا کہ میں کل جلدی اٹھوں گا پھر نعمان فرقان کے بعد میری باری بھی آئے گی اور میں بھی بابا کے گود کا مزے لوں گا مگر میں جتنی بھی جلدی اٹھتا میری باری نہیں آتی تھی اور آپ مجھے بلا لیتیں۔

شائستہ امن کو ایک ٹک دیکھتی رہ گئی اور امن کچھ سیکنڈ رک کر بات جاری رکھتے ہوئے جب میں چھ سال کا ہوا تو مجھے سمجھ آئی کہ میری باری آ ہی نہیں سکتی چاہے میں فجر کے وقت سے انتظار میں کھڑا رہوں تب بھی اور یہ بھی سمجھ آنے لگی کہ آپ لیٹ ہو گئے امن۔۔۔امن جلدی آو لیٹ ہو گئے کہ آوازیں کیوں لگاتی تھیں۔

امن کی آواز بھر آئی اور آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے کچھ سیکنڈ رک کر آنسو پونچھتے اور

مسکراتے ہوئے دوبارہ آپ نہیں چاہتی تھیں کہ میرے دل میں آپ کے شوہر کے لئے کوئی برائی آئے۔

امن کو جیسے ہچکی لگی اور خود کو سنبھالتے ہوئے ماما۔۔۔ماما جانی جس دن مجھے سمجھ آئی کہ میں ساری زندگی بھی کھڑا رہوں تو گود میرا مقدر نہیں۔اس دن مجھے یہ بھی سمجھ آ گئی تھی کہ میرا کوئی باپ نہی۔جب میرا کوئی باپ ہی نہیں تو میں بابا جیسا خوبصورت لفظ بولنا چھوڑ گیا کیونکہ میری نظر میں رحمان صاحب اس کے مستحق نہیں تھے اور بلکل اسی طرح مسسز جمال دادو کہلانے کی مستحق نہیں تھیں۔

شائستہ کی بھی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں مگر لب خاموش تھے۔

امن بات جاری رکھنا چاہتا تھا مگر اس کی تھوک اس کے حلق میں آنسو روکتے ہوئے اٹک گئی اور اس کو چند سیکنڈ لگے ان آنسوؤں کو حلق میں اٹکے تھوک کے ساتھ نگلنے میں پھر دوبارہ بات شروع کرتے ہوئے آپ کو ایک بات اور بتاوں۔

میں آج لمحہ بھر کے لیے بہت خوش ہو گیا تھا کہ میرے بہانے ہی سہی ایک ہفتہ رحمان صاحب آپ کے ساتھ گزاریں گے۔

میری ماں اپنی زندگی جی سکے گی۔ میری بہت تمنا ہے کہ رحمان صاحب آپ کو وہ مقام اور درجہ دیں جس کی آپ مستحق ہیں ان کے انکار نے میرے اندر جاگتی امید کی ایک روشنی کو بجھادیا۔

رحمان میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ مزید وہاں رکتا۔ وہ وہیں سے واپس مڑ گیا اندر آ کر اس نے جمال کو کال کی۔

جمال رحمان کا نمبر دیکھ کر حیران ہوا کہ وہ گھر کے اندر ہے تو کال کیوں کر رہا ہے۔ جمال کال اٹھاتے ہی کیا ہوا خیریت ہے نا؟

رحمان ہچکچاتے ہوئے ابو۔۔۔ اور چپ ہو گیا۔

جمال نے الجھتے ہوئے کیا ہوا رحمان؟

رحمان بہت کچھ کہنا چاہتا تھا مگر سوائے ابو کے کچھ نہ کہہ سکا۔

جمال جو بہت سمجھدار انسان کا بیٹے کی اس طرح الجھی آواز سنی تو دل کا حال جان گیا اور اس سے پہلے کہ رحمان کچھ کہتا جمال سوالیہ انداز میں رحمان تم شائستہ اور امن کے ساتھ کراچی جانا چاہتے ہو۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رحمان حیران ہوتے ہوئے جی مگر آپ کو کیسے پتا چلا۔

جمال مسکراتے ہوئے باپ ہوں تمہارا بیٹا جی۔

تم چاہتے ہو کہ تم جاو مگر تم فائقہ کو ناراض بھی نہیں کرنا چاہتے۔۔۔ہے ناں؟؟

رحمان اس بات پر خوش ہوتے ہوئے کہ بنا کہے اس کا باپ اس کی بات سمجھ گیا جی ایسا ہی ہے۔

جمال ٹھیک ہے تم اپنی پیکنگ کرو باقی سب میں سنبھال لوں گا۔اب فون رکھو میں کچھ دیر میں اندر آتا ہوں۔

جمال نے امن کو اپنا ڈیبٹ کارڈ دیا کہ رکھ لو۔

اگر پیسوں کی ضرورت پڑی، پردیس ہے وہاں کس سے مدد مانگو گے؟

امن نے کارڈ لینے سے انکار کر دیا یہ کہتے ہوئے میں دنیا میں کہیں بھی رہوں مجھ پر کوئی مشکل یا مصیبت آئی تو میرے دادا جان دور سے بھی میری ہر مشکل اور مصیبت دور کر دیں گے تو کارڈ لے کر کیا کروں۔

پھر جمال کو بتانے لگا دادا جان میں امیروں کے بگڑے بچوں کو ٹیوشن دیتا ہوں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ایک مضمون ایک گھنٹے پڑھانے کے چالیس ہزار اور میرے پاس چھ ٹیوشن ہیں تو میں اچھا خاصا امیر ہوں۔

بس میری شکل ایسی ہے کہ لوگ غریب سمجھتے ہیں اور یہ کہتے ہوئے ہنس دیا۔

جمال کو بلکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ امن مہینے کا دو ڈھائی لاکھ روپیہ کما لیتا ہے۔

جمال امن کے کندھے پر تھپکتے ہوئے واہ بھئ تم تو چھپے رستم نکلے یار، پھر کسی دن دادے کی دعوت تو کر دو۔ امن مسکراتے ہوئے داداجانی کسی دن کیوں؟ آج ہی چلتے ہیں نانا دادا پوتا آپ کی فیورٹ جگہ۔

جمال مسکراتے ہوئے نہیں آج نہیں۔ آج ایک بہت اہم معمہ حل کرنا ہے۔

پھر تفصیل بتاتے ہوئے رحمان تم دونوں کے ساتھ جانا چاہتا ہے مگر وہ اپنی ماں کو بھی ناراض نہیں کرنا چاہتا تو اس مسئلے کا کوئی حل نکالتے ہیں۔

امن خوش ہوتے ہوئے سوالیہ انداز میں واقعی کیا؟

جمال نے مسکراتے ہوئے ہاں بلکل سچ کہہ رہا ہوں۔

امن سے اپنی خوشی چھپائی نہیں جا رہی تھی۔

داداجانی میں اتنا خوش ہوں ماما کچھ دن ہی سہی رحمان صاحب کے ساتھ اکیلے میں گزاریں گی۔

ممکن ہے رحمان صاحب کو ماما کی قدر ہو ہی جائے۔

جمال امن کے کندھے پر تھپتھپاتے ہوئے انشاءاللہ ایسا دن بہت جلد آئے گا۔

امن اپنے کمرے میں چلا گیا اور شائستہ پچھلے دروازے سے کچن میں جبکہ جمال ہال میں آیا تو فائقہ اکیلی بیٹھی انڈین ڈرامہ دیکھنے میں مصروف تھی۔

جمال نے ملازمہ سے کہا رحمان کو بلا کر لاو۔

فائقہ جمال کے غصیلے انداز سے پریشان ہوتے ہوئے کیا ہوا سب خیریت ہے ناں؟؟

جمال نے غصہ سے بھرے لہجے میں رحمان کو آواز دی رحمان اپنے کمرے میں تھا، اپنے کمرے سے آواز دیتا ہوا آیا جی ابو آرہا ہوں۔

جمال اتنے غصے میں کبھی بھی بات نہیں کرتا تھا اس لئے فائقہ بھی سہم سی گئی۔

رحمان آیا تو جمال نہایت غصے میں یہ میرا حکم ہے کہ تم ابھی کل ساڑھے گیارہ کی فلائیٹ میں ٹکٹ بک کرواو۔ تم چاہو تو امن سے بات بھی مت کرنا مگر شائستہ تمہاری بیوی ہے بارہ

تیرہ سالوں میں تم کبھی اسے لاہور گھومانے بھی لے کر نہیں گئے۔

اسے اچھی طرح کراچی گھومانا،شاپنگ کروانا اور امن کے شو میں بھی ساتھ جانا۔

رحمان بظاہر ناخوش تھا جمال کے اس فیصلے پر مگر دل میں وہ یہی چاہتا تھا۔

فائقہ جمال سے آپ کیوں اسے فورس کر رہے ہیں جب اس کا دل نہیں تو؟؟

جمال نے اپنی عینک اتاری اور فائقہ کی طرف دیکھتے ہوئے تم نے جب بھی کوئی بات یا فیصلہ کیا ہے کیا میں کبھی درمیان میں بولا ہوں۔

اگر تم خود یہ بات کہہ دیتیں تو مجھے کیا ضرورت تھی رحمان کو اس طرح ڈانٹنے کی۔ تمہیں کیوں احساس نہیں ہوتا کہ شائستہ بھی زندہ انسان ہے۔اس کے پاس بھی فیلنگز ہیں،وہ کچھ کہتی نہیں تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ وہ محسوس بھی نہیں کرتی۔

یاد رکھنا جس کا کوئی مددگار نہیں ہوتا اس کا خدا مددگار ہوتا ہے اور اس لمحے سے ڈرو جب وہ خدا کے سامنے تم دونوں ماں بیٹوں کا نام لے کر روئے۔

دو وقت کی عزت کی روٹی،ایک مضبوط چھت اور اپنے بیٹے کے اچھے مستقبل کی بہت بڑی قیمت ادا کی ہے اس نے اور ایک تلخ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے امن کے لئے کبھی کچھ نہیں کیا

جبکہ شائستہ نے پوری ایمانداری سے ہماری نسل کی پرورش کی ہے۔

●■●■●■●

بارش کی برستی بوندوں نے جب دستک دی دروازے پر

محسوس ہوا تم آئے، انداز تمہارے جیسا تھا

رحمان، شائستہ اور امن کراچی پہنچ گئے۔ چینل والوں نے ہوٹل فائف اسٹار ہوٹل میں سب کینڈیڈیٹز کے لئے کمرے بک کر رکھے تھے۔

اپنا اپنا نام بتانے پر ہوٹل والے مقررہ کمرے میں لے کر جا رہے تھے۔ رحمان نے بھی اسی ہوٹل میں سوئیٹ روم لے لیا۔ سارا راستہ تینوں نے کوئی بات نہیں کی بلکل انجان لوگوں کی طرح سفر کیا۔

ہوٹل پہنچ کر امن اپنے کمرے میں چلا گیا شائستہ الجھی ہوئی ویٹنگ لاونج میں رحمان کا انتظار کرنے لگی۔ رحمان نے اسے اشارہ کیا کہ چلو، آگے ہوٹل کا ملازم ان کا سامان لے کر

چل رہا تھا جبکہ اس کے پیچھے رحمان اور شائستہ۔ شائستہ پہلی بار رحمان کے ساتھ کہیں نکلی تھی۔

اسے بہت اچھا لگ رہا تھا مگر ساتھ ساتھ عجیب سی کیفیت تھی۔ سب اپنے اپنے کمروں میں کچھ دیر آرام کرنے کی نیت سے چلے گئے۔

رحمان شائستہ سے وہ اسے کراچی کی ساری مشہور جگہیں دکھائے گا۔ جیسے موہاٹھا پیلس، قائداعظم کا مزار، ایئر فورس میوزیم، فری ہال، قرانا آئی لینڈ، پورٹ گرائنڈ، سفاری پارک، کلفٹن بیچ اور بھی سب جگہیں۔

امن لنچ کرنے ڈائنگ ہال میں نہیں آیا۔ شائستہ اور رحمان کچھ دیر آرام کر کے دوپہر کے کھانے کے لئے ڈائنگ ہال پہنچ گئے۔

یہ سب کچھ شائستہ کے لئے بہت نیا اور خوبصورت تھا۔ رحمان کے ساتھ کا احساس ہی بہت خوبصورت تھا اور اب ساتھ میں یہ سب کچھ۔

اسے ایسے لگ رہا تھا کہ خواب دیکھ رہی ہے جو آنکھ کھلنے پر ٹوٹ جائے گا۔ شائستہ بے چینی میں ادھر ادھر نظریں دوڑا رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رحمان جانتا تھا کہ وہ امن کو ڈھونڈ رہی ہے اسے یہ بات اچھی نہیں لگی کہ اس کے ساتھ ہوتے ہوئے امن کو سوچے یا تلاش کرے۔

رحمان نے تھوڑا ناراضگی والے انداز میں پوچھا کیا بات ہے امن کو ڈھونڈ رہیں ہیں تمہاری نظریں کیا؟

شائستہ رحمان کے لہجے سے جان گئی کہ رحمان کو اسکا امن کے لئے پریشان ہونا پسند نہیں آیا۔ اپنی پریشانی کو مسکراہٹ کے پیچھے چھپاتی ہوئے نہیں تو، دیکھ رہی ہوں سب لوگ سامنے میز پر بار بار کیوں جا رہے ہیں؟

رحمان جانتا تھا کہ شائستہ جھوٹ بول رہی ہے مگر اس کی ہی بات کا جواب دیتے ہوئے یہ بفے لگا ہے، جس نے جو اور جتنا کھانا ہے اپنی پلیٹ میں لے اور کھائے۔

شائستہ کو ایک عجیب سی بے چینی لگ گئی مگر وہ مکمل کوشش کرنے لگی کہ رحمان اس بے چینی کو محسوس نہ کرے۔

امن نے جمال کو کال کر کے انھیں کہا کہ وہ رحمان صاحب کے نمبر پر کال کر کے شائستہ سے کہیں وہ میرا انتظار نہ کریں۔ امن نہیں چاہتا تھا کہ اس کی وہاں موجودگی شائستہ اور

رحمان کے درمیان دوری کی وجہ بنے۔

جمال کو کبھی کبھی امن کی سوچ پر حیرت ہوتی تھی۔ امن اولاد کی طرح نہیں بلکہ والدین کی طرح سوچتا تھا شائستہ کے لئے۔

جمال نے رحمان کو کال کی اور اسے کافی نصیحت کی کہ شائستہ کا خوب خیال رکھے۔ اسے گھومائے پھرائے اور شاپنگ کروائے پھر اسے کہا کہ شائستہ سے بات کروائے رحمان فون شائستہ کو پکڑا کر خود کھانا لینے چلا گیا۔

جمال شائستہ کو سمجھانے لگا بیٹا امن کی کوشش کو رائیگاں مت کرو۔

من بہت سمجھدار بچہ ہے۔ وہ اپنے کھانے پینے اور رہنے کا خیال رکھ لے گا۔ تم رحمان کے ساتھ اچھا وقت گزارو۔ امن کے لیے اس سے بڑھ کر خوشی کی کوئی بات نہیں ہو گی کہ رحمان تمہیں دل سے قبول کر لے۔

میرا خیال ہے کہ تم سمجھ گئی ہو گی میری بات۔ مجھے یہ سب بھی امن نے خود کال کر کے کہا کہ ماما پریشان ہوں گی انھیں کہہ دیں۔

شائستہ کی آنکھوں میں آنسو ہیرے کی طرح چمکنے لگے۔ اس نے ان قیمتی ہیروں کو آنکھوں

سے گرنے نادیا اور مسکرانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے جی ابو ٹھیک ہے۔

رحمان آیا تو مسکراتے ہوئے اسے دیکھ کر لگا دیں اپنے ابو کو میری شکایتیں۔

شائستہ فون رحمان کے سامنے بڑھاتے ہوئے مسکرائی دراصل ابو کہہ رہے تھے کہ آپ سے کہوں کہ سب جگہ گھومانے لے جائیں۔ کچھ جگہوں کے نام بھی بتا رہے تھے۔

رحمان اپنی پلیٹ شائستہ کی طرف بڑھاتے ہوئے اگر اس میں سے کچھ کھانا ہے تو شئیر کر لیتے ہیں پھر سامنے اشارہ کرتے ہوئے نہیں پسند کچھ بھی تو وہ سامنے پلیٹیں اور چمچ پڑے ہیں۔ اٹھاو اور جو جو پسند ہے خود ڈال لاو۔

شائستہ حیرت سے رحمان کو دیکھتے ہوئے سوالیہ انداز میں بولی میں ڈال کر لاوں۔

رحمان سیخ کباب کا ٹکڑا کاٹنے کی مدد سے منہ میں ڈالتے ہوئے بلکل تم خود ڈال کر لاو۔ مجھے تو بہت بھوک لگی ہے یار۔ میں تو بلکل بھی نہیں اٹھنے والا یہ سب ختم کرنے سے پہلے۔

شائستہ رحمان کی پلیٹ سے ہی اٹھا کر کھانے لگی تو رحمان بولا چلیں میڈیم جی میں ساتھ چلتا ہوں مگر دوسری بار تم خود اٹھ کر لو گی جو بھی لینا ہو گا۔

شائستہ رحمان کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرائی اچھا ابھی تو چلیں میرے ساتھ۔

رحمان مسکراتے ہوئے شائستہ کے ساتھ ساتھ چلنے لگا اور شائستہ اتنی مختلف قسم کی ڈشز دیکھ کر پریشان ہو گئی۔

شائستہ تمام کھانے دیکھ کر آگے بڑھتی جا رہی تھی تو رحمان اب کچھ لیتی کیوں نہیں؟

شائستہ رحمان کی طرف دیکھتے ہوئے میری تو سمجھ میں یہی نہیں آرہا کہ کیا کھاوں؟

رحمان ہنسنے لگا اور شائستہ اسے حیرت سے دیکھنے لگی۔ رحمان بولا ایسا کرو پہلے باربی کیو کھاو پھر بریانی یا کچھ اور لینا اور یہ کہتے ہوئے اس طرف بڑھ گیا جس طرف گرما گرم باربی کیو رکھا ہوا تھا۔

شائستہ بہت خوش تھی۔ رحمان کا یہ روپ بارہ سالوں میں پہلی بار دیکھا تھا۔ کھانے کے بعد رحمان نے ہوٹل کی گاڑی کا کہا تا کہ شائستہ کو شاپنگ کروا سکے۔ وہ شائستہ کو مآل لے کر گیا۔

شائستہ بہت مرتبہ خالدہ اور راشدہ کے ساتھ لاہور کے مختلف مآلز میں گئی تھی مگر رحمان کے ساتھ پہلی بار جانا ہو رہا تھا وہ بھی کراچی کے مآل میں۔

رحمان نے اسے بہت سے خوبصورت اور اسٹائلش سوٹ لے کر دیئے۔ شائستہ منع کرتی رہی

مگر رحمان آج فائقہ کے سائے سے دور تھا اور اپنے دل سے فیصلے کر رہا تھا۔ کچھ پرفیوم، جوتے، پرس، میک اپ بہت کچھ لے کر دیا۔

شائستہ آج بہت خوش تھی اس لئے نہیں رحمان اسے چیزیں خرید کر دے رہا تھا بلکہ اس لئے کہ رحمان ایک ایک چیز اس کے ساتھ لگاتے دیکھتا کہ سج رہی ہے کہ نہیں پھر خریدتا۔ اتنی توجہ، اتنی محبت، شائستہ تو خواب میں اس سب کا تصور نہیں کرتی تھی۔

ایک مال سے نکلے تو رحمان اسے دوسرے مال لے گیا وہاں سے اس نے اسے گولڈ کی دکان سے ہیرے کا کو کالے کر دیا۔ شائستہ کو قیمت دیکھ کر پریشان ہو گئی اور بہت منع کیا کہ کہیں کام کی جگہ یہ پیسے خرچ ہو جائیں گے۔

فرقان اسپورٹس موٹر سائیکل مانگ رہا ہے وہاں خرچ ہو جائیں گے مگر رحمان نے ایک نا سنی۔

انھیں گھومتے پھرتے اور شاپنگ کرتے کافی دیر ہو گئی اور وہ ڈنر باہر سے ہی کر کے آئے۔

بہت سالوں بعد رحمان رات بہت پر سکون نیند سویا۔ صبح شائستہ نے جگایا تو اسے کہنے لگا تم امن کو کہو کہ وہ تمہیں لے جائے ساتھ ناشتے پر میں ابھی سوؤں گا۔

شائستہ کو لگا کہ شاید رحمان ناراض ہے۔وہ چپ کر کے سامنے رکھے صوفے پر بیٹھ گئ۔

رحمان نے بمشکل آنکھیں کھولیں اور پوچھا کیا بات ہے کال کیوں نہیں کر رہی؟

شائستہ نے ڈرتے ڈرتے کہا کوئی بات نہیں مجھے ابھی بھوک نہیں، ٹھہر کر ساتھ میں چلیں گے دوپہر کا کھانا کھانے۔

رحمان نے دوبارہ سوال کر دیا کیوں کال نہیں کر رہی؟

شائستہ صرف مسکرا دی تو رحمان نے آنکھیں ملتے ہوئے اپنے پاس بلایا ادھر آو۔۔۔

میرے پاس؟

اتنی محبت بھرے انداز کی وہ عادی نہیں تھی۔

شائستہ کچھ سیکنڈ تو سمجھ ہی نہیں پائی مگر دوسرے ہی لمحے اٹھی اور رحمان کے پاس بیڈ کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

رحمان اشارہ کرتے ہوئے یہاں بیٹھو میرے پاس۔

حیرت سے رحمان کو دیکھتی شائستہ اس کے پاس بیٹھ گئی۔

رحمان آدھا سا اٹھا اور ٹیک لگا کر بیٹھتے ہوئے شائستہ کے کیچر میں بندھے بالوں سے کیچر

اتارتے ہوئے اف کتنے لمبے اور گھنے بال ہیں تمہارے، مجھے کبھی پتا ہی نہیں چلا۔

شائستہ مسکرادی بتاو پریشان کیوں ہو گئیں تھیں اور کال کیوں نہیں کر رہی امن کو؟

شائستہ معصومیت سے آپ ناراض ہو کر کہہ رہے ہیں اس لئے۔

رحمان کو شائستہ ہر روپ میں بہت بھا رہی تھی۔ میں ناراض نہیں، تمہیں ایک حقیقت بتاتا ہوں مگر تم وہ سن کر ناراض مت ہونا۔

میں امن کو اب تک دل سے قبول نہیں کر پایا۔ نعمان اور فرقان تمہارے پاس ہوں تو مجھے اچھا لگتا ہے مگر امن تمہارے ساتھ ہو تو مجھے برا لگتا ہے یا یہ کہہ لو جیلسی ہوتی ہے۔ مجھ سے اس کا تمہارے پاس ہونا برداشت نہیں ہوتا۔

میں جانتا ہوں کہ امن بہت سمجھدار اور ذہین بچہ ہے وہ یہ بات بہت اچھے سے جانتا ہو گا۔ اسی لئے وہ کل دوپہر کے کھانے میں ڈائنگ ہال میں نہیں آیا۔

تم ماں ہو اسے دیکھنا چاہتی ہو اور یقیناوہ بھی ملنا چاہتا ہو گا۔ اس کے ساتھ جا کر مزے سے ناشتہ کرو بہت ساری باتیں کرو پھر باقی کا سارا دن تو ہم دونوں ساتھ میں ہوں گے۔ اب جتنے دن ہم یہاں ہیں تم ناشتہ امن کے ساتھ کرنے جاو گی۔

●■●■●■●

ٹکڑے اٹھا اٹھا کے میرے جوڑتا ہے وہ

جڑ جاوں جب تو پھر سے مجھے توڑتا ہے وہ

رحمان کچھ دیر رکا اور شائستہ کو سمجھانے والے انداز میں اس طرح روزامن تم سے بہت ساری باتیں کرلے گا اور تم بھی دن بھر خوش رہو گی۔

پھر شائستہ کے گالوں پر انگلی پھیرتے ہوئے شرارتی انداز میں اب اٹھو جلدی سے اپنے صاجزادے کو کال کرو کہ تمہیں آکر لے کر جائے،اس سے پہلے کہ میرا ارداہ بدل جائے۔

شائستہ شرما سی گئ پھر لمحہ بھر میں اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں ہوئے۔

رحمان اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھتے ہوئے پوچھا اب کیا ہوا؟؟؟

شائستہ فون رحمان کو دیکھاتے ہوئے دراصل میرے فون میں بیلنس بھی نہیں ہے۔

رحمان شائستہ کے ہاتھ میں سیمسنگ کا نئے ماڈل دیکھ کر یہ فون کب خریدا ہے تم نے؟؟؟

شائستہ گھبرا گئ دراصل جو فون آپ نے لا کر دیا تھا وہ امی نے غصے میں پھینکا تھا میرے ہاتھ سے لے کر تو بلکل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا۔

پھر میرے پاس کوئی فون نہیں تھا تو امن نے مجھے لا کر دیا تھا۔ مجھے بیلنس بھی وہی ڈلوا کر دیتا ہے۔

مہینے میں دو بار وہ بنا کہے پیکج کروا دیتا ہے مگر اس بار شو کی وجہ سے شاید اسے یاد نہیں رہا۔

رحمان نے دل میں سوچا کہ کیسا شوہر ہے وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ اس کی بیوی کا پرانے ماڈل کا فون اسی کی ماں نے توڑ دیا اور وہ بنا فون کے رہ رہی تھی۔

ساتھ ہی پھر امن کے لئے جیلسی کا جذبہ پیدا ہوا کہ کیسا بیٹا ہے امن۔ اپنی ہر سانس کے ساتھ اپنی ماں کا خیال رکھتا ہے۔ اف کیا کبھی میں امن سے زیادہ خیال رکھ پاوں گا شائستہ کا؟؟

پھر اسے خیال آیا کہ امن جتنا ماہانہ کماتا ہو گا اس سے کہیں زیادہ اس کے دونوں بیٹوں کا جیب خرچ ہو گا مگر مجال ہے کہ دونوں نے کبھی ایک شرٹ بھی تحفے میں لا کر دی ہوئی۔

اس سوچ کے آتے ہی رحمان کا دل اداس ہو گیا اور اس کی عکاسی چہرا کرنے لگا۔

شائستہ رحمان کو پریشان دیکھ کر کیا ہوا؟ کچھ غلطی ہو گئی مجھ سے کیا؟؟

رحمان خود کو نارمل کرتے ہوئے میرا فون پکڑاو میں تمہیں اوپن کر دوں اس سے امن کو کال ملا کر اسے بلا لو۔

شائستہ نے شکریہ ادا کرتے ہوئے فون پکڑا یا رحمان نے فون کھول کر شائستہ کے آگے کرتے ہوئے سوالیہ انداز میں نمبر آتا ہے امن کا کیا زبانی؟؟

شائستہ مسکراتے ہوئے جی بلکل اپنے تینوں بیٹوں کے نمبر آتے ہیں۔

رحمان نے پھر سوالیہ انداز میں اور میرا نمبر، میرا نمبر آتا ہے کیا؟؟؟

شائستہ کچھ سیکنڈ رک گئ نہیں آپ کا اور امی کا نمبر زبانی یاد نہیں۔باقی سب کے یاد ہیں خالدہ راشدہ آپی کے، تاویلہ، عاتکہ، انعمتہ، رابعہ، یسرا، مالی بابا، اکرم بھائی عائشہ اور ابو کا تو فر فر آتا ہے۔

رحمان نے اس کی آنکھوں میں دیکھا اور میرا نمبر یاد کیوں نہیں کیا؟؟

شائستہ رحمان سے آنکھیں چراتے ہوئے آپ نے سختی سے منع کیا تھا کہ کچھ بھی ہو جائے مجھے کبھی کال مت کرنا تو جب کال ہی نہیں کرنی تو نمبر یاد کر کے کیا حاصل۔

رحمان شائستہ کی باریک باریک انگلیوں پر انگلیاں پھیرتے ہوئے آج کہہ رہا ہوں جب تک میں زندہ ہوں، تم روز مجھے دن میں ایک بار لازم کال کرو گی اور جس دن تمہاری کال نہیں آئے گی میں اس دن تم سے ناراض ہو جاوں گا۔

شائستہ صحیح سے سن نہیں سکی کہ رحمان کیا کہہ رہا ہے کیونکہ اس کا دھیان رحمان کے چھوتے لمس پر تھا اور وہ اسی کو شش میں تھی کہ رحمان کی انگلیوں کو روک سکے مگر رحمان پر عجیب سی کیفیت طاری تھی کیوں تم نے کبھی مجھے اپنے ہونے کا احساس نہیں دلایا، کہو نا؟

اس سے پہلے کہ شائستہ کچھ کہتی رحمان کے فون کی گھنٹی بجنے لگی اور اس پر فائقہ کا نام چمکنے لگا۔

رحمان فون شائستہ کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا کہہ دو کہ میں سویا ہوا ہوں۔

شائستہ رحمان کی طرف دیکھنے لگی مگر رحمان کال اٹینڈ کر چکا تھا اور فون شائستہ کے ہاتھ میں تھا۔

شائستہ فون کان کو لگاتے ہوئے اسلام و علیکم

فائقہ شائستہ کی آواز سن کر غصے میں پاگل ہو گئی اور تقریبا چلاتے ہوئے تمہاری جرت کیسی ہوئی رحمان کا فون اٹھانے کی۔۔۔ کہاں ہے رحمان؟

شائستہ نہایت شائستگی سے وہ دراصل رحمان ابھی تک سو رہے ہیں اور فون پر آپ کا نام لکھا آ

Clubb of Quality Content

رہا تھا تو مجھے لگا آپ فون نہ اٹھانے پر پریشان ہو جائیں گی اس لئے اٹھالیا۔

فائقہ دوبارہ اسی انداز میں بکواس بند کرو اور فون رحمان کو دو۔

شائستہ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور فون رحمان کی بڑھاتے ہوئے اٹھ گئی اس کے پاس سے۔

رحمان سلام دعا کرنے کے بعد امی صبح صبح اتنے غصے میں کیوں ہیں آپ؟؟؟

فائقہ رحمان کی آواز سنتے ہی کل کے تم گئے ہوئے ہو گھر سے۔

ذرا شرم لحاظ ہے کہ ماں کو ایک کال کر دوں اور ایک بات تو بتاو یہ شائستہ کی اتنی جرت کیسے ہوئی کہ تمہاری کال اٹھائے۔

اسے اس کی اوقات میں رکھنا سر چڑھالیا تو پچھتاوے مقدر بن جائیں گے۔

رحمان صرف جی امی خیال رکھوں گا۔ جی جی، جی بلکل، کہتا رہا۔

کال بند ہوئی تو فون شائستہ کو پکڑاتے ہوئے جلدی امن کو کال کرو دس بجے ناشتے کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

شائستہ رحمان کو مخاطب کرتے ہوئے آپ اٹھیں ناشتہ کرنے چلیں۔

امن کے ساتھ کل کر لوں گی۔ آپ کو بھی بھوک لگی ہو گی۔

رحمان دوبارہ لیٹتے ہوئے میں تو جناب چھٹیوں پر آیا ہوں تو میں کیوں اتنی سویرے اٹھوں؟

پھر شائستہ کی طرف دیکھتے ہوئے ذرا منہ دھو کر لپ اسٹک لگا لینا بیگم صاحبہ ورنہ روتی آنکھیں دیکھ کر امن سمجھے گا کہ میں اتنی دور لا کر بھی رلا رہا ہوں۔

شائستہ واش روم میں گئی اور منہ ہاتھ دھو کر باہر آئی پھر رحمان کے خرید کے دیئے ہوئے سوٹ میں سے ایک نکالا۔

اسے پہن کر تیار ہوئی۔ بلکل ہلکا سا میک اپ کیا۔

ایسا کہ کیسے اور جنل ہی ہو پھر امن کو رحمان کے نمبر سے کال ملائی۔

امن نے روم سروس والے سے کمرے میں چائے منگوالی تھی۔

اپنے فون پر رحمان کا نام دیکھ کر امن سمجھ گیا کہ شائستہ کال کر رہی ہے مگر پھر بھی اس نے نہایت محتاط انداز میں سلام کیا۔

دوسری طرف سے شائستہ اٹھ گئے میری جان۔ اچھا یہ بتاو کمرا نمبر یاد ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

امن جی ماماجانی۔ کیا ہوا خیریت ہے ناں۔

شائستہ پھر فٹافٹ پہنچو۔ مجھے تمہارے ساتھ ناشتہ کرنے جانا ہے اور مزید کوئی سوال جواب نہیں۔ یہاں آو پھر باتیں کریں گے۔

امن شائستہ کی کھنکتی آواز سن کر خوشی سے جھوم اٹھا۔

بچپن سے لے کر آج تک شائستہ کی ایسی آواز سننے کو ترس رہا تھا۔

امن دو سے تین منٹ کے اندر دروازے کے باہر کھڑا تھا۔ اس نے وہاں پہنچ کر شائستہ کو کال کی ماماجانی میں باہر آپ کا ویٹ کر رہا ہوں۔

شائستہ نے رحمان سے کیا میں واقعی چلی جاوں امن کے ساتھ؟؟

رحمان نے مسکراتے ہوئے کہا ہاں اور تم دروازے کی ایک چابی لیتی جاو۔

واپس آ کر پلیز گھنٹی مت دینا۔

شائستہ باہر نکلنے لگی تو رحمان شائستہ بہت زیادہ خوبصورت لگ رہی ہو۔

شائستہ مسکرا دی۔ امن کمرے کے باہر کوریڈور میں پڑے صوفے پر بیٹھا شائستہ کا منتظر تھا۔

شائستہ کا کھلتا چمکتا چہرہ دیکھ کر امن بلکل ایک باپ کی طرح خوش ہوا۔

آگے بڑھ کر شائستہ کے ماتھے پر چوما اور بلکل باپ کی طرح ڈھیر ساری دعائیں دینے لگا پھر ماما آپ تو بلکل شہزادی لگ رہی ہیں۔

شائستہ مسکراتے ہوئے بڑے ابا بننے کی ضرورت نہیں۔

امن آپ خوش ہیں ناں

شائستہ بلکل بچوں کی طرح امن کو شاپنگ کی تفصیلات بتاتی رہی اور امن دل میں دعائیں مانگنے لگا کہ اس کی ماں کی خوشیوں کو کبھی کسی کی نظر نہ لگے۔

ناشتے کے وقت ہی امن نے اپنے کسی دوست کو کہہ کر شائستہ کے فون میں پیسے لوڈ کروا دیئے۔

ناشتے کے بعد شائستہ کو کمرے میں چھوڑا اور خود کراچی دیکھنے کی نیت سے نکل گیا ساتھ میں لاہور سے آئے ہوئے تین لڑکے بھی تھے۔ جن سے کافی دوستی ہو گئی تھی۔

پیر سے لگاتار امن کے شوز شروع ہو گئے اور امن ایک ایک کر کے سارے نو شوز جیتتا رہا۔

بہت بار ایسے سوال بھی ہوئے کہ امن کو لگا اب وہ ہار جائے گا مگر اس کے شک میں دیئے جواب ٹھیک نکلے۔

نواں آخری شو جیتنے کے ایک ہفتے کے اندر اندر امریکہ جانا تھا اور جانے والے کینڈیڈٹ کے ساتھ والدیا والدہ میں سے کوئی ایک جا سکتا تھا۔

امن نے وہاں بھی شائستہ کو ساتھ لے جانے کی خواہش کا اظہار کیا۔

●■●■●■●

تم نے تو کہہ دیا کہ محبت نہیں ملی

مجھے تو یہ کہنے کی بھی مہلت نہیں ملی

شو ختم ہوا اور اگلے دن تینوں فلائیٹ سے گھر پہنچے۔ فائقہ تو شائستہ کا حلیہ اور حالت دیکھ کر ہی پریشان ہو گی۔

نئے خوبصورت اسٹائلش کپڑے، کلائی میں نفیس سا سونے کا بریسلیٹ، ناک میں ہیرے کا چمکتا کوکا، انگلی میں چمکماتی ہیرے کی انگوٹھی۔

فائقہ نے پہلے تو اوپر سے نیچے تک شائستہ کا جائزہ لیا پھر طنزیہ انداز میں یہی امید تھی تم جیسی کم ظرف سے کہ میرا بیٹا ہاتھ لگا اور تم نے لوٹ لیا کوئی خاندانی ہوتی تو ایسے نہ کرتی۔

رحمان ماں کا بگڑتا موڈ دیکھ کر امی ناراض مت ہوں۔ آپ تو جانتی ہیں شو میں کیمرا بار بار

ہم پر مار رہے تھے تو لوگ کیا کہتے جمال اینڈ سنز کے مالک کے بیٹے کی بیوی ایسے حلیے میں گلا،بازو،کان سب خالی۔

امی اپنی عزت بچانے کے لئے سب کرنا پڑا۔

فائقہ بظاہر مطمئین ہوتے ہوئے ہاں یہ تو بلکل ٹھیک کہہ رہے ہو میری جان۔

کچھ سیکنڈ نظروں سے شائستہ کا معائنہ کرنے کے بعد رحمان پر محبت جھاڑتے ہوئے کیسے گزرے دن وہاں؟؟؟

رحمان جانتا تھا اس وقت ماں کا موڈ کیسے ٹھیک کرنا ہے امی بہت مس کیا آپ کو، گھر کو۔

پھر ادھر ادھر نظر دوڑاتے ہوئے نعمان اور فرقان کہاں ہیں؟؟

فائقہ بتانے لگی نعمان کی تو رات کو واپسی ہوئی ہے کلام سے۔

بہت تھکا ہوا تھا۔ابھی تک سو رہا ہے اور فرقان کے دوست عاطف پاشا نے کل شکار کا بندوبست کیا تھا ابھی واپسی نہیں ہوئی۔

رحمان تو تھکے ہونے کا بہانہ کر کے کمرے میں چلا گیا اور شائستہ بیچاری کو سارا دن فائقہ کی جلی کٹی سننے کے لئے چھوڑ گیا۔

گھر پہنچے تو سب کی کالز آنے لگیں امن کو مبارک باد دینے کے لئے۔

آتے ہی امن کو چینل والوں کو اپنا پاسپورٹ دینا تھا۔ راشدہ اور خالدہ نے کہا وہ اس کے امریکہ جانے سے پہلے ملنے آئیں گی۔

جمال نے امن کو کال کی کہ لان میں رکھے بینچ پر اس کا ویٹ کرے اسے کچھ بات کرنی ہے۔

امن جمال کے لئے کراچی سے بہت خوبصورت، قیمتی برانڈڈ گھڑی لایا تھا۔

جمال تحفہ پا کر بہت خوش ہوا۔

امن گھر سے نکلا تو سیدھا اکرم کے پاس گیا۔ وہ کراچی سے سب کے لئے کچھ نہ کچھ تحفہ لایا تھا۔ روحان اور رحابہ کے لئے بہت سی چاکلیٹس، عائشہ کے لئے اس کے فیورٹ رنگ کا سندھی کڑھائی کا سوٹ اور اکرم کے لئے چمڑے کا مردانہ پرس۔

وہ راشدہ، خالدہ اور باقی سب لڑکیوں کے لئے بھی سندھی کڑھائی کے سوٹ لایا تھا جبکہ خرم اور زمان کے لئے اصلی چمڑے کے مردانہ پرس اور سب بچوں کے لئے چاکلیٹس۔

اکرم کو ساتھ لے کر ہینڈا سی ڈی سیونٹی موٹر سائیکل لینے چلا گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اکرم ایک ایسی مارکیٹ کے بارے میں جانتا تھا جہاں برانڈ نیو چند دن چلائی موٹر سائیکل کم قیمت پر مل جاتی تھیں۔

ایک لاکھ چالیس ہزار کی موٹر سائیکل اکرم نے امن کو ستر ہزار میں خرید وادی اور ساتھ چل کر نمبر پلیٹ بھی ایشو کروا کر بننے دے دی۔

رحمان فائقہ کے لئے سونے کا بازو میں پہننے والا بند لایا تھا اور جمال کے لئے گھڑی۔

رحمان کی لائی گھڑی کی قیمت لاکھوں میں تھی اور امن کی لائی گھڑی کی ہزاروں میں مگر جمال اپنی گھڑی کلائی سے اتار کر امن کی دی گھڑی پہن چکا تھا۔

فائقہ طنزیہ انداز میں آپ کو کیا ملتا ہے گھٹیا اور سستی چیزیں پہن کر۔

جمال گھڑی کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے فائقہ بیگم تم پیسے دیکھتی ہو اور میں خلوص۔

ایک چودہ پندرہ سال کا لڑکا مقابلے میں حصہ لینے دوسرے شہر جائے تو واپسی پر سب سوتیلے رشتوں کے لئے تحائف لائے۔

انھیں دنوں میں میرا سگا ہوتا سیر کرنے دوسرے شہر جائے۔دس بار کئی کئی لاکھ روپیہ بھی منگوائے مگر واپسی پر کسی ایک سگے رشتے کے لئے کچھ نہ لائے۔

میرے اندر ابھی انسانیت باقی ہے۔چاہے رحمان کی لائی گھڑی کہیں زیادہ قیمتی ہے لیکن کروڑوں میں سے لاکھوں باپ پر خرچنا کوئی کمال نہیں مگر سوؤں میں سے ہزاروں سو تیلے رشتوں پر خرچنا کمال ہے۔

راشدہ،خالدہ دونوں ہی بچوں کے ساتھ پہنچ گئیں تاکہ امن کو مل کر مبارک باد دے سکیں۔

دوپہر تک راشدہ پہنچ گئ اور شام سے پہلے خالدہ بھی پہنچ چکی تھی۔

رابعہ بھی پہلے بچے کی ڈلیوری کے لئے مالی بابا کے گھر آئی ہوئی تھی۔امن کو تو گھر واپس آتے کافی دیر ہو گئ۔راشدہ آئی تو شائستہ میں تبدیلی دیکھ کر اس کی بلائیں لینے لگی اور رحمان کے سدھرنے پر اس کو دعائیں دینی لگی کہ اب خدا شائستہ کی زندگی کے سب دکھ ختم کر دے۔

Clubb of Quality Content

انعمتہ،حفضہ،حمزہ سب امن کے منتظر تھے،خاص کر خرم۔اسے واپس جانا تھا مگر وہ چاہتا تھا کہ اتنا سفر کر کے آیا ہے تو امن سے مل کر جائے۔

کچھ گھنٹوں بعد خالدہ بھی پہنچ گئ۔خالدہ کے پہنچنے کے بعد شائستہ نے امن کو کال کی کہ دونوں پھوپھیاں اس سے ملنے آئیں ہیں تو جتنی جلدی ممکن ہو گھر پہنچے۔

گھر میں شادی کا سا سماں تھا۔ ہر طرف سے امن امن کی آوازیں آنے لگیں۔ اس کی ذہانت کی تعریفیں اور اس کی خوبیوں کی باتیں ہونے لگیں۔

فائقہ کو یہ سب اچھا نہیں لگ رہا اور پاس بیٹھے رحمان کو بھی اچھا محسوس نہیں ہو رہا تھا کہ اس کی سگی بہنیں اور اس کے کزن اور بہنوئی اس کے سگے رشتے اس کے سوتیلے بیٹے کو اتنی اہمیت دیں مگر وہ خاموش تھا اور وقفے وقفے سے مسکرا دیتا جبکہ جمال تو بہت خوش تھا اور اس نے امن کے آنے سے پہلے سب کے سامنے اعلان کیا کہ وہ امن کو انعام میں گاڑی دینے لگا ہے۔

فائقہ کو تو جیسے آگ لگ گئی۔ ایک دم چلا کر گاڑی کیوں ایک مل ہی اس کے نام کر دو۔ اب تک تو سات ملیں بن چکی ہیں نا تو تم پانچ اس کے نام کر دو اور باقی دو اپنے پوتوں کے نام۔

جمال سوچنے والے انداز میں واہ بیگم مشورہ تو بہت اچھا دیا ہے۔

فائقہ کا دل کیا پتھر مار کر جمال کا یا اپنا سر پھاڑ دے۔ سب ہی جانتے تھے کہ امن یہاں اندر نہیں آئے گا تو سب منتظر تھے کہ امن آئے تو لان میں جایا جائے۔ گیٹ کھلا تو موٹر سائیکل

کی آواز آئی۔

حمزہ نے آگے بڑھ کر دیوار جتنی بڑی کھڑکی سے دیکھا۔ موٹر سائیکل پورچ سے پچھلے لان کی طرف چلی گئی۔ اس پر امن بیٹھا تھا۔

حمزہ خوشی سے چلایا امن بھائی کے پاس موٹر سائیکل ہے۔ امن بھائی کے پاس بلیک کلر کی موٹر سائیکل ہے۔ شائستہ سمجھ گئی کہ خرید کر لایا ہے۔

جلی بھنی بیٹھی فائقہ بولی منگتوں کا اور کیا کام ہے۔۔۔۔ کسی سے مانگ کر لایا ہو گا۔

جمال اٹھ کر کھڑا ہوا تو کھڑکی سے پچھلے لان میں

دیکھتے ہوئے بولا ماشاءاللہ امن ایک دن نام روشن کرے گا۔ یہ لڑکا بہت ترقی کرے گا۔

پھر فائقہ کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر فائقہ بیگم وہ امن ہے۔ امن نا تو بھکاری ہے اور نا ہی منگتا۔

امن ایک خوددار بچہ ہے۔ اتنی چھوٹی عمر میں اتنا پیسہ کما کر دکھائے مجھے کوئی۔ جتنا تمہارے نعمان اکیلے کا ماہانہ جیب خرچ ہے۔ اتنا وہ کماتا ہے ایک مہینہ میں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جمال پھر رحمان سے مخاطب ہوتے ہوئے میں جانتا ہوں تمہیں بہت برا لگا ہو گا کہ نعمان کا مقابلہ امن سے کیا کم ذات سے کیا۔

یاد رکھنا رحمان تمہاری ماں نعمان اور فرقان سے محبت نہیں کر رہی بلکہ یہ ان کو بگاڑ رہی ہے۔ قارون کا خزانہ باقی نہیں بچا تھا تو ہم کیا ہیں۔

انسان کو اس قابل ہونا چاہیے کہ جیسے بھی حالات ہوں ان میں عزت سے جی سکے۔

تمہاری ماں نے تمہارے دل میں امن کے لئے زہر گھول رکھا ہے۔ اس بچے کے پاس تمہارے بیٹوں جتنی نہ تو سہولیات ہیں اور نہ سورس۔

وہ اپنے کپڑے خود دھوتا ہے۔ وہ اپنا کھانا خود بناتا ہے۔ وہ اپنی ماں کے کپڑے خود استری کرتا ہے اور ساتھ ساتھ کتنا پڑھتا ہے۔

کچھ دیر رکا اور پھر جمال فائقہ سے مخاطب ہوتے ہوئے تمہیں یہ زعم ہے کہ تمہارے ٹکڑوں پر پل رہا ہے۔ بیگم صاحبہ وہ پچھلے دو سال سے بھیک کی روٹی کھانا چھوڑ گیا ہے۔ چھوٹی سی عمر میں وہ جان گیا کہ میرا کوئی رشتہ اپنا نہیں۔

خالدہ پاس سے بولی امی اب تو دل سے نفرت نکال دیں کیا دکھ دیا ہے اس بچے نے آپ

کو۔

سب فائقہ کے ساتھ سر کھپانے میں مصروف تھے اور حمزہ الگ خوش تھا چلاتے ہوئے بولا میں تو امن بھائی کے ساتھ بائیک پر سیر کرنے جا رہا ہوں۔

راشدہ نے اسے ڈانٹ دیا ابھی بلکل نہیں۔ ابھی تو ہم سب امن سے ٹریٹ لینے والے ہیں۔

حمزہ خوشی سے چلایا مطلب امن بھائی غریب ہونے والے ہیں۔

تاویلہ اس کے سر پر پیار سے تھپڑ مار کر ایسے نہیں کہتے۔

فضیلہ اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہہ گئی آپ سب میرے پیچھے آجاو میں تو جا رہی ہوں امن بھائی سے پوچھوں میرے لئے چاکلیٹ لائیں ہیں یا نہیں۔ میں نے انھیں کال کر کے کہا تھا کہ ایک بیگ پورا بھر کر میرے لئے چاکلیٹس کا لائیں۔

حفضہ ناراض ہوتے ہوئے ماما تو میری بات ہی نہیں کرواتیں تھیں ورنہ میں بھی کہتی کہ میرے لیے بھی لے کر آئیں۔ حمزہ خوشی سے چھلانگ لگاتے ہوئے چلایا میں رات کو بھوت بن جاتا ہوں، دیکھنا رات کو جب میں بھوت بنوں گا تو ساری چاکلیٹ کھا جاوں گا۔۔۔

ہاہاہاہا۔

حمزہ کی اس حرکت پر سب نے زوردار قہقہہ لگایا۔

●■●■●■●

کاش ہم کھل کے زندگی گزارتے

عمر گزری ہے خودکشی کرتے

امن نے سب کو تحائف دیئے جو وہ ان سب کے لئے لایا تھا۔ تحائف کوئی بہت قیمتی نہیں تھے لانے والے کے جذبات بہت خالص تھے اور لینے والوں کی نظر میں وہ بیش بہا قیمت رکھتے تھے۔

پچھلے باغ میں سب نیچے گھاس پر بیٹھے امن سے پورے نو دن کے قصے سن رہے تھے پھر تاویلہ نے بات کاٹتے ہوئے امن کی توجہ اپنی بھوک کی طرف دلائی کہ بس بہت تعریفیں کرلیں ہم نے خالی پیٹ اب اور تعریف کروانی ہے تو بھئی اچھا سا کھانا کھلواو۔

امن نے مسکراتے ہوئے بلکل کہو کس نے کیا کھانا ہے آرڈر کر دیتے ہیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مگر خرم اور زمان نے منع کر دیا کہ کھانا ہم دونوں مل کر آرڈر کریں گے۔ امن پر ٹریٹ ڈیو ہے جب یہ پڑھ لکھ کر آفیسر بنے گا تب ہم سب اس سے عالی شان قسم کی ٹریٹ لیں گے۔

امن کے جانے تک راشدہ اور خالدہ دونوں ہی لاہور جمال کے گھر رکنے والی تھیں۔ سارا دن گھر میں شور ہنگامہ لگا رہتا۔ اب فائقہ کو شائستہ کو کچھ زیادہ کہنے کا موقع نہ ملتا اور رحمان کو بھی شائستہ کے ساتھ گزارنے کے لئے زیادہ وقت مل جاتا۔

تاویکہ ایف-ایس-سی کر چکی تھی۔ خالدہ اور زمان کی خواہش تھی کہ وہ لاہور جمال کے گھر رہ کر آگے ایڈمیشن لے۔

تاویلہ کو سائنس مشکل لگتی تھی تو یہی سوچا گیا کہ آگے بی-بی-اے یا بی-کام میں ایڈمیشن لے۔ زمان نے امن کی ڈیوٹی لگائی اس کے لیے مختلف کالجز کے فارم لے کر آئے اور فل ہونے کے بعد جمع بھی کروائے۔ اسی ایک ہفتے کے دوران امن نے اپنی ذمہ داری بخوبی نبھائی۔ انھیں دنوں میں امن کو نیچاد کھانے کی خاطر فائقہ کے کہنے پر نعمان کو سپورٹس کار اور فرقان کو سپورٹس موٹر سائیکل خرید کر دی گئی۔

شائستہ نے امن کو پیار سے سمجھایا کہ امریکہ وہ ساتھ نہیں جا سکتی صرف چار پانچ دن کے لئے جانا ہے وہ اکیلا چلا جائے۔

امن نے بہت ضد کی مگر وہ شائستہ کے دیئے جوابات کے سامنے خاموش ہو گیا۔

تاویلہ کا ایڈمیشن ہو گیا اور اسے خالدہ کا کمرا رہنے کے لئے دے دیا گیا۔ امن کو صرف پانچ دن کے لئے جانا تھا۔ اس نے اسی حساب سے کپڑے رکھے۔

وہ ہمیشہ بلیک یا پلین وائٹ شرٹس پہننا پسند کرتا تھا تو جمال نے اسے دو کالی اور دو سفید نئی برانڈڈ شرٹس لا کر دیں ساتھ میں ایک زبردست ٹو پیس سوٹ بھی لایا کہ اگر بعد میں کوئی پارٹی یا کچھ ہو تو فارمل کپڑے پہننے ہوں تو۔

امن جمال سے ہمیشہ پیسے اور کچھ بھی لینے سے منع کر دیتا تھا مگر اس بار اس نے خوشی خوشی تحائف لے کر رکھ لئے۔

جمال نے امن کو بہت کچھ سمجھایا تقریباً دو ڈھائی گھنٹے اسے نصیحتیں کرتا رہا اور امن پوری توجہ سے سنتا رہا۔

جب جمال اسے پیار اور دعا دے کر جانے لگا تو امن بولا دادا جان پلیز میرا ایک کام کر دیں

گے آپ۔

جمال اسے حیرت سے دیکھتے ہوئے کہو اس میں پوچھنے والی کونسی بات ہے۔

امن نے بہت ادب سے پلیز میرے واپس آنے تک آپ میری ماما کا بہت زیادہ خیال رکھنا۔ وہ کچھ کہتی نہیں مگر وہ بہت حساس ہیں۔ بس میری ماما کو کوئی دکھ اور پریشانی نہ ملے۔

جمال امن کی بات کے جواب میں مسکرا دیا۔ جمال، زمان اور خرم امن کو ائیر پورٹ چھوڑنے گئے۔

اکرم بھی ائیر پورٹ پہنچ گیا۔ شائستہ کا دل ڈوب رہا تھا۔ اس کی حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ ائیر پورٹ جاتی۔ وہ خوش تھی اور ان گنت دعائیں دے رہی تھی اسے کامیابی کے لئے مگر بیٹا شہر سے باہر نہیں ملک سے باہر جا رہا تھا۔ خالدہ، راشدہ، تاویلہ، عاتکہ، انعمتہ، نعمان، فرقان سب اسے سمجھا رہے تھے کہ پانچ دن کی تو بات ہے مگر اس کا دل کب ماننے والا تھا یہ۔

امن کے نکلنے سے پہلے اس کی نظر اتاری، صدقہ دیا، بلائیں لیں۔ امام ضامن باندھا مگر دل کو حوصلہ ہو ہی نہیں رہا تھا۔

امن ائیر پورٹ پہنچنے تک شائستہ سے بات کرتا رہا۔ اسے باپ کی طرح نصیحت اور پریشان نہ ہونے کی تاکید کرتا رہا۔ شائستہ بس دعائیں دیتی رہی۔ شائستہ کی پوری دنیا امن ہی تھا۔

نعمان جو پاس بیٹھا تھا شرارت سے بولا ماما جب میں آگے پڑھنے امریکہ جاوں گا تب بھی آپ ایسے ہی پریشان ہوں گی کیا۔

شائستہ نعمان کو سینے سے لگا کر آنسوؤں سے رونے لگی۔ کوئی کہیں نہیں جائے گا میری تو ساری زندگی کی پونجی تم تینوں ہو۔ یہیں رہ کر پڑھنا میں کیسے جیئوں گی تم تینوں کے بنا۔

اتنا خالص جذبہ تھا کہ ایک بار تو فائقہ کی آنکھیں بھی نم ہو گئیں مگر دوسرے لمحے اپنے طنزیہ انداز میں تم یہ سب ڈرامہ اپنے پاس رکھو۔

یہ غریبوں کے رونے دھونے ہیں، پیسے پاس نہیں ہوتے۔ ایک بار جمع پونجی اکٹھی کر کے بچہ بھیج دیا پھر ساری زندگی اس کی شکل دیکھنے کو ترستے رہے۔ نہ اتنے پیسے دوبارہ جمع کر پاتے ہیں کہ بچہ بلا سکیں اور نہ ہی خود کبھی ملنے جا سکتے ہیں۔

پاس بیٹھی راشدہ امی آپ جتنا حوصلہ بھی سب ماوں میں نہیں ہوتا۔ میں تو خود کبھی حمزہ کو کہیں نہ بھیجوں۔ اب خالدہ تاویلہ کو پڑھنے لاہور چھوڑ رہی ہے تو وہ اپنوں میں چھوڑ رہی

ہے۔انجان ملک میں انجان لوگوں میں نہیں۔

فائقہ غصیلے انداز میں تم دونوں بہنیں تو بس ہر وقت ماں کو غلط ثابت کرنے کی کوشش میں لگی رہتی ہو۔

امن کے پہنچنے والے دن ہی پاکستانی ٹائم کے رات آٹھ بجے شو لائیو آن ائیر ہونا تھا۔کس چینل سے کس وقت سب تفصیلات پاکستانی ٹی وی چینل والوں نے مہیا کیں تھیں اور وہ سب کینڈیڈیٹز کے گھر والوں سے رابطے میں تھے۔

بیس مختلف ممالک نے اپنے ملک کے ذہین ترین دماغ بھیجے تھے اس مقابلے میں شرکت کے لئے۔ہر ملک کی یہی خواہش تھی کہ اسی کے ملک کا بچہ جیتے۔

سب لوگ مکمل تیاری سے آئے تھے۔چینل والوں نے شرٹس کے اوپر پاکستان کے جھنڈے کے رنگ کے ہرے کوٹ پہننے کے لئے دیئے۔

سب ہی ملکوں کے کینڈیڈیٹز نے اپنے اپنے ملک کے جھنڈوں کے رنگ کے کوٹ پہن رکھے تھے۔کوٹ پر کینڈیڈیٹز کے نام اور ملک کے نام لکھے تھے۔

سب اپنے اپنے گھروں میں سانس روکے شو دیکھنے ٹی وی کے آگے بیٹھے تھے ساتھ ساتھ

سب کے لب پر امن کی کامیابی کی دعائیں تھیں۔

بیس ملکوں سے تین تین لوگ شامل تھے اور آخری روائینڈ تک صرف چھ لوگوں نے بچنا تھا باقی سب کو گھر بھیج دیا جانا تھا اوروں کی طرح دل میں رحمان بھی چاہ رہا تھا کہ امن جیت کر ہی آئے مگر زبان سے کچھ نہیں بولا۔

جمال، فائقہ، شائستہ، تاویلہ، نعمان، فرقان یہاں تک کہ گھر کے سب ملازم شو دیکھنے میں مصروف تھے۔

سوالات تو ایسے مشکل چنے گئے تھے کہ لگتا تھا سب ہی ہار جائیں گے۔ امن کے سوال کی جب بھی باری آتی سب کے دل بند ہو جاتے اور اس کے جواب دیتے ہی دل دھڑکنا شروع ہو جاتے۔

ایک ایک کر کے روائینڈ ختم ہوتے گئے اور لوگ نکلتے گئے۔ آخر تک جو چھ لوگ رہے ان میں ایک پاکستانی، ایک انڈین، ایک آئرلینڈ سے، ایک فرانس سے، ایک پولینڈ اور ایک امریکن تھا۔

ایک پاکستانی جو اگلے شو کے لئے چنا گیا وہ امن تھا اور امن کا جیتنا صرف امن کے گھر والوں

کے لئے ہی نہیں بلکہ ملک بھر کے لئے باعث فخر تھا۔

ہارنے والوں کی آنکھیں نم تھیں یہاں تک پہنچ کر ہار برداشت کرنا بہت مشکل تھا ہر کسی کے لیے۔

جیتنے والوں کے دل میں جیت کی خوشی سے زیادہ اگلے شو میں ہارنے کا ڈر نظر آرہا۔

امن نے ساتھ آئے پاکستانی چینل کے بندے سے کہا کہ اس کی بات اس کی والدہ سے کروا دو۔ جب کال آئی تو شائستہ شکرانے کے نفل پڑھ رہی تھی۔ امریکہ کا نمبر دیکھ کر رحمان نے فون اٹھالیا۔ چینل کے بندے نے فون امن کو دے دیا۔

امن نے سلام کے بعد پوچھا کیسی ہیں آپ ماما جانی اور رحمان کے اندر کا باپ جانے کس لہر میں بول گیا ماما نہیں میں بابا بول رہا ہوں۔

امن ایک دم خاموش ہو گیا۔ رحمان نے جیتنے کی مبارک باد دی اور بتایا کہ شائستہ شکرانے کے نفل پڑھ رہی ہے وہ پڑھ لیتی ہے تو اسی نمبر پر کال بیک کر کے بات کرلے گی۔

امن نے تمام بات تحمل سے سنی اور اللہ حافظ کہہ کر کال کاٹ دی۔ کال بند کر کے رحمان کو احساس ہوا کہ اسے *بابا* کا لفظ استعمال نہیں کرنا چاہیے تھا۔

نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تو رحمان نے نہ صرف اسے امن کی کال کا بتایا بلکہ کال بیک بھی کروائی اور شائستہ خیریت پوچھ کر امن کو دعائیں دینے لگی۔

ایک دن چھوڑ کر اگلے دن امن کا پھر شو تھا اور یہ فائنل شو تھا جس میں صرف تین ذہین ترین لوگ چنے جانے تھے جن کا اب سے لے کر جب تک وہ جہاں چاہیں پڑھیں مکمل تعلیمی خرچہ امریکن گورنمنٹ اٹھانے والی تھی۔ آج پھر سب کو اپنے کپڑوں کے ساتھ اپنے اپنے ملک کا کوٹ پہننا تھا۔

آج مقابلہ انسانوں کے درمیان نہیں ملکوں کے درمیان تھا۔ ہوسٹ انھیں کچھ یوں مخاطب کر رہے تھے مسٹر آئرلینڈ، مس پولینڈ، مسٹر امریکہ، مسٹر پاکستان۔

شو میں شامل کینڈیڈیٹز کے دل ایک عجیب سے ڈر سے بھرے ہوئے تھے۔

آج کا شو کچھ تھوڑا مختلف تھا ہر ایک سے چند پرسنل سوال کئے گئے جیسے اسکول کے بارے میں، بہن بھائیوں کے بارے میں، والدین کی تعلیم اور کام کے بارے میں، پسندیدہ ٹی شو کے متعلق، پسندیدہ کتاب، پسندیدہ کھانا، رنگ، کھیل اور بہت کچھ۔۔۔۔

●■●■●■●

ایسا ہے کہ شب خواب مسلسل

جو آج تو ہوتے ہیں، مگر کل نہیں ہوتے

سب کی طرح امن سے بھی اس کی پسند اور ناپسند کے جاننے کے بعد کچھ پرسنل سوال پوچھے گئے۔

پہلا سوال مسٹر امن فرام پاکستان آپ نے بہت قیمتی گھڑی پہن رکھی ہے مگر سائز سے بہت بڑی۔ یہ کیا آپ کے دادا، نانا یا والد کی ہے اور پہننے کی کیا کوئی خاص وجہ ہے؟؟

امن دراصل یہ اس انسان کی ہے جس کی وجہ سے میں آج یہاں موجود ہوں جسے لگا کہ میں اتنا ذہین ہوں کہ دنیا کے سامنے جا کر اپنے ملک کی نمائندگی کروں۔ یہ ہمارے ملک کی سب سے بڑی انجینیرنگ یونیورسٹی کے پروفیسر رانا ابرار صاحب کی ہے۔ میں نے اسے اس لئے پہن رکھا ہے کہ اس گھڑی کے ساتھ ان کا یقین جڑا ہے کہ میں جیتوں گا اور گھڑی پہننے سے وہی اعتماد اور یقین میرے اندر آجاتا ہے۔

دوسرا سوال پاکستان میں بہت اعلی اور دنیا میں موجود اسٹنیڈرٹ کے مطابق چلنے والے

بہت سے تعلیمی ادارے موجود ہیں۔ آپ ایک گورنمنٹ اسکول سے آئے ہو۔ آپ کو کیا لگتا ہے۔ سرکاری اسکول میں تعلیم کا معیار ایسا ہے کہ وہاں کے طالب علم مستقبل میں ملک اور دنیا میں کامیاب زندگی گزار سکیں؟؟

امن سوال کرنے والے کی طرف ایک خوبصورت سمائل دیتے ہوئے سر میں آج یہاں اس فورم میں پوری دنیا کے سامنے کھڑا ہوں یہی ثبوت کافی ہے پاکستان کے سرکاری اسکولوں کے تعلیمی معیار کے لئے اور وہاں کے اساتذہ کے ذہین اور محنتی ہونے کے لئے۔ میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ پاکستان میں دوسرے ملکوں کے تعلیمی نظام کو فروغ دینے کی بجائے اپنے سرکاری نظام کی بہتری کے لئے کام کرنا چاہئے۔ ہمارا تعلیمی نظام کسی بھی معیاری ملک کے تعلیمی نظام سے کم نہیں۔

تیسرا سوال اگر آپ کو ورلڈ ٹور پر جانے کا موقع ملے تو آپ کسے ساتھ لے کر جانا پسند کریں گے اور کیوں؟؟؟

امن سر مجھے کبھی بھی، کہیں بھی جانے کا موقع ملے میں ہمیشہ ہر جگہ اپنی والدہ محترمہ کو ساتھ

لے کر جانا چاہوں گا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ میرے ساتھ ہوتی ہیں تو میری ذات مکمل ہوتی ہے۔ جب میں خود مکمل نہیں ہوں گا تو ورلڈ ٹور کو انجوائے کیسے کروں گا۔

چوتھا سوال آپ آگے کیا پڑھنا چاہو گے اور کس ملک سے اعلی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہو؟؟

امن سر میں اسی یونیورسٹی *یو-ای-ٹی* میں جہاں پروفیسر رانا ابرار پڑھاتے ہیں وہاں سے پیڑولیم انجینئرنگ کرنا چاہتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ *سی-ایس-ایس* کے امتحانات دینا چاہتا ہوں۔ اگر میرے رب نے چاہا تو یہ دونوں کام کروں گا۔

پانچواں سوال آپ کا کوئی خاص خواب؟؟؟

امن کیمرے کے سامنے دیکھتے ہوئے میں اپنی والدہ کے قدموں میں دنیا کی ہر خوشی رکھ سکوں۔ ان کو ہر سکھ اور سکون مہیا کر سکوں اور ان کے لئے راحت اور فخر کا باعث بن سکوں۔

آخری سوال مسٹر امن فرام پاکستان اگر آپ یہ مقابلہ جیت جاتے ہو تو آپ پوری دنیا میں کہیں سے بھی جب تک چاہو مفت تعلیم حاصل کر سکتے ہو۔

سارا خرچہ امریکن گورنمنٹ اٹھائے گی پھر بھی آپ جیتنے کے بعد بھی پاکستان میں ہی کیوں تعلیم جاری رکھنا چاہتے ہو جبکہ باہر تعلیم کے ساتھ ساتھ بہت اچھے جاب پیکجز بھی مہیا کئے جاتے ہیں؟؟؟

امن بہت پر اعتماد انداز میں سر اس کی دو وجوہات ہیں پہلی یہ کہ مجھے یہاں اس مقام پر لانے والا میرا ملک اور میرے ملک میں رہنے والے میرے اپنے اور ان کا مجھ پر اعتماد ہے۔ آج جب میں کچھ نہیں تو میرے ملک نے مجھے اکیلے نہیں چھوڑا تو کل جب میں کچھ مقام پالوں گا تو ملک کیسے چھوڑ دوں۔

دوسری بات میری کامیابی کی ایک اور وجہ میری ماں ہے اور میں ماں سے دور رہ کر اسے اداس اور پریشان کر کے کبھی کامیابی نہیں پا سکتا۔

اگر میرے رب نے چاہا اور میں مقابلہ جیت گیا تو میری آپ کے فورم کے ذریعے امریکن گورنمنٹ سے یہی درخواست ہو گی کہ وہ میرے لئے پاکستان میں تعلیم کے اخراجات کا وظیفہ دیں۔

مجھے اپنے پیارے وطن پاکستان میں رہ کر ہی تعلیم حاصل کرنی ہے وہیں جاب کرنی ہے اور

کم از کم جب تک میری والدہ حیات ہیں وہیں ان کے ساتھ پاکستان میں رہنا چاہتا ہوں۔

سب سے جب سوال جواب ہو گئے تو مقابلہ شروع ہوا مقابلہ بہت ٹف تھا۔ ایسے ایسے سوال پوچھے جا رہے تھے کہ حاضرین اور ناظرین سب ہی انگلیاں دانتوں میں دبائے بیٹھے تھے۔

مقابلے کے دوران ایک سوال کے جواب میں آئرلینڈ سے آئی لڑکی رو پڑی اس مقام پر ہار جانا واقع ایک بہت دل دکھا دینے والا عمل تھا۔ سوال ایسے تھے کہ ہر کسی کو ایسے لگنے لگا وہ یہ مقابلہ نہیں جیتے گا۔

پہلا سوال امن سے ہندوں کی دس مشہور مذہبی کتابوں کے نام پوچھے گئے؟؟؟

امن نے آنکھیں ایسے زور سے بند کیں جیسے دماغ پر زور دینے کی کوشش کر رہا ہو۔

شائستہ سمیت سب گھبرا گئے کہ ہندوں کی مذہبی کتابوں کے بارے میں امن کیسے جانتا ہو گا۔ پیچھے کھڑی ملازمہ بولی گوروں کی یہ چالاکی ہوتی ہے کہ پاکستانی آگے نا نکلیں انھوں نے جان بوجھ کر پوچھا ہے ایسا سوال۔

ٹی وی کے آگے زمین پر بیٹھی تاویلہ نہیں ماسی "ملازمہ کو سب گھر میں بچے ماسی کہہ کر بلاتے تھے "ایسا نہیں ہے اور آپ دیکھ لینا امن کو اس سوال کا جواب ضرور آتا ہو گا۔

چند مائیکرو سیکنڈ کے بعد امن نے بند آنکھوں کے ساتھ ہی ایک سانس میں فر فر نام بتانے شروع کئے۔

ریگ ودا،رگ ہیدہ،یاجور ودا،ججر ہید،ساماودا،سام ہید،ترایی ودیھ،دانش ساگانھ،اتھروا ودا،اتھر بن ہید۔۔۔

جواب مکمل ہوااور اس نے آنکھیں کھولیں۔ ہال کی خاموشی ٹوٹی اور ہال میں تالیوں کی گونج سنائی دینے لگی۔

شائستہ نے وہیں بیٹھے بیٹھے میں شکرانے کا سجدہ کیا۔

دوسرا سوال جو امن سے ہوا پیٹرولیم انجینئرنگ کے مضامین کون کون سے ہیں۔

امن نے چند سیکنڈ کے اندر اندر جواب دی

* Production Engineering, artificial lift methods, reservoir studies, fluid properties, enhanced oil recovery techniques, well testing, well logging, natural gas transmission, and distribution, rock properties,

corrosion control in petroleum industry, petroleum

*economics, storage problems

اس کے علاوہ اور بھی ہیں جیسے کہ۔۔۔۔

مگر ہوسٹ نے روک دیا یہ کہہ کر کہ اتنے ہی کافی ہیں۔

اس کے بعد تیسرا سوال ہوا کہ سرجیکل ماسک کی کتنی لیئر ہوتی ہیں اور کون کون سی؟؟؟

امن نے آنکھیں اوپر نیچے گھمائیں جیسے اپنا ذہن ٹٹول رہا ہو اور پھر یک دم آواز آئی* تین لیئرز ہوتی ہیں۔۔سب سے باہر ہائیدروفوبک نون وہبک لیئر،درمیان میں ملٹ بلون لیئر، اور اندرونی سوفٹ ابزوربنٹ نون وہبک لیئر۔۔۔*

فائقہ جو بہت توجہ اور دلچسپی سے شو دیکھنے میں مصروف تھی شائستہ کو مخاطب کرتے ہوئے

بہن یہ بچہ کیا کھا کر پیدا کیا تھا تو نے۔

اسے کیسے سب یاد رہتا ہے،کچھ بھی پوچھو جواب دے دیتا ہے۔

فائقہ کی اس بات کے جواب میں شائستہ بہت میٹھا سا مسکرائی۔شائستہ بظاہر تو مسکرا رہی تھی

مگر اس کا دل ڈر رہا اور دعائیں کر رہا تھا کہ "یا اللہ میرا بیٹا کامیاب لوٹے۔۔۔"

امن سے اس کی باری پر چوتھا سوال بیس انگریزی میں ٹرمینلوجی بولیں جائیں گی،ان کے اسپیکنگ بتانے ہیں۔دو دو سیکنڈ کے اندر ہوسٹ ایک ایک کر کے پوچھتی گئی اور امن جلدی جلدی بتاتا گیا۔

دو لفظوں پر چند مائیکرو سیکنڈ کے لئے رکا اور اس کے رکتے ہی کتنے لوگوں کی دھڑکن رک گئی مگر اس نے بیس کے بیس اسپیلنگ بلکل ٹھیک اور مقررہ وقت تک بتا دیئے۔

دس سوال ہو چکے تھے اور ایک کینڈیڈٹ نکل چکی تھی۔جلدی جلدی سوالات کا سلسلہ جاری رکھا گیا اور بیس سوالات کے بعد دو لوگ شو سے نکل کر اڈیئنس میں بیٹھ چکے تھے۔

جب وہ دونوں نکلے تو دونوں ہی رو رہے تھے چند سیکنڈ کے لئے شو روکا گیا اور پھر سوالوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

اب پھر کسی ایک کو نکلنا تھا۔وہ ایک کون ہو گا سب کینڈیڈیٹز کے دل زور زور سے دھڑک رہے تھے۔مزید دس سوال پوچھے گئے اور ایک اور نکل گیا۔جانے والا اپنے پیچھے سارے ماحول کو دکھی کر گیا۔

اب تین لوگ بچے تھے۔مس بیلا تو مس فرانس سے،مسٹر شرما گھپتا انڈیا سے اور مسٹر امن

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شائستہ پاکستان سے۔اب ان تینوں میں مقابلہ ہونا تھا۔جس میں پہلی دوسری اور تیسری پوزیشن دی جانی تھی۔

دوبارہ سے سوالوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور سب کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں کہ اب کون پہلی،دوسری اور تیسری پوزیشن لے گا اب مقابلہ بہت سخت تھا کیوں کہ تینوں ہی ذہین ترین لوگ تھے۔

●■●■●■●

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آج تک اپنی بے کلی کا سبب
خود بھی جانا نہیں کہ تجھ سے کہیں

ہوسٹ سامنے آئی اور نتیجہ کا اعلان کرتے ہوئے

مسٹر امن جو کہ پاکستان سے ہیں پہلے نمبر پر آئے ہیں جو کہ نویں جماعت کے طالبعلم ہیں۔انھیں آگے کی ساری تعلیم مفت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ تین لاکھ روپیہ ماہانہ جیب

خرچ دینے کے علاوہ ان کے من پسند ملک میں من پسند جاب ڈھونڈنے میں مکمل مدد دینے کا کہا گیا۔

مس بیلا جو کہ فرانس سے ہیں دوسرے نمبر پر آئی ہیں جو کہ تیرھویں جماعت کی طالبہ ہیں اسے آگے کی ساری تعلیم مفت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ دو لاکھ روپیہ ماہانہ جیب خرچ دینے کے علاوہ اپنے من پسند ملک میں من پسند جاب ڈھونڈنے میں مکمل مدد دی جائے گی۔

مسٹر شرما جو کہ انڈیا سے ہیں تیسرے نمبر پر آئے ہیں جو کہ گیارہویں کا طالبعلم ہے اسے آگے کی ساری تعلیم مفت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ایک لاکھ روپیہ ماہانہ جیب خرچ اور من پسند ملک میں من پسند جاب ڈھونڈنے میں مدد دی جائے گی۔

امن کو تو جیسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔وہ وہیں سجدہ ریزہ ہو گیا۔

کتنی ہی دیر روتے روتے سجدے میں گزار دی پھر اسے مائیک میں اپنا نام سنائی دیا۔

مسٹر امن۔۔۔مسٹر امن اور امن نے آنسوؤں سے تر چہرہ اوپر اٹھایا اور کیمرے کی طرف دیکھ کر نعرہ لگایا پاکستان زندہ باد۔۔۔میری ماما تابندہ باد۔۔۔آئی لو یو ماما۔۔۔آئی لو یو

شائستہ بھی رونے لگی اور سجدے میں چلی گئی۔ راشدہ خالدہ اور جانے کس کس کے فون آنے لگے۔ پروفیسر رانا ابرار نے کال کی جمال کو میں پچھلے بیس سال سے یونیورسٹی میں پروفیسر ہوں مگر مجھے میرے اپنے ڈیپارٹمنٹ کے سب سینئر نہیں جانتے تھے۔

آج امن کی وجہ سے لوگ مجھے جاننے لگے ہیں۔ جمال احمد یاد رکھنا یہ بچہ احسان فراموش نہیں ہے اور یہ بھی کہ یہ بچہ بہت آگے جائے گا۔ کامیابی اس کے قدم چومے گی۔

ساتھ میں دعوت دی کہ جیسے ہی امن کی پاکستان واپسی ہو اسے میرے گھر لانا میں اسے اپنی فیملی سے ملوانا چاہتا ہوں۔

رانا ابرار کی کال بند ہوئی تو اکرم شائستہ کے بھائی نے جمال کو کال کی۔

جمال نے کال اٹھائی اسلام و علیکم جمال صاحب۔۔۔ کیسے ہیں آپ؟

پہلے تو امن کی کامیابی بہت بہت مبارک ہو آپ کو۔ امن کو اس مقام تک پہنچانے کا سارا سہرا آپ کے سر جاتا ہے۔ دوسرا مجھے کچھ اور بات بھی کرنی تھی۔ اس یقین اور امید کے ساتھ کہ آپ مجھ ناچیز کی عاجزانہ درخواست ضرور قبول کریں گے۔

جمال جواب میں امن کی کامیابی تو آپ کو بھی بہت مبارک ہو آخر بھانجا ہے آپ کا۔ جی کہیئے آپ کیا کہنا چاہتے تھے۔

اکرم بہت تمیز اور محبت بھرے لہجے میں دراصل میری اور عائشہ کی خواہش ہے کہ امن کے پاکستان آتے ہی آپ سب ہماری ڈنر کی دعوت قبول کریں۔

جمال بات دہراتے ہوئے *ڈنر*۔۔۔اس کی کوئی ضرورت نہیں۔امن آئے گا تو سب سے پہلے ملنے آئے گا آپ کو۔

اکرم اپنی بات پر زور دیتے ہوئے دراصل جب سے شائستہ شادی ہو کر آپ کے گھر آئی ہے۔ آج تک آپ سب ہماری طرف دعوت پر نہیں آئے۔

ہم نے بھی کبھی زور نہیں دیا مگر اب موقع ہے تو سوچا کہ آپ سب کو دعوت دے دوں۔

آپ پریشان مت ہوں آپ کے شایان شان ہی دعوت کا بندوبست کروں گا۔

گھر پر نہیں بلکہ مونال ہوٹل جو کہ گلبرگ میں ہے آپ یقینا کئی بار گئے ہوں گے وہاں۔۔۔ وہاں سب کے لئے بکنگ کروادی ہے میں نے آپ سب کی۔ بیٹیوں،داماد ان کے بچے اور آپ سب۔ پلیز منع مت کیجئے گا مجھے دکھ ہو گا۔

اکرم کی آواز میں اتنی محبت تھی کہ جمال نے حامی بھر لی تو طے ہوا کہ امن کے آتے ہی جو ہفتہ آئے گا اس رات سات بجے سب وہاں پہنچ جائیں گے۔

کال بند کی تو شو کا بقیہ حصہ بریک کے بعد شروع ہوا جس میں تینوں کامیاب کینڈیڈیٹز کپڑے بدل کر فارمل ڈریسز میں آئے۔ امن نے بھی جمال کا دیا ہوا ٹو پیس پہنا ہوا تھا۔ امن بلکل کسی ملک کا شہزادہ لگ رہا تھا۔ ہلکی ہلکی سی نکلتی مونچھ، پانچ فٹ گیارہ انچ قد جو ابھی بیس سال کا ہونے تک کم از کم تین فٹ مزید بڑھنا تھا۔ صاف گندمی رنگت، کالے گھنے آرمی کٹ میں کٹے بال، تیکھا ناک، گہری چمکتی کالی آنکھیں، میرون ہونٹ کسی بھی لڑکی کا آئیڈیل بننے کی ساری خوبیاں تھیں اس میں۔

آج تک رف حلیے میں رہنے والا لڑکا آج ٹو پیس پہن کر بہت مختلف اور نکھرا نکھرا الگ رہا تھا۔ بلکل بھی پہچان میں ہی نہیں آرہا تھا۔

فائقہ بے اختیار بولی یہ کیا؟؟؟ کیا یہ امن ہی ہے؟؟؟

اب کیمرا مین ہر زاویے سے جیتنے والوں کے چہرے پر کیمرا مار رہے تھے اور سب کے کھلکھلاتے چہرے ان کے اپنوں کو دکھا رہے تھے۔

سب ہی کمیرے کو دیکھ دیکھ اپنوں کو سمائل دے رہے تھے۔اس بریک کے دوران میں شو والی جگہ کا سیٹ بدل دیا گیا اور اسٹیج بنا دیا گیا پھر سارے جیتنے والوں کو باری باری بلایا گیا اور انھیں اپنے اپنے والدین سے کچھ کہنے کے لئے کہا گیا۔

سب سے پہلے امن کی باری تھی کیونکہ اس نے پہلی پوزیشن لی تھی۔

امن نے اسٹیج پر آتے ہی سب سے پہلے مائیک میں اپنی ماں کو مخاطب کیا مجھے صرف اور صرف اپنی ماما سے کہنا ہے کہ ماما آپ دنیا کی سب سے اچھی ماں ہیں۔ آپ نے میرے لئے جو بھی کیا وہ کوئی بھی نہیں کر سکتا۔

ماما اتنے دن آپ سے دور رہنے کی وجہ سے ایک رات بھی سو نہیں پایا۔ جب واپس آوں گا تو آپ کی گود میں سر کر سوں گا اور آپ مجھے وہی لوری سنانا جو بچپن میں سنا کر سلاتی تھیں اور اس کی آنکھیں آنسوں سے بھر گئیں۔

امن کا انداز ایسا تھا کہ ہال میں موجود ہر ایک کی آنکھ نم ہو گئی۔ ہوسٹ نے امن کو پیچھے سے کندھے پر تھپکتے پوچھا کیا آپ کو یاد ہے وہ لوری جو آپ کی والدہ سناتی تھیں۔۔۔ ہم بھی سننا چاہیں گے۔

امن مسکراتے ہوئے وہ تو میں کبھی بھول ہی نہیں سکتا۔

نندیا رانی آجا۔۔۔

نندیا پور سے آجا۔۔۔

اڑن طشتری میں بیٹھ کر آنا۔۔۔

ساتھ میں اپنے پریوں کی ٹولی لانا۔۔۔

پریو آو۔۔۔جلدی آو

جلدی سے آکر میرے منے کو سلاو۔۔۔

سورج بھائیا دوڑو بھاگو۔۔۔ گھر کو جاو ۔۔۔

میرے منے کو ہے سونا۔۔۔

چاند ماموں جلدی آو۔۔۔

جلدی۔۔جلدی۔۔جلدی آو۔۔۔

ساتھ میں اپنے تاروں کی بارات لاو۔۔۔

بلبل، کوئل، مینا لوری گاو ۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میرے منے کو سناو۔۔۔ میرے منے کو سلاو۔۔۔

سو جا میرے منے، سو جا۔۔۔

تجھ کو نیند نگر جانا ہے۔۔۔

وہاں سے اپنے خواب چننے ہیں۔۔۔

بہت اونچا اڑنا ہے۔۔۔

آسمان کو چھونا ہے۔۔۔

سو جا میرے منے۔۔۔ سو جا

شائستہ کی آنکھیں نم ہو گئیں اور ہونٹ کانپنے لگے۔

●■●■●■●

تین سال بعد۔۔۔

نعمان اور فرقان جہاں پڑھ رہے تھے وہ کیمبرج بورڈ مطلب انگلیڈ کے بورڈ پڑھایا جاتا تھا اور وہی سسٹم بھی تھا تو نعمان نے اے ٹو لیول کر لیا جو پاکستانی بورڈ کے تیرھویں کے برابر درجہ رکھتا تھا جبکہ فرقان نے او لیول کر لیا جو کہ پاکستانی تعلیمی نظام کے مطابق

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

گیارہویں کا درجہ رکھتی تھی۔

رابعہ ایک عدد بیٹی کی ماں بن چکی تھی۔ آسیہ ایف-ایس-سی کر کے بی-ایس-سی میں داخلہ لینے کی تیاری کر رہی تھی۔

تاویلہ بی-بی-اے کر کے ایم-بی-اے میں جا چکی تھی اور فنانس میں ماسٹرز کر رہی تھی۔

عاتیکہ جو نعمان اور امن کی ہم عمر تھی وہ بھی بارہویں کر چکی تھی جبکہ انعمتہ اور عاقیلہ دونوں میٹرک پاس کر کے گیارہویں میں تھیں۔

امن نے ایف-ایس-سی میں پورے پاکستان میں ٹاپ کیا اور وہ اب یو-ای-ٹی مطلب یونیورسٹی اف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنولوجی لاہور میں بی-ایس-سی پیٹرولیم انجینئرنگ میں ایڈمیشن لے چکا تھا۔

مگر یونیورسٹی میں نیا سیشن دو ماہ بعد شروع ہونا تھا۔ نعمان اور فرقان عام بچوں کی طرح پورے پورے نمبر لے کر پاس ہوئے۔ نعمان اور فرقان دونوں ہی آگے پڑھنے امریکہ جانا چاہتے تھے۔

جمال اس کی مخالفت کر رہا تھا اس کے کہنے کے مطابق یہاں پاکستان میں بھی امریکن

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسٹنیڈرٹ کے کالجز اور یونیورسٹیاں موجود تھیں۔ گھر سے دور پردیس جانے کی بجائے سب کے ساتھ رہا جائے جبکہ فائقہ چاہتی تھی وہ کیا جائے جس میں نعمان اور فرقان کی خوشی ہے۔

دونوں بچے دادے کو اپنی خوشیوں کا دشمن جاننے لگے اور جب بھی موقع ملتا فائقہ کے کان بھرتے کہ امن نے شو کے لئے جانا تھا تو دادا ابو نے خود سب تیاری کروائی تھی اور ہم تو مستقبل بنانے جانا چاہتے ہیں۔

ہمارے زیادہ دوست وہیں جا رہے ہیں اور امریکہ نہیں تو انگلینڈ، پولینڈ، اٹلی، فرانس، آئرلینڈ کہیں بھیج دیں مگر دادو پاکستان میں پڑھائی کا کوئی اسکوپ بھی نہیں اور پڑھنے کا مزا بھی نہیں۔

دیکھیں دادو۔۔ آپ خود دیکھیں دادا ابو اس سوتیلے امن کو ہم سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ اس کی ہر بات مانتے اور سنتے ہیں مگر ہم دونوں کو ہمیشہ ذلیل ہی کرتے ہیں۔

نعمان اور فرقان دونوں ہی جانتے تھے کہ فائقہ امن سے نفرت کرتی ہے تو اسی نفرت کو ہتھیار بنا کر استعمال کر رہے تھے۔

جمال نے دیکھا کہ نعمان اور فرقان ناراض ناراض رہنے لگے ہیں تو خاموش ہو گیا اور اجازت دے دی۔ دونوں بچوں کے ساتھ ساتھ رحمان بھی بہت خوش ہو گیا کہ میرے بیٹے امن سے دور ہو جائیں گے اور انھیں ذہنی کمتری کا جو احساس ہے وہ ختم ہو جائے گا۔

تاویلہ کے ساتھ ساتھ خالدہ کی بیٹی عاتیکہ بھی لاہور نانا کے گھر شفٹ ہو چکی تھی آگے تعلیم حاصل کرنے جبکہ راشدہ نے لاہور میں ہی اپنا گھر بنا لیا تھا اور ایک سال پہلے وہاں شفٹ ہوئی تھی مگر پہلے کی طرح آج بھی ایک ہفتے کی بھی چھٹی ہوتی تو دونوں بہنیں باپ کے گھر رہنے آجاتیں۔

نعمان اور فرقان کے امریکن کالجز میں ایڈمیشن اور دو ہفتوں کے اندر روانی کی خبر سنتے ہی دونوں جمال کے گھر پہنچ گئیں۔

رات ڈنر کے بعد جب سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے تو خالدہ اور راشدہ جمال اور فائقہ کے کمرے میں آئیں۔ ہمیشہ سے ہی انھیں جب کوئی بات کرنی ہوتی تو وہ ڈنر کے بعد جمال کے کمرے میں جا کر دونوں والدین کی موجودگی میں بات کرتی تھیں اور فائقہ جانتی تھی کہ ایسے آنے کا مطلب ہے کہ کوئی بڑا موضوع ہے جس پر بات کرنی ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جمال کی عادت تھی کہ وہ رات سونے سے پہلے کوئی نا کوئی کتاب ضرور پڑھتا تھا۔ پہلے وہ اپنی خرید تا تھا مگر جب سے اس نے امن کے چھوٹے سے کمرے میں خوبصورت سی لابئیری دیکھی تھی۔ اس نے اپنی تمام کتابیں امن کو دے دیں اور یہ امن کے لئے بہت قیمتی تحفہ تھا اور اب وہ امن کی ہی لابئیری سے کتاب لیتا پڑھ کر واپس کرتا اور دوسری لے لیتا۔

ایک اہم بات یہ کہ امن نے جمال کی اجازت سے پچھلے بڑے سے لان کا کچھ حصہ اپنے کمرے کے ساتھ جوڑا تھا۔ وہاں اس نے ایک چھوٹا سا مگر بہت خوبصورت کچن اور ایک بہت ہی زیادہ خوبصورت لابئیری بنائی تھی جس میں ہر طرف شیلف ہی شیلف تھے جو کتابوں سے بھرے ہوئے تھے اب امن کا کمرا کافی کھلا لگتا تھا۔ فریج، مائیکرو ویو، چولھا، برتن سب جو پہلے کمرے میں تھے اب اس خوبصورت اور جدید طرز پر بنے کچن میں چلی گئیں تھیں چیزیں۔

خالہ رشیدہ کی چارپائی آج بھی امن کے کمرے میں تھی اور شائستہ دن کو وہیں اس چارپائی پر آرام کرتی تھی۔ شائستہ کے کپڑے اور سامان آج بھی امن کے کمرے میں تھا کیونکہ رحمان راحیلہ کی چیزوں کو ذرا برابر بھی اپنی جگہ سے ہلانے کا روادار نہیں تھا۔

دروازہ ناک ہونے پر جمال سمجھ گیا کہ اس کی بیٹیاں آئیں ہیں۔ بہت محبت بھرے انداز میں بولا آجاو میری شہزادیوں دروازہ کھلا ہے اور دونوں خالدہ اور راشدہ اندر چلی گئیں۔

خالدہ نے پیچھے سے دروازہ بند کر دیا کہ ان کی بات کوئی اور نہ سن سکے۔

جمال نے کتاب بند کر کے سائیڈ پر رکھ دی اور ان کی طرف پوری توجہ سے بیٹھ گیا جبکہ فائقہ ڈریسنگ ٹیبل پر بیٹھی ہاتھ اور منہ پر لوشن لگا رہی تھی۔

خالدہ بات شروع کرتے ہوئے ابو آج ہم اپنی نہیں بچوں کی بات کرنے آئیں ہیں۔

فائقہ ایک دم بولی دیکھو خالدہ اگر تم دونوں یہ کہنے آئی ہو کہ نعمان اور فرقان کو امریکہ نہ بھیجا جائے تو یہ مشورہ اپنے پاس رکھو۔ تم نے اپنی دونوں بیٹیاں باری باری لاہور پڑھنے بھیجیں کیا تب ہم نے یا رحمان نے منع کیا۔

فائقہ کے انداز نے خالدہ کا دل دکھا دیا۔ اسے ایسے لگا کہ اس کی ماں طنز کر رہی ہے۔

جمال اور راشدہ نے بھی یہ بات نوٹ کی۔

راشدہ نہیں امی ہم کیوں ایسا سوچیں گے۔ رحمان ان کا باپ ہے جو اسے مناسب لگے وہی کرے اور آپ دونوں موجود ہو اسے اور ہمیں گائیڈ کرنے کے لئے۔

جمال سے اپنی بیٹی کی بجھی شکل دیکھی نہیں جا رہی تھی تو فائقہ سے ناراض ہوتے ہوئے بولے بچیاں مجھ سے بات کرنے آئیں ہیں تو تم چپ رہ سکتی ہو تو ٹھیک ورنہ کچھ دیر کمرے سے باہر چلی جاو۔

فائقہ کو جمال کا انداز اور لہجہ بہت برا لگا مگر خاموشی سے واپس منہ ڈریسنگ ٹیبل کی طرف کر کے لوشن لگانے میں مصروف ہو گئی۔

بیٹیوں کو خاموش دیکھ کر جمال میری شہزادیوں ایک بات یاد رکھنا تم دونوں اپنے ابو کی جان ہو اور اپنے ابو سے بات کرنے کے لئے تم دونوں کو کسی قسم کی تمہید باندھنے کی ضرورت نہیں۔

اچھا چلو اب بتاو کہ کیا ضروری بات تھی جو میری بیٹیاں کرنے آئیں تھیں۔

اب خالدہ کی بجائے راشدہ نے بات شروع کی ابو خالدہ کی فضیلہ اور میرا حمزہ تقریبا برابر ہیں۔ ہم دونوں ان کا رشتہ کرنا چاہتی ہیں صرف یہ کہ جب بچے تعلیم مکمل کر لیں تو ہم انھیں ایک دوسرا کا کر دیں

فائقہ مسکراتے ہوئے یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ غیروں میں دینے سے آپس میں رشتہ

کرو۔ دیکھو تم دونوں اپنی پھوپھیوں کے گھر ہو تو ماشاءاللہ کتنی خوش اور مطمئین ہو۔ یہ تو خوشی کی خبر ہے بہت۔

پاس بیٹھا جمال بھی مسکرا دیا۔

راشدہ نے بات دوبارہ شروع کی امی ہمارے پاس گھر میں مزید تین لڑکے ہیں اور ہم چاہتے ہیں باقی تین لڑکیوں کے بھی رشتے ان سے طے ہو جائیں۔

جب جب جو جو تعلیم مکمل کرے اس کی ذمہ داری سے فارغ ہوا جائے یہ بات ہم اس لئے ابھی کر رہی ہیں کہ۔۔۔

فائقہ نے بات درمیان میں کاٹ دی تین لڑکے کونسے؟؟

راشدہ تھوک گلے سے نیچے نگلتے ہوئے نعمان، فرقان اور امن

امن کا نام سننا تھا کہ فائقہ چلانے کے انداز میں نہایت غصے سے بولی امن کو تم دونوں میں سے کسی نے بھی بیٹی دینے کا سوچا تو میں اسے اپنا دودھ نہیں بخشوں گی۔

وہ میرا مرا منہ بھی نہیں دیکھ سکے گا اور نہ ہی میں اپنی زندگی میں اس سے کسی بھی قسم کا کوئی تعلق رکھوں گی۔

جمال کو فائقہ کی نفرت کا ہمیشہ سے اندازہ تھا مگر اس حد تک کہ ایک ہونہار اور ذہین بچہ ہونے کے باوجود وہ چاہتی تھی کہ خاندان کی کوئی بیٹی اس سے تعلق نہ رکھے۔

جمال فائقہ کو مخاطب کرتے ہوئے فائقہ بیٹیاں باہر جائیں گی تو ہزار ڈر ہوتے ہیں۔ امن کو بیٹی دی تو تم دیکھ لینا باقی سب سے زیادہ خوش رہے گی۔

مگر فائقہ کی نفرت اس حقیقت کو کب تسلیم کرنے والی تھی۔ جمال کچھ سوچتے ہوئے تاویلہ کا ایم-بی-اے اگلے سال مکمل ہو جائے گا نا۔ اس کے لئے دیکھا کوئی رشتہ۔

خالدہ پریشانی کے عالم میں ابو پچھلے سال سے دیکھ رہے ہیں مگر کہیں بھی باہر بیٹی دیتے دل ڈرتا ہے۔ لوگ نظر کچھ آتے ہیں اور ہوتے کچھ ہیں۔

جمال فکریہ انداز میں یہ تو ٹھیک کہہ رہی ہو؟؟

فائقہ پاس بیٹھی سن رہی تھی۔

جمال خاموش ہوا تو بولی میں رحمان سے بات کرتی ہوں نعمان اور فرقان کے جانے سے پہلے رشتے طے کر دے۔ اب بتاو تم دونوں سوچ کر کہ خالدہ کی عاتیکہ اور راشدہ تمہاری انعمتہ دونوں ہی نعمان کی عمر کے آگے پیچھے ہیں تو کس ایک سے رشتہ کرنا ہے۔

خالدہ نے راشدہ کی طرف دیکھا اور بولی امی ہم نے سوچا تھا کہ میری عاتیکہ اور امن جبکہ راشدہ کی انعمتہ اور نعمان۔اب آپ نے اتنی بڑی باتیں کہہ دی ہے کہ ہم امن کے بارے میں تو سوچ بھی نہیں سکتے مگر میں نے راشدہ سے یہی بات کی تھی تو اب آپ رحمان سے راشدہ کی انعمتہ اور نعمان کی بات کریں۔

جمال اپنی بیٹیوں کو دیکھ کر سوچ رہا تھا کہ واقعی بیٹیاں نعمت ہوتی ہیں۔ایک دوسرے کے بچوں کا بھی سوچتی ہیں۔

اسے یاد آیا کیسے اس کی بہنیں خوشی خوشی اس کی بیٹیاں بیاہ کر لے گئیں اور آج تک دونوں سکھی ہیں۔

فائقہ نے بات آگے بڑھائی اور فرقان کے لئے۔۔۔؟؟؟

راشدہ بولی خالدہ کی عاقیلہ۔

خالدہ کی چار بیٹیاں ہیں۔ایک میں حمزہ کے لئے لوں گی اور ایک رحمان فرقان کے لئے لے تو دو ہی باہر جائیں گی۔

فائقہ کچھ سوچتے ہوئے بولی اللہ بچیوں کے نصیب اچھے کرے۔

میں صبح ہی بات کروں گی رحمان اور پھر بچوں کے جانے سے پہلے گھر میں ہی سب کی اکٹھی ایک چھوٹی سی رسم کر لیں گے۔

خالدہ اور راشدہ دونوں نے اٹھ کر ماں کو ہیگ کیا اور شکریہ ادا کیا البتہ جمال نے ایک بار پھر کہا فائقہ ایک بار خالدہ کی عاتیکہ اور امن کے بارے میں سوچو تو سہی۔

اس بات کے جواب میں فائقہ بولی خالدہ میں وعدہ کرتی ہوں امن سے کہیں بہتر لڑکا ڈھونڈ کر دوں گی عاتیکہ کے لئے مگر پہلے ان بچوں کی رسم کر لیں اور ساتھ ساتھ تاویلہ کے لئے رشتہ دیکھو اس کی عمر ہو گئی ہے شادی کی۔

●■●■●■●

درد کو دل میں اتارنے سے پہلے

تجھے نہیں چھوڑ سکتا خود کو مارنے سے پہلے

خالدہ فائقہ کو مخاطب کرتے ہوئے امی آپ رحمان سے بات کر کے تو ہم دونوں کی ساس سسر کو بھی بلا لینا اور کل دن میں ہم جا کر بچوں کے لئے کپڑے اور انگوٹھی لے آتے ہیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جمال جو اپنی بیٹیوں کو خوش دیکھ کر بہت خوش تھا بولا بیٹا انگوٹھی کی ابھی ضرورت نہیں۔ لڑکوں کے لئے اچھی سی گھڑی انھیں پسند کروا کے لے لیتے ہیں اور بچیوں کے لئے گلے میں پہننے والا باریک سا چین سیٹ لے لیتے ہیں تا کہ بچے آرام سے ہر وقت پہن سکیں۔ کیا خیال ہے فائقہ؟

فائقہ مسکراتے ہوئے بلکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔

جمال پھر فائقہ سے مخاطب ہوا ایسا کرنا رحمان سے بات کر کے تم انعمتہ،عاقیلہ اور فضیلہ کو ساتھ لے جانا۔ان کی پسند سے لے دینا چین سیٹ اور رسم میں پہننے کے لئے تینوں کو ان کی پسند کے سوٹ لے دینا۔

میں نعمان،فرقان اور حمزہ کو لے جاوں گا تا کہ وہ اپنی پسند کی گھڑیاں لے لیں اور سوٹ بھی لے دوں گا رسم میں پہننے کے لئے۔

خالدہ اور راشدہ خوشی خوشی ماں باپ کو شب بخیر کہہ کر کمرے سے نکل آئیں۔

خالدہ کو دکھ تھا کہ فائقہ نے امن کے ساتھ رشتہ کرنے سے منع کر دیا مگر خوش تھی چلو کچھ بچیاں تو گھر کی گھر میں ہی رہیں گی۔

دونوں بہنیں بہت خوش تھیں۔ صبح کی پلاننگ کرنے لگیں اور انتظار کہ صبح کا دن بہت خاص تھا بہت سارے لوگوں کی زندگی کے لئے۔

اگلے دن صبح فائقہ نے رحمان کو کمرے میں بلوایا۔ جمال بھی وہیں موجود تھا۔ فائقہ نے ملازمہ سے چائے کمرے میں ہی لانے کو کہہ دیا۔

رحمان نے فائقہ سے امی خریت ہے نا۔ اتنی صبح صبح آپ نے بلوایا ہے؟؟

فائقہ نے ساری بات بتائی اور کہا کہ اسکی اور جمال دونوں ہی کی یہی خواہش ہے۔

رحمان کچھ سوچتے ہوئے امی کیا خالدہ اور راشدہ نے بچیوں سے ان کی رائے لی ہے؟؟؟

فائقہ سوچتے ہوئے یہ تو میں نے نہیں پوچھا مگر میں جانتی ہوں کہ بچیوں کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

رحمان کسی انجانے خدشے کے پیش نظر بے خودی میں کہہ گیا امی اعتراض نہ ہونا اور دل سے رضامندی ہونا دو الگ باتیں ہیں۔ آپ انھیں کہیں بچیوں سے ان کی رائے لیں۔

میں بھی نعمان اور فرقان کی رائے لوں گا۔ ان کی رضامندی کے بنا میں یہ فیصلہ نہیں کر سکتا۔

Clubb of Quality Content

جمال رحمان کی بات کی تائید کرتے ہوئے رحمان ٹھیک کہہ رہا ہے بچوں کی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ کرنا ہے تو بچوں سے مشورہ کرنا تو بنتا ہے۔

تم خالدہ، راشدہ سے کہنا بچیوں سے بات کر لیں اور رحمان نعمان اور فرقان سے بات کر لے پھر رات میں بات کرتے ہیں۔

فائقہ نے خالدہ اور راشدہ سے کہا کہ وہ لازم بچیوں سے ان کی رائے پوچھیں۔ خالدہ اور راشدہ کے خیال میں انھیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا مگر فائقہ اور جمال کے کہنے پر دونوں نے بچیوں کو بیٹھا کر پوچھا کہ اگر انھیں اعتراض ہے تو بتائیں یا کوئی سوال دماغ میں ہے تو بھی۔

فضیلہ نے ضرور پوچھا ماما حمزہ تو بھائی ہے نا۔

جس پر خالدہ نے کہا بیٹا بلکل بھائی ہے مگر ہمارے مذہب میں خالہ زاد، پھوپھو زاد، تایا اور ماموں زاد بہن بھائیوں کے رشتے جائز ہیں جیسے آپ کے بابا میری پھوپھو کے بیٹے تھے مگر شادی ہو گئی نا۔

کسی بھی بچی کو کوئی اعتراض نہیں تھا مگر انھیں بس عجیب لگ رہا تھا۔

رحمان نے نعمان سے بات کی تو اس نے صاف صاف منع کر دیا بابا ابھی مجھے آگے پڑھنا ہے، فیوچر بنانا ہے، آپ میری منگنی کر دیں گے اور مگر مجھے امریکہ میں کوئی لڑکی اچھی لگ گئی تو میں کیا کروں گا؟؟

کیا میں اس لئے انعمتہ سے شادی کروں کہ وہ میرے نام پر بیٹھی ہے اور پھر کیا میں اسے خوش رکھ سکوں گا۔ وہ ایک ان چاہی ساتھی ہو گی تو میں اس کے ساتھ خوش نہیں رہوں گا اور جب میں خوش نہیں ہوں گا تو اسے کیسے کسی بھی قسم کی خوشی دوں گا۔

بابا ایک وقتی جذباتی فیصلہ کتنی زندگیاں برباد کر دے گا۔

رحمان کو ایسے جواب کی امید بلکل نہیں تھی پھر اس نے فرقان سے پوچھا تو فرقان نے بھی وہی جواب دیا اور کہا بابا ابھی میں بہت چھوٹا ہوں اور میری شادی میں بہت وقت ہے تو میں تو بلکل بھی حامی نہیں بھروں گا۔ آپ فضول میں پھوپھو کو کوئی امید نہ دلانا۔

رحمان نے اپنے دونوں بیٹوں کو بہت سمجھانے کی کوشش کی مگر وہ دونوں نہ مانے۔

فائقہ نعمان کے کمرے میں آئی رحمان سے جاننے کہ دونوں بچوں کی کیا رائے ہے تو نعمان بہت پیار سے فائقہ کے پاس بیٹھتے ہوئے دادو ابھی شادی میں کم از کم سات آٹھ سال

پڑے ہیں تب زندگی کیا رنگ بدلتی ہے۔

اگر انعمتہ کو کوئی اور پسند آجاتا ہے یا میری زندگی میں کوئی اور آجائے ویسے بھی دادو میں انعمتہ ہی نہیں خاندان میں کسی بھی لڑکی سے شادی نہیں کرنا چاہتا۔ میں پڑھنے لکھنے کے بعد سوچوں گا کس کو ہمسفر بنانا ہے اور میں اور فرقان دونوں ہی نہیں چاہتے کہ خاندان کی لڑکیاں ہمارے نام پر بیٹھی رہیں۔

نعمان فائقہ ایموشنیلی بلیک میل کرتے ہوئے دادو کیا آپ کبھی چاہیں گی کہ آپ کے وارث، آپ کے لاڈلے، آپ کے پوتے دکھی زندگی گزاریں۔

صرف دو زندگیاں تو نہیں بلکہ ان دو زندگیوں سے جڑے کتنے لوگوں کی زندگیاں برباد ہوں گی۔

دادو بابا تو کبھی بھی ہماری بات نہیں سمجھتے

اس گھر میں صرف آپ ہی ہم دونوں کو ہمیشہ سمجھتی ہیں اور سپورٹ کرتی ہیں۔

دادو پلیز ہماری پوری زندگی اس پل بھر کے جذباتی فیصلے سے برباد ہو جائے گی۔

فائقہ ہمیشہ کی طرح پھر غلط صحیح سوچنے کی بجائے ان کا ساتھ دینے کھڑی ہو گئی اور رحمان

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سے کہنے لگی مجھے تو نعمان کی بات بہت پسند آئی ہے اور بچوں کو اپنی زندگی کے فیصلے کرنے کا پورا حق حاصل ہونا چاہیئے۔

رحمان اپنی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے امی ابو اور خالدہ، راشدہ ناراض ہو جائیں گی۔

فائقہ اسے سمجھاتے ہوئے وقتی ناراضگی سدا کی دوری سے بہتر ہے۔ وقت کے ساتھ سمجھ بھی جائیں گی اور مان بھی جائیں گی۔

فائقہ نے جمال کے مل سے آنے کے بعد خالدہ، راشدہ اور رحمان کو کمرے میں بلوایا کہ اسے کچھ بات کرنی ہے۔ خالدہ اور راشدہ دونوں ہی بہت خوش تھیں۔

لرحمان دل میں تھوڑا ڈرا ہوا تھا مگر وہ جانتا تھا کہ اس کی ماں سب سنبھال لے گی۔ فائقہ نے بات اس طرح شروع کی کہ میں رات بھر سوچتی رہی اس سارے معاملے پر مگر مجھے لگتا ہے کہ بچے ابھی بہت چھوٹے ہیں اور انھیں ابھی کسی بھی رشتے میں باندھنا مناسب نہیں۔

ابھی تاویلہ کی عمر ہے شادی کی تو اس کے لئے رشتہ تلاش کیا جائے نا کہ باقیوں کو کسی بندھن میں باندھا جائے۔

بچوں کے بڑے ہونے تک ان کی پسند ناپسند بدل گئی تو۔۔ عاتیکہ اور انعمتہ کی بھی تم

دونوں چاہو تو دو سال بعد شادی کر دو مگر نعمان، فرقان تو کم از کم چھ سات سال تک شادی نہیں کرنا چاہیں گے تو کیا تم لوگ بیٹیوں کو بیٹھائے رکھو گی اور اگر نعمان یا فرقان کو کل کو کوئی اور پسند آ گئی تو پھر ناراضگیاں اور شکوے ہوں گے اور تم بہن بھائی ایک دوسرا کا منہ دیکھنے سے بھی جاو گے۔ جمال خاموشی سے فائقہ کی بات مکمل ہونے کا انتظار کرتا رہا اور جب بات مکمل ہو گئی تو بولا فائقہ یہ تمہارے الفاظ نہیں۔

تمہارے الفاظ وہ تھے جو تم نے رات کو کہے تھے ورنہ تم بھی جانتی ہو کہ بچیاں باہر جائیں اس سے بہتر ہے کہ اپنوں میں رہیں۔

تم جانتی ہو بہت اچھی طرح کہ ہماری بیٹیاں کتنی خوش ہیں اور یہ بھی کہ شائستہ ایک بہت محبت کرنے والی ساس ثابت ہو گی۔ رحمان ماموں ہے تو وہ جان چھڑکے گا ہی۔ تو تمہیں نہیں لگتا کہ تم جو کہہ رہی ہو وہ بے سر پیر کی بات ہے۔

پاس بیٹھی خالدہ جس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھیں مسکراتے ہوئے بولی امی آپ صاف صاف کہیں نا کہ نعمان اور فرقان نے منع کر دیا ہے۔

امی جوان بچوں کی مائیں ہیں ہم بہت اچھے سے ہر بات کو سمجھتی ہیں۔ آپ ان کا نام اس

لئے نہیں لے رہیں کہ ہمارے دل میں کچھ فرق نہ آئے ان کے لئے مگر آپ شاید اپنی بیٹیوں کو جانتی نہیں وہ چاہ کر بھی اپنے بھتیجوں کے لئے کوئی بد گمانی دل میں نہیں لا سکتیں۔

خالدہ اتنا کہہ کر چپ ہو گئی تو راشدہ امی بس دکھ بہت ہوا ہے۔ خیر میں اپنے حمزہ کے لئے خالدہ کی فضیلہ کا رشتہ لے رہی ہوں کیونکہ نہ تو میرے بیٹے کو اعتراض ہے اور نا ہی خالدہ کی بیٹی کو۔

اپنی بیٹیوں کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر جمال کا دل بھر آیا۔ اپنے آنسو آنکھوں کے اندر ہی روکتے ہوئے جمال مجھے بھی بہت دکھ ہوا ہے مگر جب بچے ہی رشتہ نہیں کرنا چاہتے تو کوئی بھی فورس نہیں کر سکتا۔

خیر اب چند دن میں دونوں نے چلے جانا ہے پھر یا قسمت یا نصیب کب ملاقات ہو۔

زندگی میں ہو بھی کہ نہ ہو تو دل میں ایک دوسرے کے لئے کوئی بھی بات نہ رکھنا۔

جمال کو جانے کیا خیال آیا کہ رحمان سے کہنے لگا رحمان تمہیں یاد ہے کہ تم نے پندرہ سولہ سال پہلے امن کے لئے ایک بہت سخت جملہ بولا تھا جانے وہ کس کم ذات کا خون ہے۔

ہمارے گھر آیا تو میرے بیٹوں پر برا اثر نہ پڑے۔ یاد ہے نا تم نے یہ کہا تھا۔

آج دیکھو تمہارا اپنا خون جس پر تمہیں گھمنڈ اور مان تھا۔ آج تمہارا خون تمہارے کہنے میں نہیں۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ میں امن کو بلا کر کہوں کہ تمہارا نکاح ہے تو وہ پوچھے گا بھی نہیں کہ کس سے ہے کیونکہ اسے اعتبار ہے کہ میں نے لڑکی چنی ہے تو بہترین ہی ہو گی مگر تمہارے خون اور میری نسل کے وارثوں کو اپنے بڑوں کے انتخاب پر اعتراض ہے۔

یہ اعتراض ان کا شرعی حق ہے اور بہت اچھا کیا ہے انھوں نے استعمال کر کے۔

بس اتنا کہوں گا رحمان احمد صاحب کہ آج کی کہی میری بات کسی ڈائیری میں تاریخ کے ساتھ لکھ لو کہ آج سے تم اپنی تباہی اور پستی کی طرف جاو گے۔ گھمنڈ اور غرور کی سزا بہت بھیانک ہوتی ہے۔

اس کے بعد اس نے خالدہ اور راشدہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا فکر مت کرو بہت اچھے نصیب ہوں گے میری ساری بچیوں کے انشاء اللہ تعالی۔

خالدہ اور راشدہ نے اپنے اپنے آنسو صاف کئے اور مسکراتی ہوئی باہر آ گئیں۔ نعمان اور فرقان بہت اچھے سے جانتے تھے کہ فائقہ ان کا ساتھ دے گی ہمیشہ کی طرح اور آج بھی وہی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہوا۔ سب نعمان اور فرقان کے جانے کی تیاری کرنے لگے اور وہ دن بھی آ گیا جب انھوں نے جانا تھا۔

شائستہ کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر فائقہ نے طنزیہ انداز میں بس کرو ڈرامے سوتیلے بچوں کے لئے کون ٹسوے بہاتا ہے۔

شائستہ جس کو رو رو کر ہچکی بندھ گئی تھی بولی نعمان اور فرقان کو پالنے میں، میں تو یہ بھول ہی گئی تھی کہ میں ان کی سگی ماں نہیں۔ میں نے اپنے سگے بیٹے کے حصے کا وقت، توجہ یہاں تک کہ ممتا بھی ان دونوں کو دے دی۔ میں تو صرف ماں تھی۔ سوتیلی کب ہو گئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

اسے واقعی ہی کچھ ہو رہا تھا۔ وہ حقیقت میں سگی ماں بن بیٹھی تھی۔ ایک بہت حساس ماں جس کی پوری دنیا اس کی اولاد کے گرد گھومتی تھی۔ شائستہ کی پوری دنیا اپنے تینوں بیٹوں کے گرد گھومتی تھی۔

نعمان اور فرقان چلے گئے۔ جمال نے اس واقع کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی زندگی میں اپنی ملیں بانٹنے اور جن جن کے نام کر رہا تھا کاغذات ان کے سپرد کرنے کا فیصلہ کیا۔ ایک

ایک مل اس نے اپنی بیٹیوں کے نام کی اور ان کے کاغذات ان کے حوالے کر دیئے۔ دو دو ملیں نعمان اور فرقان کے نام کر کے ان کے کاغذات رحمان کے حوالے کر دیئے جبکہ ایک مل امن کے نام کر کے کاغذات امن کے حوالے کر دیئے۔ گھر فائقہ کے نام کر دیا اور دو پلاٹ لے کر رکھے ہوئے تھے جو رحمان کے نام کر دیئے۔ باقی سب تو ٹھیک تھا مگر فائقہ نے اس بات پر بھی ہنگامہ کر دیا کہ امن کو کیوں دیا ہے۔ بار بار چیختی چلاتی، لڑتی بار بار، پھر رونا شروع ہو جاتی کہ امن کو کیوں دیا ہے۔ امن کس حساب سے حقدار ہے۔

امن نے تو لینے سے انکار کر دیا میرا حق نہیں بنتا آپ یہ مسسز جمال کے نام کر دیں۔

شائستہ نے بھی بہت کہا امن کو صرف دعائیں چاہیں۔ اسے اور کچھ نہیں چاہیئے۔ مگر جمال کب سنتا تھا کچھ۔ امن نے کاغذات نہیں لئے تو اس نے زبردستی شائستہ کو رکھنے کے لئے دے دیئے اور کہا کہ میری کمائی سے بنی مل تھی تو میری مرضی جس کے مرضی نام کروں۔

اس نے رحمان سے کہا جب تم نے میرے ساتھ مل میں کام کرنا شروع کیا تھا تو میں نے

ایک مل تمہارے نام کی تھی۔اس سے تم نے جو بھی کمایا اور جو بھی بنایا وہ تمہارا ہے۔اسے اپنی مرضی سے جس کے مرضی حوالے کرو،میں نہ تو سوال کروں گا اور نا اعتراض کروں گا۔

●■●■●■●

عدیم اب تک وہی بچپن،وہی تخریب کاری ہے

قفس کو توڑ دیتا ہوں،پرندے چھوڑ دیتا ہوں

نعمان اور فرقان کو گئے ایک سال ہو گیا۔رحمان انھیں خود ساتھ جا کر چھوڑ کر آیا۔

شروع میں روزبات ہوتی تھی پھر ہفتے میں ایک بار ہونے لگی کہ ان دونوں کی پڑھائی شروع ہو گئی تھی تو وقت نہیں ہوتا تھا پھر دو ہفتوں میں ایک بار ہونی شروع ہوئی اور پھر ایک ماہ میں ایک دفعہ ہوتی۔

ہر ماہ کے شروع میں رحمان ان دونوں کے اکاوئینٹ میں اچھی خاصی رقم جمع کروا دیتا ہے اور جب بینک سے پیسے رسیو ہونے کا میسج آتا تو رحمان کو کال کر کے شکریہ ادا کرتے دونوں اور پھر کبھی کبھی فائقہ سے تھوڑی بہت بات کر لیتے مگر شائستہ سے کبھی بات نہ کرتے۔کوئی نہ کوئی بہانہ بنا لیتے۔شائستہ سارا وقت فون کے پاس بیٹھی رہتی کہ ممکن ہے وہ

دونوں کہیں ماما سے بات کروادیں۔

تاویلہ کا ماسٹرز مکمل ہو گیا اور وہ واپس اپنے گھر گجرانوالہ چلی گئی۔ آسیہ کی بھی تعلیم مکمل ہو گئی۔

امن کے ایک دوست کے بھائی سے جو کہ کسی سرکاری دفتر میں ملازمت کرتا تھا اس سے آسیہ کی شادی ہو گئی اور وہ اپنے گھر میں بہت خوش تھی۔

امن انجنیرنگ کا پہلا سال مکمل کر کے دوسرے سال میں تھا۔ تاویلہ کا رشتہ تیزی سے دیکھا جانے لگا۔

جمال کے ایک دوست "حمید اختر" کو اپنے دو پوتوں کے لئے جن میں سال سال کا فرق تھا، کوئی دو بہنیں چاہیں تھیں۔

اس نے جمال سے ذکر کیا کہ کوئی ایسا خاندان نظر میں ہو جو دو بہنوں کو دو بھائیوں سے بیاہنا چاہیں تو ضرور بتانا۔ جمال نے اس وقت تو جواب میں کہا فی الحال تو ایسا کوئی نظر میں نہیں مگر کوئی ہوا تو بتاوں گا۔۔ مگر اس سے پوچھا کہ دو بہنیں ہی کیوں؟

حمید اختر میرے پوتوں میں بہت محبت ہے اور میرے گھر میں آج بھی جوائنٹ فیملی

سسٹم ہے۔دو بہنیں ہوں گی تو لڑائی جھگڑا نہیں ہو گا اور میری فیملی جڑی رہی گی۔

جمال کو کچھ خیال آیا اور اسے کہنے لگا یار میری دو نواسیاں ہیں مطلب خالدہ اور راشدہ کی بیٹیاں تمہارے پوتوں کی ہم عمر ہیں،اگر مناسب سمجھو تو۔

جمال نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ کہیں منع نہ کر دے مگر حمید اختر بہت خوش ہوا اور ایک سوال کر ڈالا کیا وہ کبھی لڑیں گی تو نہیں؟

جمال مسکراتے ہوئے دونوں بیسٹ فرینڈ ہیں،ایک دوسرے کی جان ہیں۔لڑائی تو دور کی بات کبھی ناراض بھی نہیں ہوتیں ایک دوسرے سے۔

راشدہ کی بڑی بیٹی انعمتہ اور خالدہ کی دوسری بیٹی عاتیکہ

حمید اختر تم اپنی بیٹیوں سے مشورہ کر کے بتا دینا ہم رسم کرنے آجائیں گے اور ایک ماہ میں رخصتی ہو جائے،اگر کوئی اعتراض نہ ہو تو۔

جمال بہت خوش ہوا اور اسے اس کی فیملی کے ساتھ ہفتے کی شام ڈنر پر بلایا۔

گھر آکر اس نے دونوں بیٹیوں کو کال کی اور ساری بات بتائی تو دونوں ہی بہت خوش ہوئیں۔انھیں اپنے باپ کے فیصلے پر پورا اعتبار تھا۔خالدہ نے کہا ابو بس اب دعا ہے کہ

تاویلہ کے لئے بھی کوئی اچھا سا رشتہ مل جائے۔

جمعہ کو دونوں بیٹیاں اپنے شوہر اور بچوں سمیت پہنچ گئیں۔ شائستہ نے بہت زبردست کھانے کا بندوبست کیا۔ ایک دوسرے سے مل کر دونوں خاندانوں کو بہت اچھا لگا، اسی وقت رسم ادا ہو گئی۔

ان کی دادی اپنی پوتوں کی ہونے والی بیویوں کے لئے خوب صورت سے دو بریسلٹ لائی جو اس نے عاتیکہ اور انعمتہ کو پہنائے۔

شعیب کا عاتیکہ اور صہیب کا انعمتہ سے رشتہ طے ہو گیا۔ لڑکوں کی ماں نے دونوں کو اپنے بازو سے ایک ایک گنگن اتار کر پہنایا۔ انھوں نے تو بہت زور دیا کہ شادی ایک ماہ تک کر دی جائے مگر پھر طے ہوا کہ دونوں لڑکیوں کی تعلیم کا آخری سال ہے مکمل ہو جائے تب شادی کی جائے گی اور تب تک تاویلہ کے لئے بھی رشتہ دیکھا جائے گا۔ تینوں بچیوں کی شادی ایک ساتھ کی جائے۔ تاویلہ نے ایک کالج میں جاب شروع کر دی تھی۔

وقت گزرنے لگا اور ایک سال اور گزر گیا۔ تاویلہ کا رشتہ زمان نے اپنے ایک دوست کے کسی دور نزدیک کے رشتے کے ماموں کے بیٹے سے طے کیا جو کسی بی-ایم-ڈبلیو کے

شوروم میں مینیجر لگا ہوا تھا۔

عاتیکہ اور انعمتہ کی بھی تعلیم مکمل ہو گئی تھی تو سب گھروں میں شادی کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔

نعمان اور فرقان سے رحمان نے دو ہفتے کے لئے پاکستان آنے کو کہا کہ دو سال ہو گئے انھیں گئے اور سب انھیں مس کر رہے ہیں۔

مگر ان دونوں نے صاف صاف منع کر دیا کہ ہمارے امتحان ہونے والے ہیں تو وہ نہیں آ سکیں گے۔ طے یہ ہوا کہ لڑکیوں کی رخصتی جمال کے گھر سے ہو گی تو سب ہی لاہور پہنچ گئے۔

گھر کے ساتھ بنے گیسٹ ہاوس کی اچھی طرح صفائی کروادی گئی اور سب شادی کی تیاری میں لگ گئے۔ گھر میں سارا دن ہر طرف شور شرابا اور ہنگامہ رہتا۔ خالدہ، راشدہ سارا سارا دن بازاروں کے چکر لگاتی رہتیں جبکہ شائستہ پوری محبت اور خلوص سے گھر سنبھالتی اور کھانا بنوانے اور خاطر مدارت کرنے میں مصروف رہتی کہ کسی آنے والے کو کوئی شکایت نہ ہو۔ جمال نے بہت بڑی بڑی ذمہداریاں امن کو سونپی اور جو کام جمال امن کے حوالے کرتا۔

امن اسے بہت خوش دلی اور خوش اسلوبی سے مکمل کرتا۔ ساری تیاریاں مکمل ہو گئیں اور بہت اچھے طریقے سے تینوں بچیاں اپنے اپنے گھر کو چلی گئیں۔

تاویلہ کی شادی ایک ہفتہ پہلے ہوئی اور ایک ہفتے بعد عاتیکہ اور انعمتہ ایک ساتھ رخصت ہو کر اپنے اپنے سسرال چلی گئیں۔ امن نے ایک بھائی ہونے کی ساری ذمہ داریاں نبھائیں۔

شادی میں جمال نے شائستہ کے بھائی اکرم کو بھی بلایا تھا فیملی سمیت۔ اکرم کا بیٹا روحان بہت خوبصورت اور کافی ذہین بچہ تھا۔ بارہویں کے بورڈ کے پیپرز میں ٹاپ کیا تھا اور میڈیکل انٹری ٹیسٹ بھی بہت اچھے نمبروں سے پاس کر کے میڈیکل کالج میں ایڈمیشن لے چکا تھا۔

خالدہ نے شادی میں اسے دیکھا اور اسے اتنا اچھا لگا کہ اس نے جمال سے کہا عاقیلہ کے رشتے کی بات کرنا چاہتی ہوں اس سے اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو۔

روحان تھا ہی ایسا کہ کوئی بھی اسے اپنی بیٹی کے لئے منتخب کر لے۔

جمال نے فائقہ سے مشورہ کرنا مناسب نہیں سمجھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ کوئی نہ کوئی ہنگامہ کر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دے گی البتہ راشدہ سے ضرور اسی وقت مشورہ کیا گیا اور پھر وہیں اکرم اور عائشہ سے پوچھا انھیں کوئی اعتراض تو نہیں۔ وہ دونوں ہی بہت خوش ہوئے۔

عاتیکہ اور انعمتہ کے ولیمے پر جمال نے سب کے سامنے روحان اور عاقیلہ کا رشتہ طے کرنے کا اعلان کیا۔ فائقہ نے منہ بنالیا کہ بھری برادری میں اعلان کر دیا ہے اب انکار بھی ممکن نہیں اور مجھ سے مشورہ بھی نہیں کیا گیا۔ یہ بات رحمان کو بھی ناگوار گزری۔

خاندان کی سب بچیوں کے رشتے طے ہو گئے۔ اب بس ایک حفضہ رہ گئی تھی جو ابھی چھوٹی تھی۔ اعلان کے بعد جمال نے اکرم سے کہا روحان کے میڈیکل ختم ہوتے ہی وہ لوگ آ کر اپنی امانت کو بیاہ کر لے جائیں۔

وہاں تو رحمان مسکراتا رہا مگر بعد میں گھر آ کر بہت بڑا ہنگامہ کر دیا اور شائستہ پر بہت غصہ ہوا کہ تم سب جانتی تھی مگر مجھے خبر نہ ہونے دی یہاں تک کہ شائستہ کو قرآن پاک اٹھا کر قسم کھا کر اپنی صفائی دینی پڑی۔

جمال کو جب یہ بات پتا چلی تو اس نے رحمان کو بہت ڈانٹا سترہ اٹھارہ سال گزرنے کے بعد بھی اعتبار نہیں تمہیں اپنی بیوی پر۔

رحمان لعنت ہے تمہارے جیسے مرد پر پھر بتایا کہ خالدہ نہیں چاہتی تھی کہ فائقہ یا تمہیں بتایا جائے اور شائستہ کو اس لئے نہیں بتایا کہ وہ بیوی ہے چھپائے گی تو تم ناراض ہو گے اور بتائے گی تو تم اور تمہاری ماں رشتہ نہیں ہونے دو گے۔

تمہارے بیٹوں نے رشتے سے انکار کیا تو سب چپ ہو گئے ان کی مرضی ان کی زندگی ہے بلکل اسی طرح خالدہ کس سے رشتہ جوڑتی ہے اس کی مرضی۔

اپنے بچوں کی زندگی کا فیصلہ کرنے کا اسے پورا پورا حق حاصل ہے۔

دوسری بات یہ کہ روحان واقعی ایک قابل لڑکا ہے اور اس کا مستقبل بہت روشن ہے تو میں دل و جان سے اپنی بیٹی کے اس فیصلے میں اس کے ساتھ ہوں۔

رحمان اب لاجواب تھا۔ دوسری طرف وہ پریشان رہنے لگا تھا نعمان اور فرقان اب پیسے ملنے پر بھی صرف ٹیکسٹ میسج کرتے اور اگر رحمان کال کرتا تو یا تو کال ریسو نہیں کرتے یا پتا چلتا دونوں بہت مصروف ہیں۔

ان تین سالوں میں دو بار رحمان امریکہ گیا مگر پورا پورا دن اکیلا اپارٹمنٹ میں پڑا ان کا انتظار کرتا اور ہفتہ اکیلے گزار کر واپس پاکستان آجاتا۔

وقت گزرنے لگا اور مزید ایک سال گذر گیا۔ ہر گزرتا لمحہ اپنے ساتھ کچھ اچھی اور کچھ تلخ یادیں چھوڑ کر جاتا ہے۔ جمال اب کافی بوڑھا ہو گیا تھا اور شاید پوتوں سے دوری اور ان کی کبھی نہ واپسی کی سوچ کے غم نے اسے اندر ہی اندر گھن کی طرح کھانا شروع کر دیا تھا۔

بہت بار اس نے رحمان سے کہا بیٹے بھیجنا تمہاری زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی۔ وہ اب کبھی واپس نہ آئے تو تم اکیلے کیسے زندگی گزارو گے۔ بچوں کی ہر ضد ماننا ضروری نہیں ہوتا۔ تم نے اور تمہاری ماں نے ہمیشہ ان کی جائز اور ناجائز ہر فرمائش اور ضد کو پورا کیا ہے۔ اب تم جوانی سے بڑھاپے کی طرف ہی جاو گے، اب تمہیں ان کے ساتھ کی ضرورت پڑے گی مگر افسوس کہ تم۔۔۔۔

فائقہ کو بھی اب احساس ہو چکا تھا کہ اس کا اس وقت نعمان اور فرقان کا ساتھ دینا غلط تھا مگر جب چڑیا چگ گئیں کھیت تب کیا ہوت والی بات تھی اب۔ وہ اب بھی جمال کے سامنے یہی کہتی بچوں کی خوشی میں ہی ہماری خوشی ہونی چاہیے۔

رحمان بھی اداس رہنے لگا تھا مگر وہ جمال کے سامنے بہت مطمئین اور خوش نظر آتا۔ پہلے تاویلہ، عاتیکہ اور عاقیلہ کی وجہ سے رونق لگی رہتی تھی۔ اب عاقیلہ بھی تعلیم مکمل کر کے جا چکی

تھی۔ گھر سائیں سائیں کرتا تھا۔

خالدہ اور راشدہ بھی اب داماد والیاں تھیں تو ان کی اپنی زندگی مصروف تھی پھر بھی دونوں مہینے میں ایک بار دو دو دن رہنے لازم آتیں۔

پچھلے کئی دنوں سے جمال بہت تھکا ہوا محسوس کر رہا تھا۔ وہ دو تین دن سے مل نہیں گیا تھا۔

شام وہ پچھلے لان میں امن کے پاس آیا اور اس سے باتیں کرنے لگا۔ بہت سی دل کی باتیں پھر امن کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں بہت محبت سے پکڑ کر بولا مجھے معاف کر دینا، میں نے بہت بار تمہاری حق تلفی کی مگر خاندان کا سربراہ ہونا بہت مشکل کام ہے۔

سب رشتوں کو ساتھ لے کر چلنے میں کبھی کبھی کسی کی دل آزاری بھی کرنی پڑتی ہے اور اکثر ہم دل آزاری اسی کی کرتے ہیں جس پر مان ہوتا ہے۔

میری طبیعت اب خراب رہنے لگی ہے۔ میری ایک خواہش ہے۔ تمہیں لگتا ہو کہ میں نے کبھی بھی کچھ ایسا کیا کہ تم اس کے بدلے میں مجھ پر ایک احسان کر سکو تو بیٹا میں اس احسان کا طلب گار ہوں۔ دیکھو آج بھی میں خود غرض ہوں اور احسان کے بدلے کا طلبگار ہوں ممکن

ہو تو معاف کر دینا۔

امن کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں داداجان آپ تو میرے محسن ہیں اور میرا دنیا میں ایک ہی دوست ہے، میرا بہترین دوست اور وہ آپ ہیں۔ آپ ایسی باتیں مت کریں۔ حکم دیں مجھے اور آپ کے ہر حکم کی تعمیل میرا لازمی فرض ہے۔

جمال کو محسوس ہونے لگا کہ اس کی سانسیں اکھڑنے لگیں ہیں۔ امن کے ہاتھ کو دونوں ہاتھوں کے درمیان مضبوطی سے پکڑتے ہوئے میرے بعد میرے خاندان کو بکھرنے مت دینا۔

فائقہ کچھ بھی کہے اور کچھ بھی کرے تم اس گھر کو کبھی چھوڑ کر مت جانا۔ میری بیٹیوں اور ان کے بچوں کو میری کمی کبھی محسوس نہ ہونے دینا۔

رحمان سے کبھی بدلہ مت لینا۔ قدرت نے اس سے بدلہ لے لیا ہے اس کے جگر کے ٹکڑوں کو اس سے دور کر کے۔ کبھی کچھ بھی ہو جائے اس خاندان سے اپنا تعلق ختم مت کرنا۔ میں اپنا پورا خاندان تمہارے حوالے کر رہا ہوں اس یقین کے ساتھ کہ تم ہی اس خاندان کو جوڑ کر رکھ سکتے ہو اور تم اسے جوڑے رکھنے کی پوری کوشش کرو گے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جمال کی باتیں سن کر امن چھوٹے بچوں کی طرح رونے لگا اور جمال نے اسے ہمت دی کہ میں ابھی زندہ ہوں۔ بس دل اب بہت گھبراتا ہے تو سوچا دل کی بات کر لوں اس سے پہلے کہ دل بند ہو جائے۔

ایک بات اور میں تمہیں کبھی بتا سکا یا نہیں مگر یقین رکھنا کہ تم میرے لئے ہمیشہ بہت خاص تھے اور خاص ہی رہو گے۔ میرے دل کے جس گوشے میں تم بستے ہو وہاں دوسرا کوئی کبھی داخل ہی نہیں ہو سکا۔

جمال اٹھ کر جانے لگا تو امن آگے بڑھ کر جمال کے سینے سے لگ گیا اور زور سے ہیک کر کے بولا آئی لو یو داداجان۔۔۔ آئی لو یو۔

جمال نے اسے اس سے بھی زور سے ہیگ کیا اور اپنے لہجے کی نرمی کو سخت کرتے ہوئے امن آج کے بعد کبھی آنسو مت بہانا۔ ابھی تمہیں بہت سارے لوگوں کے آنسو پونچھنے ہیں۔ خود کو مضبوط کر لو، اتنا مضبوط کہ بڑے سے بڑا طوفان بھی تمہیں جھکایا گرا نہ سکے اور ایک بات تم میرا مان ہو۔ میں رہوں یا نہیں میرا مان قائم رہنا چاہئے پھر اس کے ماتھے کو چوم کر اندر کی طرف چل دیا۔

جمال رات بہت دیر تک فائقہ کو سمجھاتا رہا اب تو بدل لو خود کو۔

مگر فائقہ اب بھی بحث کرتی رہی اور جمال کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کرتی رہی۔

جمال اس کی سب باتوں کے جواب میں مسکرا دیا اور آگے بڑھ کر اس کا ماتھا چوم لیا پھر بیڈ کی طرف بڑھتے ہوئے میں بہت تھک گیا ہوں، لائٹ جلدی بند کر دینا اور کبھی نہ اٹھنے کے لئے گہری اور پر سکون نیند سو گیا۔

●■●■●■●

جلا کیوں، جلایا کیوں، کون آ کر کہے تجھ سے یہ

یہاں تو شمع تیری ہے، پروانے تیرے ہیں

چھ ماہ بعد:

عاتیکہ اور انعمتہ دونوں کو ہی اوپر تلے اللہ تعالی نے پیارے پیارے بیٹے عطا کئے۔ ان کے سسرال والے بہت اچھے تھے۔ بہت عزت دینے والے اور محبت کرنے والے۔ دونوں اپنے گھروں میں بہت خوش تھیں۔

تاویلہ کی شادی کے بعد پتا چلا کہ اس کے شوہر کو جوا کھیلنے اور شراب پینے کی لت ہے۔

Clubb of Quality Content

شراب کے نشے میں دھت وہ اکثر تاویلہ کو بہت مارتا بھی تھا۔ تاویلہ کا اسی مار پیٹ کی وجہ سے پہلا بچہ دنیا میں آنے سے پہلے ہی خالق حقیقی سے جاملا۔ نندیں بھی بہت بد تمیز تھیں۔ چھوٹی چھوٹی بات کی شکایتیں لگاتیں اور بھائی سے مار پڑواتیں اور جب اس کا شوہر زین چیمہ اسے مار رہا ہوتا تو ساس اٹھ کر ان کے کمرے کا دروازہ بند کر دیتی کہ آرام سے مار لے باہر آواز نہ آئے۔

تاویلہ اب میکے بھی نہیں آتی تھی کہ اس کے جسم پر پڑے نشان دیکھ کر اس سے جڑے محبت کرنے والے رشتے تکلیف میں نہ آئیں۔

رابعہ اب تک دو پیارے بچوں کی ماں بن چکی تھی۔ اسے اللہ تعالی نے ایک بیٹی اور ایک بیٹا عطا کیا تھا۔ آسیہ بھی ایک عدد بیٹے کی ماں بن گئی۔ تاویلہ کے علاوہ سب اپنے اپنے گھر میں خوش اور سکھی تھیں۔

جمال کی ڈیتھ پر تاویلہ آئی تب بھی اس کا جسم نیل سے بھرا ہوا تھا اور پوچھنے پر پتا چلا کہ وہ سیڑھیوں سے گر گئی تھی۔

فائقہ جمال کے گزر جانے کے بعد کافی چڑچڑی ہو گئی تھی۔ اب خالدہ اور راشدہ نے آنا بھی

بہت کم کر دیا۔ پہلے تو جمال کی محبت انھیں اس گھر کی طرف کھینچتی تھی۔

نعمان اور فرقان سے رحمان نے کہا وہ اگر آجائیں تو جمال کی میت کو ان کے پہنچنے تک سرد خانے میں رکھوا دیتا ہے مگر انھوں نے کہا کہ سب فلائیٹس فل ہیں اور ان کو سیٹ نہیں مل رہی تو وہ دونوں نہیں پہنچ سکتے لہذا جمال کو دفنا دیا جائے۔

جمال کے مرنے پر امن نے ایک بھی آنسو لوگوں کے سامنے نہیں بہایا کیونکہ اسے یاد تھا کہ جمال نے اسے کہا تھا اس پل کے بعد ایک آنسو مت بہانہ کیونکہ تمہیں بہت سارے لوگوں کے آنسو پونچھنے ہیں۔

جمال کی آخری ساری رسومات امن نے کیں تھیں کیونکہ بیٹوں کی غیر موجودگی اور باپ کی موت نے رحمان کی کمر توڑ دی تھی۔

وہ تو بس بچوں کی طرح رونے میں مصروف تھا۔ اس دن کے بعد امن نے گھر کے اندر آنا بلکل چھوڑ دیا کیونکہ اب اندر آنے کی وجہ ہی باقی نہیں رہی تھی۔

شائستہ بھی اب فائقہ کے پاس کم کم ہی بیٹھتی۔ پہلے تو جمال کی موجودگی میں اسے باپ کے تحفظ کا احساس رہتا تھا مگر اب اسے فائقہ کی زبان سے ڈر لگتا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جمال کی ڈیتھ کے بعد رحمان نے بھی مل جانا کم کر دیا تھا مگر پھر آہستہ آہستہ رحمان نارمل ہونا شروع ہو گیا۔ایک صبح رحمان مل جانے کے لئے تیار ہو کر نیچے ہال میں آیا تو فائقہ کو کسی سوچ میں گم دیکھ کر پوچھا امی خریت ہے نا؟؟ کیا ہوا۔ آپ کیوں اتنی پریشان ہیں؟

فائقہ جو گہری سوچ میں گم تھی رحمان یہ گھر تمہارے ابو نے میرے نام کیا ہے۔زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔ تمہارے ابو چلے گئے۔کل کو مجھے بھی کچھ ہو گیا تو۔۔۔

رحمان سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کیا مطلب امی اس بات کا۔۔۔میں سمجھا نہیں آپ کی بات؟؟؟

فائقہ اسی پریشانی کے عالم میں بولی اس منحوس عورت اور اس کے بیٹے نے جانے کیا جادو ٹونا کروایا ہے کہ میرے بچے بیچارے پردیس سے یہاں آ ہی نہیں پا رہے۔یہ دونوں چاہتے ہیں کہ وہ کبھی نہ آئیں اور یہ دونوں ہر چیز پر قبضہ کر لیں۔

رحمان فکر مندی سے ماں کو دیکھتے ہوئے امی اب تو مجھے بھی کچھ ایسا ہی لگتا ہے ورنہ کہاں دن میں چار چار بار کال کرنا اور کہاں اب چار چار ماہ آواز سننے کو ترستا ہوں میں۔

فائقہ اپنی بات جاری رکھتے ہوئے میں تو ہمیشہ سے کہتی تھی، مگر تمہارے ابو کی آنکھوں پر تو

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پٹی بندھی تھی۔ خیر تم الماری میں سے فائل نکالو اور آج کے دن میں ٹرانسفر کے کاغذات تیار کرواو۔ یہ گھر ان دونوں کے نام کردوں جو اس گھر کے حقیقی مالک ہیں۔

شائستہ کچن میں سب آوازیں سن رہی تھی اور سوچ رہی تھی میرے اللہ میری اور کتنی آزمائش باقی ہے۔

رحمان اٹھا اور فائقہ کے کمرے کی الماری سے کاغذات نکال لایا۔ فائقہ نے اسے تاکید کی کہ آج کے دن میں کاغذات تیار ہو جائیں تاکہ میں سائن انگوٹھا لگادوں اور ہفتے بھر میں گھر نعمان اور فرقان کے نام ہو جائیں۔

رحمان نے فائقہ سے کہا امی آپ کی بات سن کر میں سوچ رہا ہوں کہ اپنا سب کچھ بھی اپنی زندگی میں ان دونوں کے نام کردوں تاکہ میرے بعد میرے بیٹوں کو کسی پریشانی کا سامنا نہ ہو۔ میں اپنے سارے کاغذات بھی لے جاتا ہوں تاکہ تیار کرواسکوں۔

فائقہ بلکل ایسا ہی کرو۔ ایک دن تمہیں ضرور پتا چلے گا کہ میں ٹھیک کہتی تھی سب۔ پہلے تو ممکن نہیں تھا تمہارے ابو کی وجہ سے مگر اب تو ہم اپنی مرضی کر سکتے ہیں ناں۔

رحمان واپس اپنے کمرے میں آیا اور سیو میں سے بہت سی فائلز نکالیں۔ سب ایک بیگ

میں ڈالیں اور ہال میں آیا۔ شائستہ نے اتنی دیر میں گرما گرم ناشتہ لگوا دیا تھا۔ جمال کے جانے کے بعد شائستہ نے رحمان اور فائقہ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانا چھوڑ دیا تھا۔ وہ اپنا زیادہ وقت امن کے کمرے میں گزارتی یا پھر پچھلے لان سے مالی بابا کے گھر چلی جاتی اور وہیں وقت گزارتی۔ کبھی آسیہ اور رابعہ آئیں ہوتیں تو دن اچھا گزر جاتا۔

رحمان شام کو آیا تو اس نے فائقہ کو بتایا اس نے وہ سارے کاغذات تیار کرنے کے لئے دے دیئے ہیں، کل تک سب تیار ہو جائیں گے پھر سائن انگوٹھے اور ارجنٹ کی فیس دے کر جلدی سب کام مکمل کروادے گا۔

فائقہ نے اسے کہا شائستہ سے کہے جمال نے جو مل امن کے نام کی ہے اس کے کاغذات ان کے حوالے کرے۔

امن کا کوئی حق نہیں جمال کی کسی بھی چیز پر وہ جمال کے بعد یہاں رہ رہا ہے یہی ہمارا احسان بہت ہے۔ اسے میں کب کی نکال دیتی مگر سوچتی ہوں لوگ باتیں بنائیں گے مگر جس دن یہ لڑکا شادی کرے گا اسی دن نکال باہر پھینکوں گی۔ یہ تو ممکن نہیں پہلے اس بھکاری کو پالا ہے تو بعد میں اس کی بیوی بچوں کو پالا جائے۔ ان بدبختوں کی وجہ سے میرے لاڈلے مجھ

سے دور ہو گئے ہیں۔ مجھے روز رات خواب میں نظر آتے کہتے ہیں دادو ہمیں پاکستان آنا ہے۔ آپ کے،بابا کے پاس مگر جانے کون سی طاقت ہے کہ ہم آ ہی نہیں پا رہے۔ میں روز رات انھیں پریشان دیکھتی ہوں اور میرا دل کرتا ہے ان دونوں ماں بیٹوں کی زندگی حرام کر دوں۔

شائستہ پاس کھڑی سب سن رہی تھی مگر ایک لفظ نہیں بولی اس نے ایسے کیا کہ جیسے اس کے کان خراب ہوں وہ بحری ہو۔ جب فائقہ سب بول کر خاموش ہو گئ تو شائستہ نے رحمان سے پوچھا چائے بنواوں یا کھانا لگواوں۔

رحمان میرے سر میں بہت درد ہے تو چائے بنوادو اور دو پیناڈول کی گولیاں ساتھ میں دینا۔ کھانا گھنٹے بعد کھاوں گا جب سر درد بہتر ہو گا۔

شائستہ "اچھا" کہتی ہوئی کچن میں چلی گئ۔ واپس آئی تو فائقہ بی بی جمال نے تیرے بیٹے کے نام جو مل کی تھی اس کی فائل رحمان کو دے۔ مل پر تیرے بیٹے کا کوئی حق نہیں۔ اس پر میرے پوتوں کا حق ہے۔ جمال کو تو خدا ترسی کرنے کی عادت تھی۔

فائقہ چند سیکنڈ رکی پھر شروع ہو گئی اگر ہانڈی کا منہ کھلا رہ جائے تو کتے کو ہی کچھ حیا کرنی چاہیے کہ مالک سے وفاداری کا ثبوت دے اور ہانڈی میں منہ نہ مارے۔ جمال نے خدا ترسی اور بیوقوفی میں نام کر بھی دی تھی تو تم لوگ جائز وارث اور حقدار نہیں تھے۔ تمہیں اسی وقت فائل رحمان کے حوالے کر دینی چاہیے تھی۔

شائستہ فائقہ کو جواب دینے کی بجائے رحمان کی طرف دیکھ کر آپ کے کمرے میں میں نے آج تک بس ایک ہی چیز رکھی ہے اور وہ فائل ہے۔ جس طرف میں سوتی ہوں اس طرف کے سائیڈ ٹیبل کے سب سے نیچے والے دراز میں پڑی ہے۔ جب آپ کمرے میں جائیں تو نکال لینا۔

اگلے دن صبح رحمان مل جاتے ہوئے وہ فائل بھی لے گیا۔ دوسرے دن اس نے کاغذات شائستہ کو دیئے کہ امن سے سائن اور انگوٹھے لگوا کر لائے تاکہ صبح سرکاری کاروائی شروع ہو جائے۔ شائستہ کاغذات لے کر امن کے پاس آئی تو رحمان بھی پیچھے پیچھے آیا کہ وہ امن کا ریکشن دیکھ سکے۔

امن کے بی-ایس-سی انجینئرنگ کے فائنل ائیر کے پیپر ہونے والے تھے اور اسی سال دو

ماہ بعد اس نے سی-ایس-ایس کے پیپرز بھی دینے تھے تو وہ رات دیر تک پڑھتا رہتا تھا۔

شائستہ امن کے کمرے میں آئی تو رحمان دروازے کے پیچھے کھڑا ہو کر دونوں کی بات سننے کی کوشش کرنے لگا۔ رحمان کو لگا تھا امن سائن کرنے سے انکار کر دے گا۔

شائستہ نے امن سے کہا میری جان جو مل ابو نے تمہارے کے نام کی تھی۔ اس کے اصل وارث تو نعمان اور فرقان ہیں۔ امی اور رحمان چاہتے ہیں تم مل ان دونوں کے نام کر دو۔ ان کاغذات پر تمہارے سائن انگوٹھے چاہیں ہیں۔

امن نے کاغذات شائستہ کے ہاتھ سے پکڑ لئے اور اسے کندھے سے پکڑتے ہوئے سامنے خالہ رشید ان کی چارپائی پر بیٹھاتے ہوئے امی آپ اتنی تمہید کیوں باندھ رہی ہیں۔ میں نے تو داداجان سے اسی وقت منع کر دیا تھا کہ میرا حق نہیں بنتا تو مجھے نہیں چاہیے۔ مجھے تو یہ بھی نہیں پتا تھا کہ ابھی تک میرے نام ہے۔ میں نے کیا کرنی ہے یہ مل۔ میرے ساتھ میری ماں اور داداجان کی بہت ڈھیر ساری دعائیں ہیں۔ وہ ہی میری کل دولت ہیں۔

پھر امن دکھی ہوتے ہوئے آپ کو پتا ہے جس دن داداجان کی ڈیتھ ہوئی وہ سونے سے پہلے رات میرے پاس آئے تھے۔ میں پڑھ رہا تھا کمرے میں انھوں نے مجھے کال کی کہ پچھلے

لان میں لگے بینچ پر آو میرا دل گھبرا رہا ہے تو کمرے میں آنے سے گھبراہٹ زیادہ ہو گی۔

انھوں نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر بہت ساری باتیں کیں۔ کہہ رہے تھے تم میرا مان ہو اور میرا مان سلامت رکھنا چاہے میں رہوں یا نہیں۔ امی دادا جان کو تو جیسے پتا تھا کہ وہ جانے والے ہیں کہہ رہے تھے میرے خاندان کو کبھی ٹوٹنے مت دینا اور کہہ رہے تھے کبھی بھی اس گھر کو چھوڑ کر مت جانا چاہے فائقہ کچھ بھی کہے۔

پھر آنسو پونچھتے ہوئے میں ان کی باتیں سن کر رونے لگا تو ناراض ہوتے ہوئے انھوں نے کہا آج رو لیا ہے دوبارہ مت رونا کیونکہ تمہیں ابھی اس خاندان کے بہت سے لوگوں کے آنسو پونچھنے ہیں۔

کچھ سیکنڈ کمرے میں خاموشی ہو گئی مگر باہر کھڑا رحمان سوچنے لگا میں کتنا بد نصیب ہوں کہ ایک گھر میں رہتے ہوئے کبھی اپنے باپ کے دل کا حال نہ جان سکا۔ کچھ دیر بعد امن دوبارہ امی یہ مل جائیداد کیا ہے؟ میرے پاس دادا جان کی اصل قیمتی چیزیں ہیں۔ رکیں میں آپ کو دکھاتا ہوں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پھر اس نے ایک بڑا سا باکس بیڈ کے نیچے سے نکالا اور بیڈ پر رکھ دیا پھر اس میں سے ایک اور ڈبہ نکالا۔ جس میں سے بہت سے پن نکال کر سامنے رکھتے ہوئے بولا دیکھیں امی یہ سب داداجان کے استعمال شدہ پن ہیں۔ پتا ہے امی میں پیپر دینے انھی میں کوئی نہ کوئی پن لے کر جاتا ہوں۔

پھر سارے پن اس باکس میں واپس اسی طرح رکھے اور وہ باکس واپس رکھ کر دوسرا باکس نکالا۔ جس میں بہت سی پاکٹ ڈائیریاں نکالیں یہ دیکھیں یہ مجھے داداجان ہر سال لا کر دیتے تھے کہ ہر وقت پاس رکھوں۔ میں سال بھر ان پر روز اپنی اور داداجان کے درمیان ہوئی باتیں لکھتا اور سال کے آخر میں اسے سنبھال لیتا تھا پھر وہ سب ڈائیریاں واپس رکھیں اور ایک اور باکس نکالا۔ جس میں کچھ جلی ہوئی موم بتیاں تھیں مامایہ دیکھیں داداجان ہر سال میری سالگرہ کی رات کو سب کے سونے کے بعد میری سالگرہ مناتے تھے میرے کمرے میں آ کر یہ انھیں سب کیک کی موم بتیاں ہیں۔

پھر کچھ گھڑیاں دکھائیں دیکھیں یہ داداجان کی اپنی استعمال شدہ گھڑیاں ہیں۔ کچھ تصویر دکھائیں دیکھیں میری اور داداجان کی۔

اس سب کے بعد کاغذ سائن کر کے شائستہ کو پکڑاتے ہوئے ماما آپ کو اب اندازہ ہو گیا ہو گا کہ میں حیقیقت میں ان سب سے بہت زیادہ امیر ہوں کیونکہ میرے پاس داداجان کی جائیداد نہیں داداجان خود ہیں۔

پھر اس کے اس نے شائستہ کو بتایا کہ آج اس نے داداجان کی پسند کی ڈش بنائی ہے ٹینڈے گوشت شوربے والے اور ساتھ سفید چاول۔ شائستہ بھیگی آنکھوں سے مسکراتے ہوئے ہاں ابو کو گوشت میں سبزی ڈال کر کھانا بہت پسند تھا۔

امن نے پوچھا کھائیں گی آپ۔۔۔اگر آپ کھائیں گی تو دونوں مل کر کھاتے ہیں ورنہ پھر وہ دوبارہ پڑھنے بیٹھ جائے۔

شائستہ نے کہا بھوک تو لگی ہے اسے وہ پڑھے تو شائستہ کھانا گرم کر کے لگاتی ہے۔

رحمان یہ سب سن کر اپنے کمرے میں واپس آ گیا اور شائستہ کھانا کھانے کے بعد سائن انگوٹھے لگے کاغذات لے کر کمرے میں آ گئی اور رحمان کے حوالے کر دیئے

۔

●■●■●■●

ابھی مجھ کو نہیں کرنا اعتراف شکست
میں سب تسلیم کر لوں گا، یہ چرچا عام ہونے دو

مزید چھ ماہ بعد:

آج دن بہت کھلا کھلا تھا۔ رحمان فون کی اسکرین پر نعمان کا نام دیکھ کر خوشی سے بے حال ہو گیا۔ فون اٹھانے سے پہلے زور سے چلایا امی نعمان کی کال۔۔۔ امی نعمان کی کال ہے۔

کال کے لئے ترسے ماں بیٹے ساتھ ساتھ بیٹھ گئے اسپیکر پر کال لگا کر کہ دونوں مل کر آواز سن لیں۔ نعمان نے فون پر کہا کہ اسکائپ آن کریں اسے ویڈیو کال کرنی ہے۔

وہ بہت اداس ہو گیا ہے ان سے ملنے کے لئے۔ رحمان نے جلدی جلدی فون ایسے سیٹ کیا کہ فائقہ اور رحمان دونوں اس کو دل بھر کر دیکھ سکیں اور بات کر سکیں۔ نعمان نے اسکائپ پر ویڈیو کال کی اور فائقہ اس کی بلائیں لینے لگی۔

جب سب ایموشنل باتیں ختم ہوئیں تو نعمان نے کسی کو پیچھے سے آگے آنے کا اشارہ کیا اور جب وہ آگے آئی تو رحمان خاموش ہو گیا کیونکہ وہ بنا کچھ کہے بہت کچھ سمجھ گیا تھا مگر فائقہ

نے پوچھا کہ یہ گوری کون ہے تیری دوست؟

نہیں میں نے اس سے شادی کر لی ہے نعمان کے الفاظ تھے۔

فائقہ تو خاموش ہو گئی بلکل مگر رحمان سے رہا نہ گیا بیٹا شادی سے پہلے پوچھنا بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا۔

نعمان بہت روڈ انداز میں مین یو آر لکی کہ میں اب بتا رہا ہوں۔ وہ بھی یہ آپ لوگوں کو دیکھنا چاہتی تھی اس لئے۔۔۔اس کی خوشی کے لئے۔

فرقان کہاں ہے کے جواب میں پتا چلا کہ وہ تو اپنی گرل فرینڈ کے فلاٹ پر شفٹ ہو گیا ہوا ہے۔ فائقہ نے سوالیہ انداز میں کہا اپنا گھر چھوڑ کر کسی دوسرے کے گھر جا کر کیوں رہتا ہے؟

اف او!! اولڈ لیڈی کسی کا گھر نہیں اس کی گرل فرینڈ کا فلاٹ ہے اور خدا حافظ کر کے کال بند کر دی۔

فائقہ اپنا سا منہ لے کر رہ گئی اور رحمان کا دل ڈوب گیا۔ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔ رحمان ایک پل میں بوڑھا نظر آنے لگا۔ بیٹے کو ایسے دیکھ کر فائقہ کے دل کو عجیب

سا دھچکا لگا۔ رحمان اب بلکل خاموش سا ہو گیا۔ نا ہی بولتا اور نہ ہی فون پر پہلے کی طرح مصروف رہتا بلکہ ہال میں بیٹھا سامنے دیوار کو تکتا رہتا۔

فائقہ کی تو حالت ہی غیر ہو گئ۔ ایک جمال کا دکھ، دوسرا پوتوں کی بے رخی، تیسرا رحمان کی خالی خالی آنکھیں اور چوتھا گھر کا خالی پن۔

پہلے تو آس تھی کہ نعمان اور فرقان کبھی لوٹ کر آئیں گے اب تو وہ آس بھی ختم ہو گئ تھی۔

فائقہ سارا دن جمال سے باتیں کرتی رہتی پہلے تو وہ ہال میں آتی تھی اب اس نے ہال میں آنا بھی چھوڑ دیا۔

سارا دن کمرے میں بیٹھی جمال سے ایسے باتیں کرتی جیسے جمال سامنے بیٹھا ہو۔ کبھی قہقہے لگاتی، کبھی اسے مناتی اور کبھی روٹھ جاتی۔

رحمان یا شائستہ کمرے میں آتے تو ان پر چلاتی کہ کیوں آئے ہو میرے کمرے میں۔۔۔ تم لوگ میرے کمرے میں آتے ہو تو جمال ناراض ہو کر چلے جاتے ہیں؟

آہستہ آہستہ اس نے منہ ہاتھ دھونا اور کپڑے بدلنا بھی چھوڑ دیا۔ شائستہ اس کا منہ ہاتھ تولیہ گیلا کر کے صاف کرواتی اور کپڑے زبردستی بدلوا کر بال بناتی۔

خالدہ اور راشدہ جب بھی آتیں تو ماں کی حالت دیکھ کر خون کے آنسو روتیں اور کئی کئی گھنٹے ماں کے پاس بیٹھ کر اپنے اپنے دل کی باتیں کر کے چلی جاتیں مگر فائقہ کسی بھی بات کا جواب نہیں دیتی تھی، بس وہ بار بار کہتی امن کو کہو مجھے معاف کر دے۔ جمال مجھ سے تب ہی راضی ہوں گے جب امن راضی ہو گا۔

خالدہ ملنے آئی اور ماں کی ایسی حالت دیکھ کر رحمان سے کہا اب تو خدا سے ڈرو یہ سب تمہارے اور امی کے گناہوں کی سزا ہے۔ ایک معصوم بچے کو ساری زندگی اس کی ماں سے دور رکھا۔ ہمیشہ زیادتی کی۔

خالدہ رحمان سے ہال میں بیٹھی بات کر رہی تھی جب فائقہ اونچی اونچی چلانے لگی اس بد بخت کو کہو کہ مجھے معاف کر دے۔

خالدہ ماں کی حالت دیکھ کر بولی ہماری ماں آج بھی نہیں سمجھی جب سب کچھ ختم ہو گیا ہے۔ اب تو کم از کم زبان سے دوسروں کو اذیت دینا بند کر دیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اب فائقہ کی طبیعت دن بدن زیادہ خراب رہنی شروع ہو گئی اور ایک دن چلا چلا کر ملازمہ کو آواز دے رہی جبکہ اس کے بیڈ کے سائیڈ پر بیل رکھی ہوئی تھی جس کے بجاتے ہی پورے گھر میں آواز گونجتی تھی فائقہ بلا رہی ہے مگر فائقہ بیل بجانے کی بجائے چلانا شروع ہو گئی۔

شائستہ جو امن کے کمرے میں سوئی ہوئی تھی وہ ایک دم اوپر فائقہ کے کمرے کی طرف ڈوری۔ کام والی ملازمہ بھی پہنچی اور رحمان جو ہال میں بیٹھا ٹی وی دیکھ رہا تھا وہ بھی۔ سب ہی اوپر کی طرف ڈورے۔

فائقہ بیڈ سے نیچے گری ہوئی اور نیم بیہوش تھی۔ رحمان اب خود بوڑھا ہو چکا تھا۔ اس نے کوشش کی کہ فائقہ کو اٹھا سکے مگر نا ممکن تھا۔ شائستہ نے ملازمہ سے کہا کہ امن کو بلا کر لائے۔

امن اب تک آوازوں سے یہ تو جان گیا تھا کہ کچھ ہوا ہے۔ ملازمہ کے بلانے پر خرگوش کی طرح چھلانگیں لگاتا ہوا وہ فائقہ کے کمرے میں پہنچا اور بنا کسی کے کچھ کہے فائقہ کو گود میں اٹھائے نیچے پورچ میں لے آیا۔

رحمان نے گاڑی اسٹارٹ کی اور امن نے پچھلی سیٹ پر فائقہ کو لیٹا دیا۔ رحمان نے شائستہ کو

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ساتھ چلنے کے لئے کہا اور امن واپس اپنے کمرے میں آ گیا۔ کمرے میں آتے ہی اس نے خالدہ اور راشدہ کو کال کر کے فائقہ کی طبیعت کا بتا دیا۔

راشدہ تو ہاسپٹل پہنچ گئی خرم کے ساتھ جبکہ خالدہ کو تو گجرانوالہ سے آنا تھا وہ اور زمان سے اسی وقت نکل پڑے۔

ڈاکٹر نے بتایا کہ انھیں فالج کا اٹیک آیا ہے اور اب یہ چل پھر نہیں سکتیں۔ ان کا نچلا دھڑ بے جان ہو گیا ہے اور ممکن ہے کہ باقی جسم بھی صحیح سے کام نہ کرے۔

تین دن فائقہ ہاسپٹل رہی مگر اب وہ صحیح سے بول نہیں سکتی تھی اور نہ ہی اٹھ کر واش روم تک چل کر جا سکتی تھی۔

ہاسپٹل میں انھوں نے بندوبست رکھا ہوتا ہے سب صاف صفائی کا مگر گھر پر کون کرے گا یہ سب۔

فائقہ خود کو ایسی حالت میں دیکھ کر سوچ رہی تھی ایک صدی تک میں نے مہارانی بن کر راج کیا ہے اور آج اور یہ سوچ کر اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔۔۔

ہاسپٹل والوں نے ڈسچارج کر دیا اور رحمان فائقہ کو لے کر گھر آ گیا مگر گاڑی سے کمرے

تک کون پہنچائے گا۔ رحمان میں ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی کہ امن کو آواز دے کر کہے کہ فائقہ کو کمرے میں پہنچائے۔

راشدہ نے امن کو بلایا اور وہ خاموشی سے آیا۔ فائقہ کو اٹھایا اور اس کے کمرے کی طرف چل دیا۔ راشدہ اور خالدہ کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں۔

امن کے پیچھے پیچھے رحمان بھی فائقہ کے کمرے کی طرف چل دیا۔ شائستہ پہلے ہی کمرے میں پہنچ چکی تھی اور تکیے ٹھیک کر کے ایسے رکھ چکی تھی کہ امن اسے ٹیک لگوا کر بیٹھا دے۔ فائقہ کو بیڈ پر بیٹھا کر امن کمرے سے نکل گیا۔

خالدہ فائقہ کے لئے یخنی بنا کر لائی اور پلانے لگی۔ رحمان وہیں کرسی پر بیٹھ گیا اور شائستہ فائقہ کے دوسرے کپڑے نکالنے لگی۔

راشدہ فائقہ کے پاس ہی صوفے پر بیٹھی تھی۔ امی خدا کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے۔ کبھی شائستہ کو اس کمرے میں آنے کی اجازت نہیں تھی۔ آج آپ کے اس گھر کی مالکن وہ ہے۔ اس کا بیٹا جسے آپ نیچے ہال میں آتے ہوئے جوتے اتار کر آنے کے لئے کہتی تھیں۔ آج آپ کے کمرے تک جوتوں سمیت پہنچ گیا۔ امی انسان، انسان ہی ہی رہے تو

بہتر ہوتا ہے۔ جب وہ خدا بن جائے تو خدا پھر انھیں اپنی طاقت کا کرشمہ دکھاتا ہے۔

فائقہ کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے مگر وہ بول نہیں پا رہی تھی۔ منہ ضرور ہلاتی مگر حلق سے کوئی آواز باہر نہ نکلتی۔

اب سب سے بڑا مسئلہ فائقہ کو واش روم تک لے کر آنا جانا تھا۔ فائقہ کا نیچلا دھڑ وزن نہیں اٹھا رہا تھا۔ خالدہ نے رحمان سے کہا فی الحال تو ہم دونوں بہنیں اور شائستہ تینوں مل کر فائقہ کو واش روم لے جاتی ہیں اور واپس بھی لے آتی ہیں مگر بعد میں شائستہ اکیلی یہ نہیں کر سکے گی تو کوئی بندوبست کرے اس سب کے لئے۔

ایک ہفتہ خالدہ اور ڈیڑھ ہفتہ راشدہ رہیں اور دونوں ہی اپنے اپنے گھروں کو چلی گئیں۔ جانے سے پہلے فائقہ کے کمرے میں ہی رحمان بیٹھا تھا جب خالدہ اور راشدہ نے باری باری شائستہ کے سامنے ہاتھ جوڑ کر اپنی ماں کی غلطیوں اور گناہوں پر معافی مانگی اور درخواست کی کہ اس پل میں جب اتنی اذیت میں ہیں تو شائستہ اس سے منہ نہ موڑے۔

شائستہ نے دونوں کو باری باری گلے لگایا اور انھیں یقین دلایا کہ جب تک اس کا سانس باقی ہے وہ فائقہ کی خدمت کرتی رہے گی۔

شائستہ کے لئے فائقہ کو واش روم لے کر آنا جانا مشکل تھا وہ ہر بار امن کو بلاتی اور امن خاموشی سے آتا۔ اٹھا کر واش روم لے کر جاتا پھر شائستہ اس کی صاف صفائی کرتی اور امن اسے واپس لا کر بیڈ پر بیٹھا دیتا۔ فائقہ کی آنکھوں سے بس آنسو رواں رہتے۔ فائقہ نے اشاروں اشاروں میں کئی بار رحمان سے کہا نعمان اور فرقان سے کہے کہ ایک بار آ کر مجھ سے مل جائیں۔

مگر وہ دونوں اول تو کال ہی نہیں اٹھاتے تھے اور اگر اٹھاتے تو رحمان کو ڈانٹ کر کال بند کر دیتے اب فائقہ کی حالت ایسی ہو گئی تھی کہ وہ بستر پر ہی بار بار واش روم کر دیتی اور امن اور شائستہ دونوں مل کر اسے صاف کرتے اب امن اور شائستہ فائقہ کے کمرے میں سوتے۔

امن صوفے پر اور شائستہ فائقہ کے پاس بیڈ پر۔ فائقہ کو بخار ہوا تو پوری رات امن اسے پٹیاں کرتا رہا۔

رحمان بھی وہیں صوفے پر سو گیا۔ امن اور رحمان ایک دوسرے سے بات نہیں کرتے تھے۔ فائقہ نے ایک دم منہ سے آوازیں نکالنا شروع کیں جیسے کہہ رہی ہو کہ مجھے اٹھا کر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بیٹھاو۔

اس کی آواز پر شائستہ اور رحمان بھی جاگ گئے۔شائستہ نے فائقہ کے پیچھے تکیے ایسے لگائے کہ ٹیک لگا کر بیٹھ سکے اور امن نے اسے ٹیک لگوا کر بیٹھادیا۔

فائقہ نے امن کو اشارے سے اپنے پاس بیڈ پر بیٹھنے کے لئے کہا امن سامنے کھڑا ہو گیا تو دوبارہ اسے اشارہ کرنے لگی کہ اس کے پاس بیڈ پر بیٹھے۔

امن اس کے بہت پاس بیڈ پر بیٹھ گیا تو فائقہ نے اپنے دونوں ہاتھ جوڑ لئے اور رونے لگی۔

فائقہ روتے روتے عجیب سی آوازیں نکال رہی تھی جیسے معافی مانگ رہی ہو اور امن اس کے جڑے ہاتھوں کو چومے جارہا تھا کہ دادو نہیں۔پلیز ایسے ہاتھ جوڑ کر مجھے گناہگار مت کریں۔بس ایک بار مجھے ویسے ہی اپنے سینے سے لگائیں جیسے آپ نعمان اور فرقان کو لگاتی تھیں۔

رحمان کی آنکھوں میں بھی آنسو آگئے اور شائستہ بھی رونے لگی۔فائقہ نے اپنے بازو پھیلائے اور امن اس کے سینے سے لگ کر رونے لگ گیا اور فائقہ بھی عجیب عجیب سی آوازیں نکال کر رونے لگی۔

اس کے بعد اس نے امن کو اشارے سے کہا کہ اسے نیند آئی ہے اسے لیٹا دے اور خود اس کے پاس بیڈ پر سوئے۔ امن کا ہاتھ پوری مضبوطی سے پکڑ کر فائقہ گہری نیند سو گئی۔ امن تو جاگتا رہا، اسے ڈر لگ رہا تھا، ان لمحات میں اسے جمال کی آخری رات یاد آ رہی تھی۔ عجیب بے چینی سی طاری تھی امن پر آدھی رات کو امن کو فائقہ کی گرفت اپنے ہاتھ پر کمزور پڑتی محسوس ہوئی اور امن ایک دم "دادو دادو" کہتا اٹھ کر بیٹھ گیا۔۔ فائقہ اپنی اس دنیا کی سزا کاٹ کر اگلی دنیا کی طرف چل دی باقی کی سزا کاٹنے کے لئے۔

●■●■●■●

تو چلا گیا میرے ہمسفر، ذرا دیکھ مڑ کر اک نظر تو
میری کشتیاں ہیں جلی ہوئیں، تیرے ساحلوں سے ذرا پرے

رحمان تو جیسے اپنے حواس کھو بیٹھا۔ اس کے پاس تو کوئی بھی رشتہ نہیں بچا تھا۔ وہ پاگلوں کی طرح چلانے لگا "امی اٹھیں۔۔۔ امی اٹھیں"

امن اٹھا اور اس نے خالدہ، راشدہ اور سب جاننے والوں کو جن کو وہ جمال کے حوالے سے جانتا تھا کال کی۔ راشدہ تو آدھے گھنٹے میں پہنچ گئی مگر خالدہ تو ڈیڑھ گھنٹہ لگ گیا آتے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آتے۔

راشدہ نے سارے راستے نعمان اور فرقان کو کال کرنے کی کئی بار کوشش کی مگر دونوں ہی کال نہیں اٹھا رہے تھے۔ گھر پہنچی تو رحمان فائقہ کے بیڈ کے پاس گم سم بیٹھا تھا۔ امن سب کے پہنچنے تک کفن دفن کے ضروری بندوبست کر چکا تھا۔ راشدہ نے خالدہ سے کہا وہ کوشش کرے ممکن ہے کہ نعمان یا فرقان میں سے کوئی اس کی کال پک کر لے۔

رات سے دن چڑھ گیا مگر نہ تو نعمان کال اٹھائے اور نہ ہی فرقان۔ دوپہر کے وقت جا کر فرقان نے کال اٹھائی اور راشدہ کے بتانے پر کہ فائقہ کی ڈیتھ ہو گئی ہے۔ ان کے آخری وقت میں نہیں تو آخری رسومات میں ہی آجاو تو فرقان غیر سنجیدہ انداز میں بولا سن پو۔۔۔ ہمارے وہاں آنے سے اولڈ لیڈی نے واپس زندہ تو ہو نہیں جانا تو آپ سب اتنے ایموشنل کیوں ہو رہے ہیں ویسے بھی بڈھی ہو کر مریں ہیں۔ دفن کریں اور سکون کریں۔ پلیز دوبارہ ان فضولیات کے لئے ہمیں پریشان مت کرنا۔

رحمان کے بار بار پوچھنے پر کہ کسی نے نعمان اور فرقان کو بھی کال کر کے بتایا یا نہیں تو

راشدہ نے اپنی اور فرقان کے درمیان ہوئی بات جب رحمان کو بتائی تو اسے یاد آیا جب خالہ رشیدہ مریں تھیں تو بلکل یہی جملے اس کی ماں * فائقہ * نے بولے تھے کہ میرے جانے سے کون سا اس نے واپس زندہ ہو جانا ہے اور یہ بھی کہ بوڑھی ہو کر مری ہیں اور کیا چاہیے۔اس بات کے یاد آتے ہی رحمان کے دکھ میں مزید اضافہ ہو گیا۔

مغرور ترین انسان اور مجبور ترین انسان آخری آرام گاہ تو دونوں کی ہی مٹی ہے۔جانے پھر انسان مٹی کے اوپر اتنا اکھڑ کے کیوں چلتا ہے۔وقت گزرنے لگا اور گھر کی خاموشی رحمان کو کھانے لگی۔

اب وہ پچھلے باغ میں بینچ پر بیٹھ کر مالی بابا کی پوتیوں کے بچوں کو کھیلتے دیکھتا اور جب کوئی بھی پوتی نہ آئی ہوتی تو اگلے باغ میں ویسے ہی گم سم بیٹھا پورچ میں کھڑی چھ سات لمبی لمبی گاڑیوں اور اعلی شان گھر کو دیکھ کر سوچتا کہ کاش اس نے اپنے بیٹوں کو خود سے دور نہ کیا ہوتا تو آج اس کا گھر بھی بچوں کی آوازوں سے گونج رہا ہوتا۔

فائقہ کی تدفین کے بعد سب ہی اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے مگر تاویلہ کی ڈیلیوری میں صرف دو ماہ ہی باقی تھے تو سسرال والے اسے وہیں چھوڑ گئے کہ رسم کے مطابق کہ پہلا

بچہ میکے میں ہوتا ہے۔

تاویلہ کے گھر بہت پیاری ہی بیٹی پیدا ہوئی۔اس کے سسرال والوں نے اس بات پر ہنگامہ لگادیا کہ پہلے ہی شادی کے چار سال بعد بچہ ہوا ہے وہ بھی بیٹی۔

خالدہ بیٹی کے آنکھ میں آنسو دیکھتی تو اسے اپنی ماں کی شائستہ کے ساتھ کیں زیادتیاں یاد آتیں اور رونا شروع ہو جاتی۔زمان بھی بیٹی کی حالت دیکھتا تو روتا۔ان چار سالوں میں زمان کے اپنے والدین مر چکے تھے۔جمال اور فائقہ بھی نہیں رہے تھے۔۔۔

خالدہ اور زمان نے بہت سوچ بچار کے بعد فیصلہ کیا کہ راشدہ، خرم، رحمان اور شائستہ سب کو ساتھ لے کر جایا جائے اور ان سے بات کی جائے کہ بیٹا یا بیٹی تو اللہ کی دین ہے۔ اب بیٹی ہوئی ہے تو ذات پاک پھر بیٹے کی نعمت سے بھی نوازے گا۔

تاویلہ کا سسرال لاہور ہی میں تھا تو سب جمال کے گھر اکٹھے ہوئے اور یہیں سے اس کے سسرال جانے کے لئے نکلے۔

واقعی بیٹیوں کے بس نصیب سے ڈر لگتا ہے۔اس کے سسرال والوں نے شرط رکھی کہ ان کا بیٹا مطلب تاویلہ کا شوہر زین چیمہ اپنا بزنس کرنا چاہتا ہے تو اگر یہ لوگ دو کروڑ روپیہ

دیں گے تو وہ صبح ہی تاویلہ کو لینے آجائیں گے۔

زمان اور خالدہ تو پریشان ہو گئے کہ دو کروڑ مگر خرم اور رحمان نے کہا ٹھیک ہے مگر اس کے بعد ہماری بچی کی آنکھ میں کوئی آنسو نہ آئے۔ انھوں نے خوشی خوشی سب باتیں مان لیں اور طے ہوا کہ تین دن بعد اتوار والے دن وہ لوگ تاویلہ کو لے جائیں گے اور اس دن چیک بھی لے لیں گے۔

راشدہ سارا راستہ بڑبڑاتی رہی کاش ہماری ماں شائستہ اور امن پر ظلم نہ کرتی تو آج ہماری بچی پر یہ ظلم نہ ہوتا۔

جمال کے گھر پہنچ کر زمان نے پریشانی میں کہا میں اتنے سے دنوں میں اتنے پیسوں کا بندوبست کیسے کروں گا۔

خرم ناراض ہوتے ہوئے زمان خدا کا خوف کرو ہم دونوں خالہ زاد بھائی ہیں اور خالدہ میری پھوپھو زاد بہن تو تاویلہ میری بھانجی بھی ہے اور بھتیجی بھی۔ کیا میں اس کے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شائستہ گھر پہنچ کر کھانے کا بندوبست کرنے میں مصروف ہو گئی۔ رحمان نے زمان کو پچاس پچاس لاکھ کے دو چیک دیئے کہ اپنے بینک میں جمع کروالے جبکہ خرم نے کہا کہ زمان یہاں سے گجرانوالہ جاتے ہوئے راستے میں ان کے گھر چلے تو باقی پیسوں کا چیک لے لے۔ زمان نے کہا کہ دس بارہ لاکھ تو میرے پاس ہو گا۔

خرم اس کا کندھا تھپکتے ہوئے یار وہ پیسے رکھ پھر کام آئیں گے۔

فی الحال تو تاویلہ اور بچی کی اچھی سی شاپنگ کر لینا کیونکہ اسے تحفے تحائف کے ساتھ رخصت کرنا ہے۔ ہم اتوار کی صبح ناشتہ تمہارے گھر پر کریں گے۔ خالدہ اور زمان دونوں بار بار شکریہ ادا کرتے رہے اور کہتے رہے ہم جلد از جلد لوٹا دیں گے مگر رحمان اور خرم دونوں نے منع کر دیا کہ ہم نے اپنی بیٹی کو دیا ہے اور بیٹیوں کو ادھار نہیں دیا جاتا، ان کا حق ہوتا ہے ہماری کمائی پر۔

فائقہ کے جانے اور دونوں بیٹوں کے رویے نے اتنی تبدیلی پیدا کی تھی کہ رحمان اپنے بچوں کے علاوہ بہنوں کے بچوں کے بارے میں بھی سوچنے لگا تھا۔

اتوار کی صبح گاڑیاں آگے پیچھے لگا کر رحمان، شائستہ، خرم اور راشدہ گجرانوالہ خالدہ کے گھر پہنچ

گئے۔

تاویلہ تو بلکل خاموش رہنے لگی تھی۔اس کے سسرال والے شام پانچ بجے پہنچے۔پہلے چائے کے ساتھ لوازمات رکھے گئے اور پھر کھانے کا بندوبست ہوا۔

تاویلہ کے ساتھ ساتھ وہ لوگ دو کڑور بھی لے گئے مگر گئے خوش خوش۔

امن نے انجنیرنگ مکمل کرلی اور ساتھ ہی سی-ایس-ایس کا امتحان بھی بہت اچھے نمبروں سے پاس کرلیا۔اسے حکومتی لیول پر سراہا گیا۔ کئی دن تک مختلف ٹی وی شوز والے خصوصی دعوت دے کر امن کو بلاتے رہے اور اس کا انٹرویو ٹی وی چلتا رہا۔

اسے پاکستان گورنمنٹ کی طرف سے پورے پاکستان کا پیٹرولیم ڈیپارٹمنٹ کا انچارج اور پیٹرولیم کے وزیر کا مشیر خاص لگادیا گیا۔امن کی اس کامیابی سے شائستہ کی گردن تن گئی اور رحمان کی جھک گئی۔

تاویلہ کے شوہر نے نہ تو ان پیسوں سے کوئی کاروبار شروع کیا اور نہ ہی پیسے کسی اچھی اسکیم میں جمع کروائے،نہ کوئی پلاٹ خریدا اور نہ کوئی گاڑی یا موٹر سائیکل لی بلکہ حسب عادت ساری رقم جوے اور شراب میں اڑادی۔

تاویلہ دن بھر گھر کے کام کرتی،ساس نندوں کی گالیاں سنتی اور رات کو شوہر کی مار کھاتی اور سوچتی کہ مجھ سے کہاں غلطی ہو گئی کہ میں ایسی سزا کی حقدار بنی۔

چھ ماہ ایسے ہی گزر گئے کسی نے بچی کا نام بھی نہ رکھا۔اول تو گھر میں کوئی اسے اٹھاتا ہی نہیں تھا کہ منحوس ہے اگر وہ رو رہی ہوتی تو کہتے منحوس ماری کو چپ کروا۔بیٹی پیدا کر دی ہے کہ سارا دن رونے کا عذاب سہو۔

ایک دن تاویلہ کا شوہر زین چیمہ حسب عادت شراب کے نشے میں دھت جوا ہار کر گھر واپس آرہا کہ گاڑی بجلی کے کھمبے سے ٹکرا کر الٹ بازی لیتی ہوئی پانی سے بھری نہر میں جا گری۔ ارد گرد موجود لوگوں میں سے کسی نے 1122 ریسکیو والوں کو کال کی تو کسی نے ایمبر جنسی پولیس 15 پر کال کی۔کسی نے ایدھی ٹرسٹ والوں کو کال کی۔

الغرض ساری ریسکیو ٹیمز کچھ دیر میں پہنچ گئیں۔رسہ ڈال کر گاڑی نکالی گئی اور گاڑی میں پڑی خون میں لت پت لاش بھی۔خبر جب تاویلہ کے سسرال پہنچی تو وہاں ایک کہرام مچ گیا۔اس کی ساس اور نندوں نے تاویلہ کی بیٹی کو مارنے کی کوشش کی کہ اس منحوس کی وجہ سے سب ہوا ہے۔بیٹی بچانے میں تاویلہ کو بہت مار پڑی۔

تاویلہ خون و خون ہو گئی۔ آس پڑوس میں سے کسی نے پولیس کو بلایا اور کسی نے تاویلہ کے والدین کو۔

خالدہ کو پہنچنے میں وقت لگنا تھا اس نے رحمان اور راشدہ کو کال کی کہ جا کر تاویلہ کو لے آئیں۔ رحمان، شائستہ، راشدہ خرم سب اوپر تلے پہنچ گئے۔ اتنی دیر میں پولیس بھی پہنچ گئی۔

تاویلہ برے حال پھٹے کپڑے، ناک منہ سے بہتا خون بس ایک ہی بات کہے جا رہی تھی

"میری بیٹی منحوس نہیں ہے۔۔۔ میری بیٹی منحوس نہیں ہے"

رحمان نے آگے بڑھ کر تاویلہ کو مضبوطی سے سہارا دے کر اٹھایا۔ راشدہ نے بچی پکڑی، شائستہ تاویلہ کو سہارا دے کر گاڑی تک لائی۔

پولیس والوں نے سوال جواب پوچھنے کی کوشش کی تو رحمان نے کہا ہماری بچی کی حالت دیکھ لی ہے آپ نے فی الحال ہمیں اس کو ہاسپٹل لے کر جانا ہے۔ اپنا فون نمبر دیتے ہوئے کہا کہ کل کسی وقت اس نمبر پر کال کر لینا بلکہ میں خود تھانے آ کر ان لوگوں کے خلاف رپورٹ درج کرواوں گا مگر ابھی ہمیں جانا ہے۔

تاویلہ کو لے کر ہاسپٹل پہنچے وہاں سے ڈریسنگ کروا کر رحمان اسے گھر لے آیا۔ رات میں

کسی وقت خالدہ اور زمان بھی پہنچ گئے۔ راشدہ اور خرم بھی رحمان کے گھر میں موجود تھے۔

خالدہ تاویلہ کو دیکھ کر روتی جائے اور کہے یہ سب میری ماں کے گناہوں کی سزا ہے۔۔

مگر میری بیٹی کو کیوں ملی سزا۔

راشدہ بھی روز صبح آجاتی اور شام کو خرم واپس لینے آجاتا۔ دو تین دن بعد تاویلہ کی حالت نارمل ہوئی تو خالدہ نے جانے کی اجازت مانگی۔

راشدہ نے مشورہ دیا کہ ابھی کچھ دن اور ٹھہر جاو۔ تاویلہ کو ذہنی طور پر نارمل ہونے دو اور ابھی تو ہم نے بچی کا پیارا سا نام بھی رکھنا ہے۔ پاس بیٹھی شائستہ خالدہ کو مخاطب کر کے بولی آپی ایک بات کرنا تھی آپ سے۔

شائستہ کی آواز اتنی اونچی تھی کہ سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

خالدہ کہو شائستہ کیا کہنا ہے۔

شائستہ خالدہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتے ہوئے میں اپنے امن کے لئے آپ کی تاویلہ کا رشتہ مانگنا چاہتی ہوں، یہ جانتے ہوئے بھی کہ میری حیثیت نہیں کہ مانگوں۔

وہیں بیٹھا رحمان شائستہ کی طرف دیکھتا ہی رہ گیا کہ ساری زندگی نظریں جھکی اور خاموش

عورت میں اتنا حوصلہ کیسے آ گیا کہ وہ اتنی بڑی بات بنا میرے ساتھ مشورہ کئے سر عام کہہ دے۔

خالدہ اور زمان کے ساتھ ساتھ راشدہ اور خرم کی بھی آنکھیں حیرت سے کھل گئی۔ خالدہ اٹھ کر شائستہ کے پاس آئی اور ہاتھ چومتے ہوئے بولی تم جتنا اعلی ظرف کوئی کوئی ہوتا ہے مگر کیا امن کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

تاویلہ عمر میں بھی پانچ چھ سال بڑی ہے۔ بیوہ ہے اور ایک بچی کی ماں بھی ہے۔

شائستہ مسکراتے ہوئے آپی آپ کو، زمان بھائی یا تاویلہ کو اعتراض نہیں تو امن راضی ہے۔

خالدہ نے شائستہ کو گلے لگا لیا مگر ایک دم اسے ایک ڈر نے گھیرے میں لے لیا۔ بچی میں رکھ لوں گی تا کہ امن اور تاویلہ کی زندگی ویسی نہ گزرے جیسی تمہاری اور رحمان کی گزری۔

شائستہ مسکراتے ہوئے وہ فائقہ بیگم کا بیٹا رحمان نہیں ہے آپی۔ وہ شائستہ کا بیٹا امن ہے۔

امن رشتوں کو نبھانا جانتا ہے۔ وہ تاویلہ کو عزت، محبت اور وقار سب دے گا اور بچی کو نا صرف اپنا نام بلکہ باپ کی محبت شفقت اور توجہ بھی اور اگر تاویلہ کو ڈر ہو گا کہ امن اپنے بچوں کی پیدائش کے بعد بدل جائے گا تو بے شک اور بچہ پیدا نہ کرے۔

آپی آپ تاویلہ سے مشورہ کر لیں۔اگر منع کر دیں گی تو بھی آپ کا حق ہے اور اگر میرے بیٹے کو اپنا لیں گی تو مجھے خوشی ہو گی۔

خالدہ اور راشدہ دونوں نے شائستہ کو گلے لگا لیا۔سب ہی رو پڑے۔شائستہ نے کہا امن کی بس ایک شرط ہے۔

سب کے مسکراتے اور کھلکھلاتے چہرے ایک دم سے خاموش ہو گئے۔

زمان شرط!! کیسی شرط ہے؟؟؟ ہمیں ہر شرط منظور ہے۔امن جیسا لڑکا ہماری بیٹی کا مقدر بن جائے اس بات کے لئے ہم ہر شرط ماننے کو تیار ہیں۔

شائستہ سنجیدہ انداز میں ممکن ہے اس کے بعد آپ لوگوں کو اعتراض ہو مگر اس نے کہا کہ میں شرط لازم بتاوں۔

راشدہ کیا شرط ہے شائستہ۔۔کہو بھی؟؟؟)

شائستہ وہ چاہتا ہے کہ تاویلہ جب شادی ہو کر آئے تو وہ اس کے ساتھ اس کمرے میں رہے جہاں امن نے ساری زندگی گزاری ہے۔

امن تاویلہ کا شوہر بن کر بھی اس گھر کے اندر نہیں آئے گا۔امن کے پاس جو ایک کمرا

ہے وہی تاویلہ کا پورا گھر ہو گا۔ آپی امن کو حکومت کی طرف سے بڑا گھر گاڑی سب ملا ہوا ہے مگر آپ سب جانتے ہو اس نے لینے سے انکار کر دیا تھا کیونکہ ابو نے امن سے وعدہ لیا تھا کہ جب تک امن زندہ ہے اسی گھر میں رہے گا۔

خالدہ نے شائستہ کے ہاتھ چوم لئے اور کہنے لگی۔ شائستہ اللہ سب کو تمہارے امن جیسا بیٹا دے۔ مجھے، زمان یا میری بیٹی کو کوئی اعتراض نہیں، وہ خوش قسمت ہے کہ اسے امن جیسا ساتھی مل رہا ہے۔

شائستہ ٹھیک ہے آپی تاویلہ کی عدت پوری ہوتے ہی جو پہلا جمعہ آئے گا ان دونوں کا نکاح کر دیں گے۔

راشدہ نے پاس سے کہا ہاں ٹھیک ہے تب ساتھ ہی چھوٹی موٹی رسمیں کر کے رخصتی کر دیں گے۔

شائستہ نے راشدہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کیوں آپی چھوٹی موٹی رسمیں کیوں۔

میرا ایک ہی بیٹا ہے۔ نعمان اور فرقان پانچ سال پہلے جاتے ہوئے مجھے سوتیلی عورت کہہ کر میری ممتا پر ایک دھبہ لگا گئے تھے اور ان پانچ سالوں میں ایک دفعہ بھی مجھ سے سلام دعا

بھی نہیں کی۔ میں اپنے اکلوتے بیٹے کی دھوم دھام سے شادی کروں گی۔

میں نہیں چاہتی کہ تاویلہ کے دل میں وہ سب احساس جنم لیں جو میرے دل میں ہمیشہ رہے۔ اسے ایک چاہی ہوئی بیوی اور ایک لاڈلی بہو کی حیثیت سے لانا چاہتی ہوں اپنے گھر میں۔ ہر چیز اس کی پسند سے لوں گی اور سر بالا ہماری منی سی گڑیا ہو گی۔ آپی اگر آپ سب کو اعتراض نہ ہو تو امن تاویلہ کی بیٹی کا نام اجالا رکھنا چاہتا ہے۔۔۔ اجالا امن۔

پھر اپنے کانوں سے ہیرے جڑے بندے جو امن نے خرید کر دیئے تھے اتار کر خالدہ کی طرف بڑھاتے ہوئے بولی یہ تاویلہ کے لئے ہیں۔ اسے پہنا دیں۔ آج سے تاویلہ میرے امن کی امانت ہے۔ ایک بات اور آپی آپ ایک روپے کا بھی سامان نہیں دیں گی۔ میرے امن کے پاس آپ سب کی دعاوں سے اللہ کا دیا بہت کچھ ہے۔

●■●■●■●

تیری آہٹ کے تعاقب میں ہوں صدیوں سے رواں

راستوں کے پیچ و غم میں ٹھوکر کھاتا ہوا

وہ گھر جو دکھ اور غم کی عکاسی کر رہا تھا وہاں قہقہے گونجنے لگے۔ پاس بیٹھی راشدہ نے رحمان کو چھیڑا ابھی اب تمہارا بہت خرچہ کروانے والی ہے شائستہ۔

رحمان ایک پھیکی سی مسکراہٹ مسکرا دیا مگر بولا کچھ نہیں۔ شائستہ نے ملازمہ سے کہہ کر میٹھائی منگوائی تھی۔ میٹھائی کی پلیٹ راشدہ کے آگے کرتے ہوئے پوچھا آپی رحمان کا خرچہ کیوں ہو گا؟؟

راشدہ شائستہ کی طرف دیکھ کر بولی شادی پر اور کہاں؟؟

شائستہ سب کو میٹھائی دے کر واپس مہارانیوں کی طرح بیٹھتے ہوئے رحمان کا تو ایک روپیہ بھی نہیں لگے گا۔ ان کا خرچہ کیوں ہونے لگا۔ آج تک رحمان امن کو اپنا نام اپنی پہچان نہیں دے سکے۔

خیر اب تو اسے کسی اور کے نام اور پہچان کی ضرورت نہیں۔ امن ماشاءاللہ بہت اچھا کماتا ہے۔ بہت دھوم دھام سے اپنے بیٹے کی شادی اسی کی کمائی سے کروں گی۔ لوگ زمانوں تک یاد کریں گے جمال ہاؤس سے کوئی بارات نکلی تھی۔

مجھے تو بس اب سے تاویلہ کی عدت ختم ہونے کا انتظار ہے پھر میں اسے ساتھ لے جا کر ولیمے

کا سوٹ، زیور اور باقی ساری شاپنگ کرواوں گی۔

رحمان تو بس شائستہ کو خاموشی سے سن رہا تھا شائستہ پھر خالدہ سے مخاطب ہوئی سوائے بارات کے سوٹ کے اور کچھ بھی نہ کوئی کپڑا اور نہ کوئی اور استعمال کی چیز تاویلہ کو دیجئے گا۔ امن اور تاویلہ خود خرید لیں گے جب جو چاہیے ہو گا۔

رحمان کو یاد آیا خالدہ نے عاتیکہ اور امن کے رشتے کی بات کی تھی تو فائقہ اور رحمان نے ہنگامہ کھڑا کر دیا۔ شائستہ وہیں موجود تھی اور نظریں جھکائے زمین پر دیکھنے کے سوا اس کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا اور آج رحمان کتنے سالوں بعد اس مقام پر کھڑا تھا۔ آج اس کے پاس بھی نظر نیچے کر کے خاموش بیٹھنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

پھر روحان اور عاقیلہ کی شادی کی باتیں ہونے لگیں کہ اگلے سال دونوں کی تعلیم مکمل ہو جائے گی تو ان کے فرائض سے بھی فارغ ہوا جائے۔ شائستہ نے امن سے کہہ کر گیلکسی چاکلیٹ اور گیلکسی آئس کریم کا پورا ڈبہ منگوایا اور راشدہ اور خرم کو بہت خوبصورت سوٹ دیئے کہ اس خوشی کی خبر کے ساتھ خالی ہاتھ نہیں جانا۔

پھر امن کے کمرے میں گئی اور ایک بہت خوبصورت ڈبہ ہاتھ میں پکڑے لائی۔ راشدہ دیکھ

کر بولی یہ ڈبہ تو دیکھا دیکھا لگتا ہے۔ کیا ہے اس میں۔

شائستہ مسکراتے ہوئے آپی اس میں وہ سوٹ ہے جو ابو نے میرے لئے خریدا تھا کہ ولیمہ کریں گے تو میں پہنوں گی۔

ڈبہ کھولتے ہوئے اس کی آنکھیں نم ہو گئیں نہ میرا ولیمہ ہوا اور نہ میں نے پہنا۔ ڈبے میں گولڈن رنگ کا گاون جو گولڈن کام سے بھرا ہوا تھا، پڑا تھا۔

شائستہ گاون نکالتے ہوئے بولی میرے خیال میں اس پر تاویلہ کا حق ہے۔ اس کے نانا کی طرف سے اس کے لئے شادی کا تحفہ، یہ نکاح پر پہنانا اسے۔

پاس بیٹھی راشدہ بولی شائستہ جتنا تم نے اور امن میں ابو کی ہر چیز کو سنبھال کر رکھا ہے ان کی کسی سگی اولاد نے نہیں رکھا۔

شائستہ آپی میں بھی باپ کی محبت کو ترسی آئی تھی اور میرا بیٹا بھی ساری زندگی باپ کی محبت کو ترسا رہا، مجھے آپ کے ابو میں اپنے ابو نظر آتے تھے اور امن کو ان میں اپنے نانا۔

تاویلہ کی عدت پوری ہوتے ہی دھوم دھام سے شادی کی تیاریاں شروع ہو گئیں، بہت سالوں بعد خوشیاں ایک بار پھر اس گھر میں آ رہی تھیں۔

ایک بار پھر رحمان نے نعمان اور فرقان کو کال کی اور امن اور تاویلہ کی شادی میں شرکت کی دعوت دی مگر ہر بار کی طرح اسے پھر ایک نئی کہانی سننے کو مل گئی۔

نعمان نے بتایا کہ اس کی طلاق ہو گئی ہے۔اس کا ایک بیٹا پیدا ہوا تھا جو اس کی سابقہ بیوی لے گئی ہے اور خرچے کا کیس کر دیا ہے تو وہ ملک چھوڑ کر فی الحال نہیں آسکتا مگر وہ اور فرقان چھ آٹھ ماہ تک اکٹھے پاکستان آئیں گے۔

رحمان بہت خوش ہوا کہ بالآخر اس کے بیٹے واپس گھر لوٹیں گے۔بیٹوں کے لوٹنے کی خوشی نے اسے امن کی شادی کی خوشی میں دل سے شرکت نہ کرنے دی۔رحمان کے علاوہ خاندان کا ہر شخص بہت دل اور خوشی سے شادی میں شامل ہوا۔

شائستہ نے ایسے دھوم دھام سے شادی کی کہ لوگ دیکھتے رہ گئے۔شائستہ مہارانیوں کی طرح تاویلہ کو بیاہ کر لائی۔مہندی،ڈھولک،ماہیوں،سب رسمیں کیں اس نے اور سارے خاندان نے بڑے جوش و خروش سے حصہ لیا۔سارے رسمیں پچھلے لان میں ہوئیں۔گھر کا اگلہ حصہ اور گھر ویسے میں خاموش رہے۔

دھوم دھڑکے کی آوازیں رحمان کو بار بار بلاتیں مگر رحمان ساری شام ٹی وی کے آگے

بیٹھا رہتا۔ بس عین رسم کے وقت وہ پچھلے باغ میں جاتا اور رسم سے فارغ ہو کر واپس آ جاتا۔ وہ بھی امن کے لئے نہیں تاویلہ کے لئے جاتا۔

تاویلہ خوشیوں اور دعاوں کے سائے میں بیاہ کر امن کی زندگی میں آ گئی۔ امن کے کمرے میں سجی ہوئی سیج پر بیٹھی تاویلہ سوچ رہی تھی وہ کیسے امن سے کہے گی کہ وہ ابھی ذہنی طور پر اس شادی کے لئے تیار نہیں تھی اور یہ کہ اس کی بیٹی ابھی سال کی بھی نہیں ہوئی رات کیسے اکیلے گزارے گی۔

انھیں سوچوں میں گم تھی کہ دروازہ کھلا اور امن کمرے میں داخل ہوا مگر تاویلہ اسے دیکھ کر حیران ہو گئی کہ امن کی گود میں اجالا تھی۔ امن ناراض ہوتے ہوئے بولا کیسی ماں ہو۔۔۔ اجالا کب سے تمہارے لئے رو رہی تھی۔

تاویلہ کی آنکھیں آنسوں سے بھری ہوئیں تھیں۔ سہمی ہوئی بولی ماما نے منع کیا تھا کہ رات اسے ساتھ نہ رکھوں۔

امن حیرت سے اسے دیکھنے لگا اور اجالا اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کیوں؟؟۔۔۔ کیوں منع کیا ہے پھوپھو نے۔

تاویلہ کچھ نہیں بولی بس آنسو آنکھ سے نکل کر اس کے دامن پر گرنے لگی۔امن بیڈ پر بیٹھ گیا تاویلہ کچھ باتیں آج ہم دونوں کو کر لینی چاہیں۔

تاویلہ ڈر سی گئی اور نظر اٹھا کر اسے دیکھ کر نظر جھکا لی۔

تم مجھے پہلی والی تاویلہ ہی چاہیئے ہو۔ہنستی کھیلتی شرارت کرتی،وہ لڑکی جو مجھ پر حکم چلاتی تھی۔ڈری سہمی تاویلہ بلکل نہیں چاہیے۔تمہارا ماضی ہم دونوں کے حال اور مستقبل کے درمیان کبھی حائل نہیں ہو گا۔اجالا کا وقت کسی بھی اور کو نہیں دو گی۔مجھے بھی نہیں۔میں نہیں چاہوں گا کہ اجالا امن کی طرح بڑی ہو۔امن اور اجالا میں ایک چیز مشترک ہے ویسے۔

تاویلہ نے ایک بار پھر امن کے چہرے کی طرف دیکھا مگر تاب نہ لا سکی اس کی گہری شرارتی آنکھوں کی تو نظریں جھکا لیں۔

امن کے پاس ایک لاجواب دادا تھے اور اجالا کے پاس ایک لاجواب دادی ہو گی۔

اس بات پر تاویلہ کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔پھر امن اٹھ کر تاویلہ کے قریب ہو کر بیٹھا اور تاویلہ خود میں سمٹ گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

امن مسکرا دیا اور شرارتی انداز میں بولا کیا ہوا؟؟؟

تاویلہ کچھ بول ہی نہیں سکی گردن ہلائی کہ کچھ نہیں۔امن بس مسکرائے جا رہا تھا۔

امن تاویلہ کا چہرہ تھوڑی سے اوپر کرتے ہوئے کہا پریشان مت ہو میں اس وقت تک تمہارے قریب نہیں آوں گا جب تک تم ذہنی طور پر اس رشتے کو قبول نہیں کر لیتی۔

تاویلہ میرا ماننا ہے کہ میاں بیوی کے درمیان جسمانی تعلق سے زیادہ ذہنی اور روحانی تعلق مضبوط ہونا چاہیئے۔

پھر کچھ سیکنڈز کا اجالا یہیں سوئے گی ہمارے ساتھ۔اسے اس لئے کبھی خود سے دور مت کرنا کہ مجھے اس کی موجودگی بری لگے گی اور ایک خاص بات رحمان صاحب تمہارے ماموں ہیں اور تم سے بہت محبت کرتے ہیں۔تم گھر کے اس حصے میں بنا مجھے پوچھے اور بتائے جا سکتی ہو مگر کبھی بھی مجھ سے نہیں کہو گی وہاں جانے کے لئے۔

تاویلہ نے امن کو دیکھا اور بولی امن تم آج بھی سب سے مختلف ہو۔میں ڈر گئی تھی کہ تم روایتی مردوں کی طرح تعلق قائم کرنے یا پہلی رات اجالا کی موجودگی پر ناراض ہو گے۔

امن مسکراتے ہوئے تاویلہ میری ماما *شائستہ* نے بہت درد سہا ہے۔میں بہت چھوٹا

تھا دیکھ سکتا تھا مگر کر کچھ نہیں سکتا تھا اور جب سمجھدار ہوا تو ماما اور داداجان کی محبت نے مجھے کچھ کرنے نہیں دیا۔ میں آج جیسا بھی ہوں وہ اس سب سے گزر کر بنا ہوں۔

میری جگہ پر آج اجالا ہے۔ میں ایک اور شائستہ اور امن کو جنم نہیں دینا چاہتا۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم ایسی زندگی گزاریں کہ جب ہم دونوں بوڑھے ہوں اور بچے شادی ہو کر اپنی اپنی زندگیوں میں مصروف ہوں تو ہم ماضی کو یاد کر کے خوش ہوں نا کہ گلٹ محسوس کریں۔

پھر تاویلہ کے ہاتھ سے اجالا پکڑتے ہوئے اچھا چلو اب پہلے تم اٹھ کر کپڑے بدلو اور منہ ہاتھ دھو کر اسے دودھ پلاو اور سلاو۔ اسے کس جرم کی سزا دے رہی ہو۔

تاویلہ امن کو دیکھ کر سوچ رہی تھی امن بس امن ہے۔۔۔ کوئی بھی اور امن نہیں ہو سکتا۔

تاویلہ کے آنے سے رحمان بھی خوش رہنے لگا۔ سارا دن اجالا کے ساتھ کھیلتا رہتا۔ گھر میں بچے کی آواز سب کو خوش کرنے کے لئے کافی تھی۔ اجالا تو رحمان اور شائستہ دونوں کی لاڈلی تھی۔

تاویلہ امن کے آفس جانے کے بعد گھر کے اس حصے میں چلی جاتی۔ امن نے تاویلہ کو ملازمہ رکھ دی تھی۔ صبح آتی کمرا، کچن، واش روم صاف کرتی۔ کپڑے دھوتی، استری کرتی

اور چلی جاتی۔

تاویلہ اجالا شائستہ کو دے کر کھانا بنا لیتی۔ ابھی تک دونوں ایک کمرے میں اچھے دوستوں کی طرح رہ رہے تھے۔ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ سارے دن کی مصروفیت شئیر کرتے۔

امن روز واپسی پر اجالا کے لئے چاکلیٹس لاتا اور اسے گود میں اٹھا کر بہت سا پیار کرتا۔ دونوں باپ بیٹی بہت دیر پیار کرتے اور تاویلہ پاس بیٹھی جلتی رہتی اور دونوں اسے جلاتے رہتے۔

انعمتہ اور عاتیکہ نے امن اور تاویلہ کی دعوت کی۔ تاویلہ نے امن سے پوچھ کر حامی بھر لی۔ دعوت میں پہن کر جانے کے لئے امن نے تاویلہ کو ایک بہت سمپل مگر خوبصورت ریڈ سوٹ لا کر دیا۔

امن نہانے گیا تو تاویلہ تیار ہونے لگ گئی۔ تاویلہ ڈریسنگ ٹیبل کے آگے تیار ہو رہی تھی جب امن اس کے پیچھے کھڑا آئینہ میں اسے دیکھ رہا تھا۔ تاویلہ کو پتا ہی نہیں چلا جیسے ہی اس کی نظر امن پر پڑی وہ گھبرا گئی اور نظریں جھکا لیں۔

امن آگے بڑھا اور پیچھے سے اس کے بہت قریب آ کر ہاتھ سے بال کان کے پیچھے کرتے ہوئے اس کے کان میں بولا آسمانی پری لگ رہی ہو۔

امن کے لمس کے احساس نے تاویلہ کی دھڑکنوں میں ہلچل مچا دی اور اس نے اپنی آنکھوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ لئے۔

امن نے محبت سے باری باری دونوں ہاتھ ہٹائے اور اس کے گال پر انگلی پھیرتے ہوئے بہت خوبصورت ہو۔۔۔بہت ہی حسین۔

تاویلہ نے منہ ہی دوسری طرف کر لیا اور امن نے کندھے سے پکڑتے ہوئے اس کا منہ اپنی طرف کر کے کہا خدا ہم دونوں کو ملانا چاہتا تھا اسی لئے یہ سب ہوا۔میں واقعی بہت لکی ہوں تم میری ہمسفر بنی ہو اور تاویلہ اس کے شرارتی انداز سے شرما گئی۔

اف بیگم لگتا ہے آج تو مار کر ہی دم لو گی۔تاویلہ ہنسنے لگی۔اتنے میں شعیب کی کال آ گئی کہ بھوک لگی ہے جلدی پہنچو ورنہ ہم نے خود ہی کھانا کھا لینا اور امن ہنستے ہوئے بولا یار کیسے بھوکے میزبان ہو۔بس نکلنے لگے ہیں۔گیٹ سے نکلنے لگے تو امن نے تاویلہ سے پوچھا اجالا کہاں ہے؟

تاویلہ وہ تو میں شائستہ ممانی کے پاس چھوڑ آئی ہوں۔

امن وہیں کھڑا ہو گیا میں کمرے میں ویٹ کرتا ہوں۔ تم جا کر اسے لے کر آو اور تیار کرو اور ہمارے ساتھ جائے گی۔ ہمیں وہاں دیر لگ گئی تو کتنی پریشان ہو گی اجالا۔

تاویلہ شائستہ سے اجالا کو لے کر آئی اور تیار کرنے لگی تو تاویلہ کبھی بھی زندگی میں ایسا مت کرنا کہ اجالا کو یہ محسوس ہو کہ تمہارا مجھ سے شادی کرنا ایک غلط فیصلہ تھا۔ وہ میری بیٹی ہے اور دوبارہ کبھی میری بیٹی کے ساتھ زیادتی مت کرنا۔

تاویلہ کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ چھ ماہ گزر گئے امن اور تاویلہ کی شادی کو۔ اجالا اب سارے گھر میں دندناتی پھرتی۔ رحمان اجالا کو خود کھانا کھلاتا۔

زندگی بہت خوبصورت گزر رہی تھی۔ شائستہ اب بھی دن میں کبھی کبھی اپنی ماں کی چارپائی پر سونے امن کے کمرے میں چلی جاتی۔

تاویلہ اور شائستہ میں ساس بہو کا نہیں بلکہ ماں بیٹی کا رشتہ بنا تھا۔ دونوں سہیلیوں کی طرف گھومتی پھرتیں، شاپنگ جاتیں۔

جب سے امن نے تاویلہ کو بتایا کہ اسے پیر والے دن ایک ہفتے کے لئے اسلام آباد جانا ہے۔

وہ اسے اور اجالا کو بھی ساتھ لے جاتا مگر مصروفیت کی وجہ سے وقت نہیں دے پائے گا۔ سرکاری کام سے واپسی پر آتے ہی ایک ہفتے کی چھٹی لے گا اور گھومنے جائیں گے تینوں تب سے تاویلہ بہانے بہانے سے کبھی امن سے لڑتی اور کبھی روتی۔ صبح امن کی فلائیٹ تھی وہ اپنے کپڑے سوٹ کیس میں بندھ کر رہا تھا تو تاویلہ آگے بڑھ کر بہت زور سے امن کے گلے لگ گئی۔ اتنی زور سے کہ امن اس کے دل کی دھڑکن اپنے جسم میں محسوس کر رہا تھا۔

امن نے اسے اسی زور سے ہیگ کیا تو تاویلہ نے آنکھیں بند کر کے جسم کو بلکل ڈھیلا چھوڑ دیا جیسے وہ امن کے لمس کو واقعی محسوس کرنا چاہتی ہو۔

●■●■●■●

میرا نام لینے سے بھی جو ہے ہچکچاتا
وہ چراغ محبت کیا آندھیوں سے بچاتا

وہ رات ایک خوبصورت رات تھی۔ دونوں ایک دوسرے کے قریب تھے۔ امن بیڈ پر لیٹا تاویلہ کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے شرارتی انداز میں اف یار اگر مجھے پہلے بتا ہوتا کہ میرے جانے کا سن کر میڈم میرے اتنے قریب آجائیں گی تو میں پہلے ہی دو دن کے لئے چلا جاتا۔

تاویلہ یہ سن کر ایک جھٹکے سے اٹھی اور پاس پڑا تکیہ اٹھا کر امن کے اوپر پھینکتے ہوئے تم بہت برے ہو۔ امن ہنستا جا رہا تھا پھر بازو سے پکڑ کر تاویلہ کو اپنی طرف کھینچ کر خود کے اوپر گراتے ہوئے پاس آکر بتاونا کتنا برا ہوں میں۔

تاویلہ کو تو جیسے پسینے آنے لگے اور امن اس سب سے محظوظ ہوتے ہوئے بولو نا اب چپ کیوں ہو گئیں۔

تاویلہ اس کی گود میں سر رکھے لیٹ گئی اتنے برے کہ دل چاہتا ہے تمہیں دیکھے جاوں، دل چاہتا ہے تمہیں سنتی رہوں، دل چاہتا ہے تمہیں سوچتی رہوں، دل چاہتا ہے تمہیں خود میں چھپا لوں کوئی نظر نہ لگا دے اور نہ ہی کبھی کوئی چرا سکے۔

امن نے تاویلہ کے ہونٹوں پر انگلی رکھ دی اور وہ چپ ہو گئی۔ شش بس اس پل کو

Clubb of Quality Content

محسوس کرو اور کچھ مت سوچو اور دونوں ہی خاموش ہو کر اس پل میں کھو گئے۔

اگلی صبح امن جانے کے لئے تیار ہوا تو اس نے محسوس کیا کہ تاویلہ بہت اداس ہے۔ جتنے دن میں نہیں ہوں تم رحمان صاحب کے گھر جا کر ماما اور رحمان صاحب کے ساتھ رہنا۔۔۔ یہاں اکیلی مت رہنا۔

تاویلہ رونے لگی تو امن نے کال کر کے شائستہ کو بلایا اور شائستہ نے اسے پیار سے سمجھایا کہ ایک ڈیڑھ ہفتے کی بات ہے بیٹا۔ اتنے دن ہم بڈھا بڈھی کے ساتھ رہ لو۔ ہم اتنے بھی برے لوگ نہیں اور کہتے ہوئے ہنس پڑی تو تاویلہ بھی مسکرا دی پھر امن نے اجالا کو گود میں لے کر بہت سارا پیار کیا اور پوچھا میری بیٹی کو کیا چاہئے کیا لاوں اس کے لئے تو اجالا اپنی توتلی زبان میرے جتنی بڑی گڑیا اور میرے اور میرے سب کھلونوں کے لئے چاکلیٹ اور ڈول ہاوس اور مکی ماؤس ڈریس اور۔۔۔۔

تاویلہ نے اسے ٹوک دیا بس کر دو۔۔۔ تو امن نے ہنستے ہوئے دیکھو بھئی تم ہم باپ بیٹی کے درمیان مت آیا کرو۔

پھر اجالا کو پیار کر کے گود سے اتارا۔ تاویلہ کو ہاف ہیگ کرتے ہوئے شرارتی انداز میں

کان میں بولا یقینا میرے واپس آنے تک میرا لمس تمہیں میری یاد دلاتا رہے گا۔وہ شرماتی ہوئی مسکرادی۔

شائستہ کے سینے سے لگ کر اس سے زور سے ہیگ کر کے ماتھے پر کس کی ماما رحمان صاحب کا بہت خیال رکھنا۔داداجان کہتے تھے رحمان میری جان ہے مگر وہ مجھے اپنا دشمن سمجھتا ہے اور داداجان کی جان کا خیال رکھنا ہماری ذمہ داری ہے۔

پھر باہر نکلتا ہوا پلٹا اور تاویلہ کو مخاطب کر کے بولا تاویلہ اپنے امن پر اعتبار رکھنا۔میری آخری سانس تک میری زندگی،دھڑکن،روح پر صرف تمہارا حق رہے گا۔۔۔نہ تو کوئی مجھے تم سے چھین سکتا ہے اور نہ چرا۔

پاس کھڑی شائستہ نے تاویلہ کو اپنے ساتھ لگا کر بہت پیار کیا اور امن چند سیکنڈ میں گیٹ سے باہر نکل چکا تھا۔

امن کو سرکاری جھنڈے والی گاڑی گھر سے پک کر کے ائیر پورٹ چھوڑنے آئی ساتھ میں دو گن مین بھی تھے۔رحمان ڈرائنگ روم کی بڑی سی کھڑکی سے یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔

امن ابھی گاڑی میں بیٹھا ہی تھا کہ تاویلہ کے واٹس ایپ پر میسج آنے شروع ہو گئے اور امن

کی مسکراہٹ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ تاویلہ سے بات کرتے اسے پتا ہی نہ چلا کب ائیر پورٹ پہنچ گئے۔

امن کو گئے ابھی چند گھنٹے ہی ہوئے تھے کہ تاویلہ اسے مس کرنے لگی اور اداس ہو گئی۔ شائستہ نے کال کر کے راشدہ کو بلا لیا۔ راشدہ حفضہ اور حمزہ کو بھی لے آئی اور گھر میں رونق ہونے کی وجہ سے تاویلہ کا دل لگ گیا۔ امن نے پہنچ کر شائستہ کو بھی کال کی اور تاویلہ کو بھی۔ دونوں سے بات کی اور بتایا کہ وہ اب میٹنگز میں مصروف رہے گا دن بھر تو رات جب ریسٹ ہاوس پہنچے گا تو بات کرے گا۔

امن کے عہدے کے حساب سے سرکاری وی-آئی-پی ریسٹ ہاوس میں اس کے ٹھہرنے کا بندوبست ہوا تھا۔ تاویلہ خوش تھی کہ امن سے بات ہوئی۔

شائستہ سب کے لئے دوپہر کا کھانا لگوا رہی تھی جب رحمان کے نمبر پر انجان نمبر سے کال آئی۔ رحمان کے فون اٹھاتے ہی اس کی آواز چہکنے لگی۔ سب رحمان کا منہ دیکھ رہے تھے اور کال ختم ہونے کے منتظر تھے کہ پتا چلے کیا خوشی کی خبر ہے۔ کال بند ہوئی تو رحمان نے بتایا کہ نعمان اور فرقان اپنی فیملی کے ساتھ آئے ہیں اور میں انھیں لینے جا رہا ہوں

ائیر پورٹ۔ اس نے بتایا کہ وہ کہہ رہے تھے دو گاڑیاں لانا تو میں ڈرائیور کو ساتھ دوسری گاڑی میں لئے جا رہا ہوں۔

وہ سب لوگ جو نعمان اور فرقان کے دیوانے تھے اور چاہتے تھے کہ ایک بار وہ دونوں ان کی زندگی میں پاکستان آجائیں ان کے چہروں پر خوشی نام کی کوئی چیز نظر نہیں آرہی تھی بلکہ عجیب سی فکر اتر آئی مگر کسی نے بھی ایک دوسرے سے کچھ نہیں کہا۔ تاویلہ بولی ممانی میں اپنے کمرے میں چلی جاوں گی۔ مجھے بہت عجیب لگ رہا ہے تو شائستہ نے روک دیا اور کہا تم امن کی بیوی بعد میں بنی ہو، پہلے یہ تمہارے ماموں کا گھر تھا۔ تم خالدہ آپی کے کمرے میں رہو گی۔ تمہارے نانا نانی کی زندگی میں انھوں نے سختی سے منع کر رکھا تھا کہ ہماری بیٹیوں کے کمرے میں صرف ہماری بیٹیاں یا ان کے بچے رہیں گے۔ کتنے بھی مہمان ہوں تمہارے نانا ابو گیسٹ ہاوس کھلواتے تھے کبھی خالدہ یا راشدہ آپی کا کمرا نہیں دیتے تھے۔

راشدہ نے خالدہ کو کال کی اور نعمان اور فرقان کے آنے کے بارے میں بتایا تو خالدہ بولی فی الحال تو میں تو ملنے نہیں آرہی۔ اگر ان دونوں کا رویہ تمہارے ساتھ اچھا رہا تو بتانا پھر آوں

گی ملنے ورنہ اس بڑھاپے میں اب اپنے ہاتھوں میں پلے بچوں سے بے عزتی نہیں کروا سکتی۔

کچھ آدھے گھنٹے کا راستہ تھا گھر سے ائیر پورٹ کا جانے آنے میں تقریبا سوا گھنٹہ لگ گیا۔ سب نعمان اور فرقان کو دیکھ کر گم سم ہو گئے اور رحمان کا منہ دیکھنے لگے۔

رحمان نے اپنی بہنوں کی گڑیوں جیسی پیاری بیٹیوں کے رشتوں کو اپنے بیٹوں کے کہنے میں آ کر انکار کیا تھا۔ نعمان جس عورت کو ساتھ لایا تھا وہ اس کی بیوی نہیں بلکہ گرل فرینڈ تھی جو عمر میں نعمان سے آٹھ دس سال بڑی ہو گی، اس کے علاوہ دو اور پچیس چھبیس سال کی لڑکیاں تھیں جو نعمان کی گرل فرینڈ کی دوست تھیں اور ساتھ میں ان کے بوائے فرینڈ بھی تھے۔

افسوس کی بات یہ تھی کہ نعمان نے اپنا بیٹا امریکہ میں یتیم بچوں کے ہاسٹل میں بھیج دیا ہے کہ بچہ ذمہ داری ہوتا ہے اور وہ ذمہ داری نہیں اٹھانے کے موڈ میں تھا اور فرقان نے جس عورت سے شادی کی تھی وہ عمر میں اتنی بڑی تھی کہ اس کا بڑا بیٹا فرقان کی ہی عمر کا تھا۔۔ دو بیٹے تھے اور ایک بیٹی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس عورت کے بیٹے جنسی ہم پرستی کا شکار تھے جبکہ بیٹی ساتھ میں اپنا بوائے فرینڈ لائی تھی۔ وہ گھر جو کچھ دیر پہلے قہقہوں سے گونج رہا تھا وہاں ایک بار پھر خاموشی چھا گئی۔ ایک اجنبیت کے احساس نے جنم لے لیا۔ فرقان نے اپنی گرل فرینڈ کو شائستہ کا تعارف "اسٹیپ مدر" کہہ کر کروایا اور شائستہ کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ نعمان نے تاویلہ سے پوچھا آخر اس بھکاری امن میں کیا دیکھا کہ اس سے شادی کر لی۔ یار مجھے کہتی۔ چلو یہ احسان میں تم پر کر دیتا۔ کہاں ہے وہ بھکاری۔ تمہیں یہاں میرے بابا کے گھر چھوڑ کر کہاں غائب ہے"

تاویلہ نے نعمان کے منہ پر اتنی زور کا تھپڑ مارا کہ پورے گھر میں اس کی گونج سنائی دی۔ سب کے لئے یہ غیر متوقع تھا۔ سب ہی تاویلہ کو حیرت سے دیکھنے لگے۔۔۔

تاویلہ نعمان کی گرل فرینڈ کی طرف دیکھ کر انگریزی میں بولی

Il introduce myself on my own, I'm Mrs. Amman. ʼI

My husband Amman is a petroleum engineer and a

s the Incharge of the petroleum ʼCSS officer, he

special adviser of the department and also

petroleum minister, the guy your boyfriend is calling and poor, belong in the list of top few of the richest respected people in Pakistan.

"میں اپنا تعارف خود کرواتی ہوں۔ میں مسز امن ہوں۔ میرے شوہر امن پیڑولیم انجینئر ہونے کے ساتھ ساتھ سی-ایس-ایس آفیسر ہیں۔ وہ پاکستان بھر کے پیڑولیم ڈیپارٹمنٹ کے انچارج ہونے کے علاوہ وزیر پیڑول کے مشیر خاص ہیں اور جنھیں تمہارا بوائے فرینڈ بھکاری کہہ رہا ہے وہ اس وقت پاکستان کے امیر ترین اور عزت دار لوگوں میں شامل ہوتا ہے"

تاویلہ کا انداز اور لہجہ ایسا تھا کہ اس کے بعد کسی کی بھی کچھ کہنے کی جرت نہیں ہوئی۔ رحمان تو ویسے ہی آتے ہی خاموشی سے اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔

راشدہ نے خرم کو کال کی آ کر اسے اور بچوں کو لے جائے۔

فرقان نے شائستہ سے پوچھا اوپر کے خالی کمرے صاف ہیں کیا۔

تم دونوں کے کمرے صاف ہیں مختصر جواب ملا۔

تو فرقان نہایت بد تمیزی سے بولا "اولڈ اسٹیپ مدر آپ کے کان کام کم کرتے ہیں لگتا ہے۔ میں نے دوسروں کمروں کا پوچھا ہے جن میں بابا کی بہنیں رہتیں تھیں" پھر اپنی بیوی کے بچوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ان کے رہنے کا وہاں بندوبست کیا جائے۔

تاویلہ اٹھی اور اجالا کو لے کر اپنے کمرے میں آ گئی۔

شائستہ نے ملازموں کو کہا کہ کمرے فرقان کے حساب سے تیار کر دے۔

رحمان کو پتا چلا تو اس نے منع کر دیا میری بہنوں کے کمرے ہیں جتنے التو فالتو لوگ ہیں وہ گیسٹ ہاوس میں جا کر رہیں۔

اس بات پر فرقان کا منہ بن گیا اولڈ مین ہمارے ساتھ آیا کوئی بھی انسان التو فالتو نہیں ہے یہاں سے فالتو لوگوں کو بھیجا جائے گیسٹ ہاوس۔

شائستہ نے باورچی کو ہدایت کی نعمان اور فرقان سے پوچھ کر ان کی پسند کی ڈشز بنائے۔

خرم نے آ کر کال کی اور راشدہ بچے لے کر چلی گئی۔ زندگی میں پہلی بار ہوا کہ خرم گھر کے اندر نہیں آیا۔ شائستہ نے چائے بنوائی اپنے اور رحمان کے لئے اور کمرے میں لے گئی۔

رحمان چھپنے کی جگہ ڈھونڈ رہا تھا مگر اب دنیا میں کہیں کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جو اسے چھپا

لیتی۔ شائستہ نے رحمان سے کہا وہ امن کے آنے تک تاویلہ کے کمرے میں شفٹ ہو رہی ہے۔ تاویلہ نعمان اور فرقان کی موجودگی میں یہاں نہیں رہنا چاہتی اور بچی اکیلی وہاں رہے مناسب نہیں۔

رحمان کی تو جیسے زبان ہی بند ہو چکی تھی۔ چائے پیتے ہوئے *اچھا* میں گردن ہلادی۔

چائے پینے کے بعد شائستہ رحمان کے پاس پانی کی بوتل اور گلاس رکھ کر کمرے سے چلی گئی اور رات بھر رحمان سوچتا رہا میں کس بات پر غرور کرتا تھا دولت جو میرے باپ نے کمائی تھی۔ راحیلہ کی بیڈ کے سامنے لگی قد آدم تصویر کو دیکھ کر اس کی آنکھیں بھیگ گئیں۔ راحیلہ میں ایک ناکام انسان رہا۔ میں اپنی محبت کی نشانیوں کو اچھا نہیں بنا سکا۔

رحمان کے اپنے ضمیر نے اسے آواز دی رحمان تم نے اپنی ہی اولاد کی بربادی ایک ایسے بچے کی ضد میں آ کر کی جو بہت بے ضرر تھا، معصوم اور محبت کرنے والا تھا۔

تم اور تمہاری ماں شائستہ اور امن کو ہر لحاظ سے برباد کرتے رہے اور اللہ تعالی انھیں ہر قدم پر عزت دینی کی تیاری کرتا رہا۔

خالدہ نے عاتیکہ کا رشتہ کرنا چاہا تو تم اور تمہاری ماں نے گندا خون، بھکاری، نشئی کا بیٹا اور

بہت کچھ برا کہہ کر منع کر دیا دیکھو رحمان احمد آج امن خالدہ کا ہی داماد ہے۔ تم نے اپنی بھانجیوں کے رشتے ٹھکرائے تھے۔ دیکھو آنکھیں کھول کر رحمان احمد تمہارے بیٹے کیسی عورتوں کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں۔

رحمان احمد تمہیں اور تمہاری ماں کو اپنی نسل، خون اور وارثوں پر مان تھا۔ کیا کیا اعلی حسب نصب کے وارثوں نے۔ رحمان احمد تمہارے غرور کی سزا ہے تم بے وارث ہو کر مرو گے۔

شائستہ اپنی امی کی چارپائی پر اجالا کو ساتھ لیٹا کر آنکھیں بند کر کے لیٹی نعمان اور فرقان کے رویے کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

جب رات دس بجے کے قریب امن کی کال آئی تو تاویلہ ناراض ہو گئی۔ امن اسے منانے میں مصروف ہو گیا اور شائستہ آنکھیں بند میں دونوں کی باتیں سن کر مسکرانے لگی۔

اسے خوشی ہوئی کہ امن اور تاویلہ ایک دوسرے سے محبت کرنے لگے ہیں۔ وہ اجالا کے اوپر ہاتھ رکھ کر سکون کی نیند سو گئی اور تاویلہ امن کو ساری روداد سنانے لگی۔ امن نے اسے کہا ٹھیک ہے وہ رحمان صاحب کے بیٹے ہیں مگر میری ماں اور بیوی کو کچھ بھی کہنے کا دنیا

میں کسی کو کوئی حق نہیں۔

بے شک وہ گھر اس کے ماموں کا ہے مگر امن کے آنے تک وہ گھر کے اس حصے میں نا جائے۔

آدھی رات کے بعد گھر میں اونچی آواز میں انگریزی میں گانے لگ گئے اور شور شرابے کی آوازیں ہال سے گونج کر سارے گھر میں بلکہ ارد گرد کے گھروں تک جانے لگیں۔ رحمان نے سیڑھیوں کے اوپر سے ایسا منظر دیکھا کہ اس کی روح کانپ گئی۔ رحمان زور سے چلایا بند کرو یہ بھیودگی۔ یہ شریفوں کا گھر ہے۔

آدھی آدھی ننگی عورتیں مردوں کی بانہوں میں جھوم رہیں تھیں۔ کون کس کی بیوی اور کس کی گرل فرینڈ ہے کچھ خبر نہیں تھی۔

اولڈ مین ہر وقت کہتے تھے پاکستان آو۔۔۔پاکستان آو۔۔۔اب ہمیں پریشان مت کرو۔ ایک ڈیڑھ ہفتے کے لئے ہم آئیں ہیں ہمیں ہماری مرضی سے رہنے دو۔ جاو شاباش اولڈ مین جا کر سو جاو نعمان نے شراب کے نشے میں یہ جملے کہے۔

●■●■●■●

میں کھو گئی ہوں، خود کو ڈھونڈنا چاہتی ہوں

آواز دے کے خود کو پکارنا چاہتی ہوں

گانوں کی آواز سے اجالا رونے لگی۔ شائستہ کو کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کرے۔ وہ جان گئی تھی کہ رحمان بے بس ہے۔ جیسے تیسے کر کے صبح ہوئی اور شائستہ گھر کے دوسرے حصے میں گئی۔ جیسے ہی شائستہ ہال میں داخل ہوئی اس کی نظروں نے جو منظر دیکھا وہ توبہ توبہ کرنے لگی۔

آدھے سے بھی زیادہ ننگے جسم پورے ہال میں ٹیڑے آڑے آدھے صوفے پر آدھے زمین پر پڑے ہوئے پاس شراب کی بوتلیں کچھ پوری خالی، کچھ سے تھوڑی پی ہوئے گری پڑیں تھیں جگہ جگہ۔

شائستہ کو یاد آیا کہ اس کے صاف ستھرے بیٹے کو فائقہ بیگم اسی ہال میں جوتی سمیت آنے کی اجازت نہیں دیتیں تھیں۔ امن کو صوفے پر بیٹھنے سے منع کیا تھا فائقہ بیگم نے کہ زمین پر بیٹھا کرو۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جب پہلی بار جمال نے بات کرنے کے لئے بلایا تھا وہ تو جمال احمد نے اٹھ کر امن کو اپنے ساتھ برابر بیٹھایا اور کہا کہ امن کی جگہ زمین پر نہیں یہاں ہے۔

وقت کبھی ایک سا نہیں رہتا۔ آج اسی ہال میں فائقہ بیگم کے اپنے لاڈلے پوتے بہت ہی شرمناک انداز میں نیم عریاں عورتوں کے درمیان پڑے تھے۔

شائستہ انہی قدموں سے واپس مڑی اور جا کر تاویلہ کو سختی سے منع کر دیا کہ کچھ بھی ہو گھر کے اس حصے میں مت آنا۔

خالدہ کی کال آئی تو تاویلہ نے اسے ساری حیقیت بتائی۔ خالدہ خدا کا کروڑبار شکر ادا کرنے لگی کہ رحمان نے رشتے سے خود ہی انکار کر دیا ہے ورنہ آج اس کی اور راشدہ کی بیٹیاں رو رہی ہوتیں۔

سارا دن وہ سب ایسے ہی پڑے رہے۔ شام سے کچھ پہلے نعمان اور فرقان رحمان کے پاس آئے اور اس سے گھر کے کاغذات مانگے کہ وہ انھیں خود سنبھال کر رکھ جائیں گے کل کو امن یا اس کی اولاد نہ قبضہ کر لے۔ ساتھ میں باپ کو مسکا پالش لگایا کہ وہ تو بلکل بوڑھا دیکھنے لگا ہے۔ اپنا خیال نہیں رکھتا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

امن اور شائستہ نے اسے بوڑھا کر دیا ہے اور رات کی حرکت پر معافی بھی مانگی کہ دوستوں کے کہنے پر تھوڑی شراب پی لی تھی۔عادت نہیں تو چڑھ گئی تھی۔

الغرض کہ پھر سے انھوں نے رحمان کو شیشے میں اتار لیا اور یہ بھی کہ آج رات وہ راشدہ پھوپھو کی طرف چلیں گے اس کے ساتھ بلکہ سب سے باری باری ملنے چلیں گے۔یہ بھی بتایا کہ ان کے دوستوں کے لئے امریکہ سے ہی ہوٹل بک کروا کر آئے تھے۔یہ دونوں ابھی جا کر انھیں چھوڑ آتے ہیں۔

رحمان بیٹوں کی محبت کے لئے ترس گیا تھا وہ پھر ان کی چکنی چوپڑی باتوں میں آ گیا اور سیو سے بیگ نکال کر صوفے کے سامنے میز پر رکھ کر ایک ایک کر کے ساری فائلز نکال کر انھیں مکمل تفصیلات بتاتا رہا۔دونوں پوری توجہ اور دھیان سے ایک ایک لفظ سنتے رہے۔

فرقان نے پوچھا بابا یہ سب کچھ کتنی مالیت کا ہو گا۔رحمان کچھ سوچتے ہوئے ایک مل ہی کم از کم دو سے ڈھائی سو کروڑ کی ہو گی۔

پھر کاغذات واپس بیگ میں ڈال دیئے اور بیگ ان دونوں کی طرف بڑھاتے ہوئے

میرے جگر کے ٹکڑو میں کب سے منتظر تھا کہ تم دونوں آو اور میں تمہاری امانت تمہارے حوالے کروں۔

کمرے سے باہر جانے سے پہلے دونوں باری باری رحمان کے گلے لگے اور رو کر پچھلے سب سالوں کی معافی مانگی اور رات والی بات پر تو بہت زیادہ۔ ساتھ میں رحمان سے کہا کہ اب ان کے پاس ایک ہفتہ ہے تو باری باری رحمان ہی پلان بنائے سب رشتے داروں کی طرف جانے کے لئے۔ ان کے رویے سے رحمان کا دل خوش ہو گیا اور وہ پھر راحیلہ سے باتیں کرنے لگا ہمارے بیٹے برے نہیں ہیں۔ وہ آج بھی چھوٹے بچوں کی طرح معصوم اور صاف دل ہیں۔

وہ جو الفاظ ادا کر رہا تھا دماغ اس کی گواہی نہیں دے رہا تھا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے وہ خود کو بہلا رہا ہو مگر وہ اس وقت خود کو بہلانا چاہتا تھا۔ وہ اپنے بیٹوں کی محبت سمیٹنا چاہتا تھا۔

نعمان اور فرقان نے بیگ اٹھایا اور دوستوں کو چھوڑ کر آنے کا کہہ کر چلے گئے۔

رحمان نے شائستہ سے کہا وہ بھی شام کو ساتھ چلے۔ راشدہ کے گھر پھر کل صبح خالدہ کی طرف جائیں گے اور باری باری سب کی طرف۔

شائستہ نے نہایت محبت بھرے لہجے میں منع کرتے ہوئے کہا وہ تاویلہ اور اجالا کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتی۔

رحمان نے شائستہ سے کہا تاویلہ بھی ساتھ چلے نا ہمارے۔ وہ کیوں رہے گی اکیلے گھر۔

شائستہ خود ہی تاویلہ سے بات کر لیں آپ۔ وہ جانے کے لئے راضی ہے تو مجھے کیوں اعتراض ہو گا۔

رحمان نے تاویلہ کو کال کی نعمان فرقان اپنے مہمانوں کو ہوٹل چھوڑنے گئے ہیں تو وہ آ جائے اور اس کے ساتھ ناشتہ کرے بلکہ اسے کچھ بات بھی کرنی ہے۔

تاویلہ نے اچھا کہا اور کال بند کر کے اجالا کی انگلی پکڑی اور مین ڈور سے بیل دے کر گھر کے دوسرے حصے میں آ گئی۔

رحمان کو بہت حیرت ہوئی اس نے پوچھا بیٹا بیل کیوں دی اور اتنا لمبا چکر کاٹ کر کیوں آئی ہو کچن کے راستے سے آجاتی۔

تاویلہ مسکراتے ہوئے ماموں میں اس گھر کے اس حصے میں امن کی بیوی کی حیثیت سے رہتی ہوں اور میرے شوہر کو ساری زندگی اجازت نہیں ملی تھی کہ وہ بنا ڈور بیل دیئے یا کچن

کے راستے یہاں ہال میں آئے۔

یہ ایک تھپڑ ہی تھا جو رحمان کے منہ پر مارا گیا تھا جس کے لئے ہاتھ کا نہیں زبان کا استعمال ہوا تھا۔

رحمان نے جواب میں کہا تم میری لاڈلی بھانجی پہلے ہو اور امن کی بیوی بعد میں۔

ماموں جان میں بھی پہلے یہی سمجھتی تھی مگر کل رات مجھے پتا چلا کہ میں صرف امن کی بیوی ہوں اور مجھے فخر ہے کہ امن جیسا انسان میرا شوہر ہے پھر مسکراتے ہوئے چھوڑیں ان باتوں کو آپ اجالا کے ساتھ کھیلیں میں کچن میں دیکھوں ناشتہ میں کیا بن رہا ہے۔

کہتی ہوئی اٹھ کر جانے لگی تو رحمان بولا نعمان، فرقان راشدہ اور خالدہ کے گھر جانا چاہتے ہیں۔

تاویلہ وہیں رک گئی یہ تو بہت اچھی بات ہے جانا چاہیے ان کی پھوپھو کا گھر ہے۔

رحمان نے سوالیہ انداز میں کیا تم بھی چلو گی ساتھ۔

تاویلہ نے رحمان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا نہیں ماموں میں مسز امن ہوں۔ میں اپنے شوہر کی مرضی کے بنا کہیں جانا نہیں چاہتی۔ آپ نعمان اور فرقان کو لے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کر جائیں۔ کتنے سالوں بعد وہ دونوں آئیں ہیں انھیں وقت دیں۔ کہتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔ کچھ دو تین دن تو نعمان اور فرقان سارا سارا دن رحمان کے ساتھ گزارتے رہے۔

تاویلہ نے خود بھی اس طرف آنا چھوڑ دیا اور اجالا کو بھی نہیں بھیجتی تھی۔

امن نے شائستہ سے فون پر پوچھا کہ ماما نعمان فرقان آپ کے ساتھ کوئی بد تمیزی تو نہیں کر رہے۔

شائستہ کو اپنے بیٹے کے سوال پر حیرت ہوئی اس نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا کہ اس کا معصوم سا بیٹا اتنا مضبوط اور طاقتور ہو جائے گا کہ اسے سایہ مہیا کرے گا۔ بہت سی دعائیں دینے کے بعد بولی نہیں ماں کی جان۔ مجھے خدا نے صرف ایک لاجواب بیٹا ہی عطا نہیں کیا بلکہ بہو کی صورت میں ایک بے مثال بیٹی بھی دی ہے اور پھر اسے نعمان اور تاویلہ کے درمیان ہوئی ساری بات کی تفصیل بتانے کے بعد رحمان اور تاویلہ کے درمیان ہوئی گفتگو بتائی۔

امن بھی خوش ہو گیا کہ واقعی اللہ تعالی نے اس کے لئے ایک بہترین ہمسفر چنی ہے۔

تقریبا ایک ہفتہ اسی طرح گھومتے پھرتے گزر گیا۔

تاویلہ پچھلے لان میں اجالا کے ساتھ بال کے ساتھ کھیل رہی تھی اور شائستہ ان سے کچھ فاصلے پر بیٹھی اجالا کے لئے سوئیٹر بن رہی تھی جب نعمان اگلے باغ سے پچھلی طرف آ گیا۔ کچھ دیر تاویلہ کو کھیلتا دیکھتا رہا۔ تاویلہ سب سے بے خبر اجالا کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھی جب نعمان نے پیچھے سے آ کر اسے کندھوں سے بہت مضبوطی سے پکڑ لیا مگر وہ تاویلہ تھی۔

اس نے آو دیکھا نا تاو اور زوردار تھپڑ اس کے چہرے پر جڑ دیا۔ تھپڑ کی آواز پر شائستہ نے سوئیٹر بینچ پر رکھا اور ان کے قریب پہنچ گئی۔ نعمان چلایا تمہاری جرت کیسی ہوئی مجھے تھپڑ مارنے کی۔

نعمان نے تھپڑ کے جواب میں تھپڑ مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ شائستہ نے اس کے گال کی دوسری طرف تھپڑ مار کر پرے دھکا دے دیا اور چلائی نعمان احمدیہ میری بہو ہے کوئی راہ چلتی لڑکی نہیں جسے کوئی بھی آ کر تھپڑ مار دے۔ دفع ہو جاو یہاں سے اور دوبارہ اس طرف مت آنا۔

نعمان بولا دیکھ لوں گا تم سب کو۔ نعمان "بابابابا" چلاتا ہوا گھر کے اندر آیا اور کہانی سنائی کہ

وہ تاویلہ کو سرپرائز دینا چاہتا تھا اور پھر جو بھی ہوا۔ رحمان نعمان کو ساتھ لے کر پچھلے لان میں آیا اور شائستہ پر چلانے لگا کہ تمہاری جرت کیسی ہوئی میرے بیٹے پر ہاتھ اٹھانے کی۔

اس بعد تاویلہ کو مخاطب کرتے ہوئے نعمان تمہارا کزن ہے۔ بچپن ساتھ گزرا ہے تم دونوں کا اور تم کب سے اتنی کنسرویٹیو ہو گئی ہو۔

ماموں اپنے دونوں بیٹوں کو بتا دیں کہ مجھ سے دور رہیں ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا اور کہتی ہوئی تاویلہ اجالا کو اٹھا کر کمرے میں آ گئی۔

شائستہ نے امن کو کال کی اور سب بتایا اور کہا کہ وہ تاویلہ کو خالدہ کے گھر بھیجنے لگی ہے۔ امن کی دو دن بعد واپسی تھی۔ اس نے شائستہ سے کہا کہ خالدہ کے پاس جانے کی بجائے کل صبح اکرم ماموں کی طرف تاویلہ کو لے کر چلی جائیں۔ وہ جب آئے گا تو وہیں سے پک کر لے گا۔

اسی رات رحمان کو خبر ملی کہ ساری ملز اور ساری جائیداد نعمان اور فرقان نے بیچ دی ہے اور پیسہ امریکہ شفٹ کر دیا ہے۔ رحمان کا کلیجہ منہ کو آنے لگا یہ کیا کر دیا اس کے بیٹوں نے۔ نعمان اور فرقان ہال میں بیٹھے نیٹ فلکس پر بھیودہ فلم دیکھ رہے تھے۔ رحمان نے بڑی

مشکل سے خود کو سنبھالا اور ہال میں آیا۔ ٹی وی کی اسکرین پر نظر پڑی تو رحمان خود پر لعنت بھیجنے لگا اب اس کا غصہ قابو سے باہر ہو گیا آگے بڑھ کر اس نے ٹی وی بند کر دیا جس پر فرقان زور سے چلایا کیا تکلیف ہے بڈھے۔۔۔ کیسا زبردست سین چل رہا تھا۔

رحمان نے زوردار تھپڑ فرقان کے منہ پر مارا اور جواب میں فرقان نے بھی اسی زور سے جواب میں تھپڑ رحمان کے منہ پر دے مارا۔ رحمان پاگلوں کی طرح ہنسنے لگا اور اونچی اونچی بولے جائے اور مارو اور مارو۔۔۔ میں اسی سب کا مستحق ہوں۔

شائستہ شور کی آواز سن کر دوڑی آئی۔ نعمان نے اسے وہیں سے صوفے پر دھکا دے کر گراتے ہوئے بہت ہو گیا تماشہ تم دونوں کا۔

رحمان چلایا کچھ شرم کرو یہ عورت ماں ہے تمہاری۔ اس بات کے جواب میں نعمان تالی بجاتے ہوئے واہ دیکھو کون یہ سب کہہ رہا ہے مسٹر رحمان آپ کے بیڈ کے علاوہ اور کہاں اس عورت کو جگہ ملی ہے کبھی اس گھر میں آج تک نہ ہی کوئی مشورہ کیا اس سے اور نہ کبھی کو رائے لی اس سے۔

فرقان بہت دن ہم نے میٹھا بول لیا نومی۔ اب یہ اور نہیں کرنے کی ضرورت ہمارا کام تو ہو

گیا ہے۔

نعمان شیطانی ہنسی ہنسا اور بولا بلکل ٹھیک کہہ رہے ہو فرن پھر رحمان کی طرف رخ کیا حیران کس بات پر ہوا ولڈ مین۔ ہم پاکستان ایک مقصد کے تحت آئے تھے اور وہ مکمل ہو گیا ہے۔ ہم اپنی ساری جائیداد بیچ کر پیسہ لے جانا چاہتے تھے۔ ہم نے یہاں رہنا ہی نہیں تو پھر جائیداد کیوں رکھنی اور ایک بات کل شام تک کا ٹائم ہے تم لوگوں کے پاس اور بڈھی اسٹیپ مدر اپنے آفیسر بیٹے کو بلالے مدد کے لئے کیونکہ کل شام سے پہلے نہ نکلے تو جن کو بچی ہے کوٹھی وہ دھکے دے کر نکال دیں گے۔

رحمان اونچی اونچی رونے لگا۔ جمال کو آوازیں دینے لگا۔ مگر اب کچھ ہو ہی نہیں سکتا تھا سب تباہی رحمان کی اپنی اٹھائی ہوئی تھی بس تباہی سے ہونے والے نقصان کا اب پتا چلا تھا۔ جیسے کہ سیلاب کا ریلا گزر جانے کے بعد اس سے ہونے والی تباہی کا پتا چلتا ہے۔

تاویلہ نے امن کو سب بتایا اور امن کا خون کھولنے لگا۔ اس نے تاویلہ سے کہا کہ وہ چیک کرتا ہے جو بھی پہلی فلائیٹ اسلام آباد سے لاہور آرہی ہے اس میں وہ واپس آرہا ہے۔ تاویلہ نے راشدہ اور اکرم کو کال کی کہ جلدی پہنچ جائیں۔ آدھے گھنٹے کے اندر اندر

راشدہ، خرم اور حمزہ پہنچ گئے اور ان کے کچھ ہی دیر میں اکرم، روحان اور عائشہ بھی آ گئے۔

اکرم نے تو اندر آ کر سب سے پہلا کام نعمان کے منہ تھپڑ مارا کہ جھگڑا تم باپ بیٹوں کا ہے میری بہن کو ہاتھ لگانے کی جرت کیسے ہوئی۔

فرقان اور نعمان دونوں مل کر اکرم کو مارنے آگے بڑھے تو روحان نے آگے بڑھ کر روک دیا۔ روحان اور حمزہ نے مل کر نعمان اور فرقان کی خوب دھلائی کی۔ اس کے بعد ان دونوں کو صوفے کے ساتھ باندھ دیا۔

رحمان خاموشی سے بے سدھ یہ سب دیکھتا رہا۔ عائشہ نے شائستہ اور تاویلہ سے کہا ہمارے ساتھ چلو۔ رحمان اپنی گندی اولاد کے ساتھ یہیں رہے۔ راشدہ سر جھکا کر بیٹھے بھائی کو دیکھ رہی تھی اور رو رہی تھی اور پوچھ رہی تھی بتاو گے نفرت کا بیج بو کر محبت کے درخت کی امید کیوں تھی تمہیں۔۔۔ تمہارے بیٹے ہمیشہ سے ہی ایسے تھے۔۔۔ جب بچے چھوٹے تھے اور ہم آتی تھیں تو تمہارے بچے کوئی چیز شئیر نہیں کرتے تھے اور تم فخر سے کہتے تھے یہ رحمان احمد کے بیٹے ہیں۔

●■●■●■●

جب بات آئی ماضی کی تلخیوں کی،حال بھی میں وہیں چھوڑ آئی

مجھے راستے عزیز تھے،میں منزلوں سے قدم موڑ آئی

رحمان کے پاس کوئی جواب نہیں تھا وہ خاموشی سے سب سن رہا تھا اور راشدہ غم و غصہ کے عالم میں بولے جا رہی تھی تم نے اور امی نے انھیں صرف اور صرف نفرت کرنا سیکھائی ہے۔ محبت سیکھنے والے ہر کسی سے محبت کرتے ہیں جیسے امن کو شائستہ نے محبت کرنا سیکھائی تو اس نے ہر سوتیلے رشتے سے اتنی محبت کی اور اتنی عزت دی کہ سب سوتیلے اس کے سگے ہو گئے اور تم نے اور امی نے ان دونوں کو صرف نفرت کرنا سیکھائی تو انھوں نے سگے رشتوں سے بھی نفرت ہی کی اور خود کو ان سب سے دور کر لیا یہاں تک کہ اب تم خود ان کی نفرت کا شکار ہو گئے ہو۔

رحمان بس منہ جھکائے نظریں زمین میں گاڑھے بیٹھا رہا۔ رات کے ساڑھے تین کا وقت ہو گا جب سارے ہال میں خاموشی تھی۔ باہر مین گیٹ پر گاڑیوں کے ہارن سنائی دیئے۔

نعمان چلایا تم لوگوں نے پولیس کو بلایا ہے۔ یاد رکھو ہم امریکن نیشنل ہیں۔ ہمیں ایک خراش کی بھی بھاری قیمت ادا کرنی پڑے گی تم لوگوں کو ساتھ ہی گیٹ کھلنے اور پولیس

سائرن والی گاڑیوں کے اندر آنے کی آواز آئی۔

یہ کون تھا؟؟؟۔۔۔کون آیا ہے؟؟؟۔۔۔دروازہ زوردار دھکے سے کھول دیا گیا۔خوب صورت اور اونچا لمبا چھ فٹ دو انچ کا لڑکا بلیک ٹو پیس میں ایک راجہ کی طرح آگے آگے چل رہا تھا جب کہ اس کے پیچھے دس بارہ گین مین تھے۔نعمان چلایا آفیسر تم ہمیں ہاتھ نہیں لگا سکتے ہم امریکن نیشنل ہیں۔ہم اپنی ایمبیسی کال کریں گے وہ تمہیں ایسا مزا چکھائیں گے کہ یاد رکھو گے۔

مگر وہ ہینڈسم لڑکا کب ڈرنے والا تھا۔اس نے آتے ہی پہلے گن مین سے کہہ کر ان دونوں کو کھلوایا اور پھر دونوں کو باری باری زوردار تھپڑ رسید کئے۔

اتنے سارے کمانڈو یونیفارم میں گن مینز کو دیکھ کر تو نعمان اور فرقان دونوں ہی ڈر گئے تھے مگر پھر بھی فرقان ہمت اکٹھی کر کے زور سے چلا کر بولا آفیسر تمہارا ایک ایک تھپڑ بہت بھاری گزرے گا تم پر۔آفیسر یاد رکھنا ہم امریکن نیشنل ہیں۔

اس نڈر لڑکے نے ایک ایک تھپڑ اور مارا اور کہا ضرور کروا اپنی ایمبیسی کال۔ہم پاکستانی بھی تم جیسے بے غیرت لوگوں کو اپنے ملک میں نہیں رکھنا چاہتے۔

اس لڑکے کا یہ روپ سب ہی پہلی بار دیکھ رہے تھے۔اجالا بابا جانی بابا جانی کہہ کر امن کی طرف ڈوری اور اس آفیسر کی ٹانگوں سے چمٹ گئی۔

نعمان اور فرقان بڑبڑائے "یہ امن ہے"

پھر پاگلوں کی طرح ہنسنے لگے تو یہ ہے امن۔۔۔امن تم جانتے نہیں تم نے کیا کیا ہے۔ہم امریکن ہیں۔ہمارا ملک تمہارے خلاف ایکشن لے گا۔

امن طنزیہ مسکراہٹ مسکراتے ہوئے ہاں میں ہی امن ہوں فیڈرل گورنمنٹ کا آفیسر۔ میں یہاں پہنچنے سے پہلے بتا کر آیا ہوں یہاں کی ساری سچویشن۔تب ہی میرے ساتھ یہ کمانڈو گن مین بھیجے گئے ہیں مسٹر امریکن نیشنل۔

پھر اس نے آگے بڑھ کر شائستہ کو بہت زور سے گلے لگایا امن کی ماں ہے یہ۔۔۔اسے ہاتھ لگانے کی سزا کیا ہو سکتی ہے تم سوچ بھی نہیں سکتے۔

فرقان طنزیہ ہنسی ہنستے ہوئے اوہ مسٹر امن چند گھنٹوں میں تم اور تمہاری ماں سڑک پر کھڑے ہو گے کیونکہ ہم یہ گھر بیچ چکے ہیں اور یہ اولڈ مین بھی۔

امن نے ساتھ آئے گن مینز سے کہا کہ دو آدمی جاو اور سامان بندھ کرنے میں میم کی مدد

کرو۔

امن تاویلہ سے ہم ابھی شفٹ ہو رہے ہیں اپنا،ماما کا اور اجالا کا سامان باندھ لو۔

ایک اور گن مین کو بھیجا اور تاویلہ کو کہا دادا جان کی ساری چیزیں اسے بتاو گاڑی میں پہنچائے۔یاد رکھنا اس میں سے کچھ بھی یہاں نہ رہے اور ہاں نانو کی چارپائی اور سوٹی بھی یاد سے رکھنا۔

حمزہ بھی تاویلہ کے ساتھ چل پڑا کہ میں آپی کی مدد کر دیتا ہوں پھر امن نے شائستہ سے کہا ماما ہم شفٹ ہو رہے ہیں ابھی۔

رحمان سوچ رہا تھا کہ وہ کہاں جائے گا؟کون اسے ساتھ لے کر جائے گا؟کس کے گھر رہے گا؟ کیا اب ساری زندگی وہ در در کی ٹھوکریں کھائے گا؟کیا اولڈ ہاوس اس کا مقدر ہے؟یا کسی بہن کے دروازے پر بیٹھنا پڑے گا؟

یہ سب سوال اس کے سر میں درد کروا رہے تھے۔راشدہ اور اکرم دونوں ہی بولے بیٹا کہاں جاو گے،تمہیں سرکاری گھر تو اسلام آباد میں ملا ہے نا۔

اکرم میری طرف میری جان۔

راشدہ کو لگا کہ اس کا بھائی کسی اور گھر کیوں جائے تو کہنے لگی نہیں ہمارے گھر چلو۔

امن مسکراتے ہوئے اچھا سوچتے ہیں۔

رحمان بس خاموشی سے زمین کی طرف دیکھے آنسو بہائے جا رہا تھا۔ راشدہ کو اپنے بھائی کی بے بسی پر ترس آ رہا تھا۔ گن مینز نے بتایا کہ سب سامان ٹرک میں لوڈ ہو چکا ہے اور ٹرک نکل چکا ہے۔

راشدہ کو اپنے بھائی کی بے بسی پر تکلیف ہو رہی تھی تم لوگ چاہے اکرم کے گھر چلے جاو مگر رحمان کو میں ساتھ لے کر جاوں گی پھر شائستہ سے مخاطب ہوئی کہ اس کا سامان باندھ دو۔

شائستہ بولی آپی سامان تو میں باندھ دوں گی مگر راحیلہ کی سب چیزیں۔

رحمان خاموشی سے اٹھا اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔ وہاں جا کر ایک سوٹ کیس نکالا اور اپنے چند گھر میں پہننے والے کپڑے اور پھر اپنے ماں باپ کے کمرے سے ان کی چند خاص یادگار تصاویر اور چیزیں اٹھائیں اور بیگ میں ڈالیں۔

امن چلیں آپ لوگ میرے ساتھ آپ کو دیکھاوں میں ماما اور تاویلہ کو کہاں رکھ رہا ہوں۔

امن ایک شہزادے کی طرح آیا تھا اور مہاراجے کی طرح چیزوں کو ٹھوکر مارتے باہر کی

طرف نکل گیا۔ نکلنے سے پہلے پیچھے مڑ کر نعمان اور فرقان کو دیکھ کر امن نے کہا ساری دولت حاصل کر کے بھی تم خالی ہاتھ ہو اور میں خالی ہاتھ ہو کر بھی اس وقت تم دونوں سے زیادہ امیر ہوں مگر یہ بات تم دونوں نہیں سمجھو گے۔

ایک گاڑی میں گین مین کے ساتھ شائستہ اور رحمان بیٹھے اور دوسری گاڑی میں امن، تاویلہ اور اجالا۔

خرم اور اکرام نے اپنی اپنی گاڑیاں ان گاڑیوں کے پیچھے لگا دیں۔

رحمان گیٹ سے باہر جاتے پورچ میں کھڑی چھ گاڑیوں کو دیکھ رہا تھا جو چند لمحات پہلے اس کی تھیں اور اب وہ اس کی نہیں تھیں۔

وہ کوٹھی جس کے اگلے لان میں بھی امن کو آنے کی اجازت نہیں تھی۔ آج وہ کوٹھی اور لان سب اس کا بھی نہیں تھا۔ آج وہ امن کی گاڑی میں بیٹھ کر جانے کہاں جا رہا تھا۔ آج وہ یہ کہنے کا حق بھی کھو چکا تھا کہ شائستہ امن کے علاوہ کسی اور کی بھی ماں ہے کیونکہ وہ تو خود اپنوں بیٹوں کی نظر میں ان کا باپ نہیں تھا۔

تیز تیز چلتی گاڑیاں ایک شاندار اور عالی شان محل نما بنگلے کے گیٹ کے آگے رکیں۔

وردی والے دو گن مین گیٹ کے دونوں طرف بیٹھے تھے۔دو موٹے تازے پلے ہوئے

چوکیدار نے مل کر گیٹ کھولا اور گاڑیاں زن زن کرتی اندر چلی گئیں۔

گیٹ کے اوپر موٹے موٹے خوبصورت حروف میں لکھا تھا"جمال احمد ہاوس"راشدہ نے

خرم سے پوچھا یہ کس کا گھر ہے؟؟

خرم نے حیران ہونے والے انداز میں کہا باہر تو جمال احمد ہاوس لکھا تھا جانے کس کا گھر

ہے۔امن کا تو نہیں۔اس کے کسی دوست کا ہو گا یا رینٹ پر لیا ہو گا۔

راشدہ نے حیرت بھرے لہجے میں دوبارہ پوچھا کیا لکھا تھا باہر؟؟

ماما جمال احمد ہاوس اب کی بار جواب حمزہ نے دیا۔

راشدہ روہنسی ہو گئی سبحان اللہ۔۔۔سبحان اللہ۔یہ اور کسی کا نہیں میرے شہزادے کا ہے۔یہ

محل امن کا ہے۔

خرم اور حمزہ دونوں ہی اس کی طرف حیرت سے دیکھنے لگے اور وہ فخریہ انداز میں بولی"جمال

احمد ہاوس"ہے نام۔

رحمان نے بھی باہر بڑا بڑا لکھا جمال احمد ہاؤس پڑھا تھا مگر وہ بھی یہی سمجھا کہ امن کے کسی جاننے والے کا گھر ہے۔ گاڑیاں رکیں تو گن مین تیزی سے اترے اور انھوں نے دروازے کھولے۔ یہ شان، یہ آن بان امن کی ہو گی کبھی کسی نے نہیں سوچا تھا۔

پیچھے مالی بابا اور ان کی بیوی، ملازم اور اس کے بیوی بچے بھی کھڑے تھے اور شائستہ سمجھ گئ کہ ٹرک میں ان کا سامان بھی ساتھ شفٹ کیا گیا ہے اور وہ بھی ان کے ساتھ یہیں رہیں گے۔

امن اتر کر رحمان اور شائستہ کے پاس آیا اور چابی رحمان کی طرف بڑھاتے ہوئے یہ آپ کا گھر ہے۔۔۔اسے کھولیں تا کہ ہم سب اندر جا سکیں۔

رحمان حیرت سے امن کو دیکھنے لگا کہ جیسے اسے بات سمجھ نہ آئی ہو۔

تاویلہ نے رحمان سے کہا دروازہ کھولیں ماموں آگے چل کر اور رحمان پتھر کی مورت بن گیا۔

رحمان کے ہاتھ جڑے ہوئے اور نظریں جھکی ہوئیں تھیں اور آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ الفاظ رحمان کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔ آج رحمان کو اپنی ماں کی نفرت اور اپنی دل پر لگی بد گمانی اور سوتیلے لفظ کی گرہ کا احساس ہو رہا تھا اور یہ بھی کہ شائستہ نے اپنے بیٹے کو

نفرتوں کے عوض بھی محبت کرنا سیکھایا۔

ساری زندگی جو عورت فائقہ اور رحمان کے سامنے گردن اور نظریں جھکا کر بات کرتی تھی آج رحمان اس سے نظر نہیں ملا پا رہا تھا۔

امن نے ایک بار پھر بڑا پن دکھایا اور آگے بڑھ کر رحمان کے جڑے ہاتھ چوم لئے اور اسے اس طرح گلے لگایا جیسے جمال امن کو گلے لگایا کرتا تھا۔

رحمان کو امن کے وجود میں سے جمال کے لمس کی خوشبو محسوس ہونے لگی۔بابا چلیں گھر کا دروازہ کھولیں۔ بچپن کے چند سال کے بعد پہلی بار امن نے رحمان کو بابا کہا تھا۔

رحمان نے شائستہ کی طرف چابی بڑھائی تو وہ بولی رحمان آپ گھر کے سربراہ ہیں آپ دروازہ کھولیں۔

سب ہی آنسوؤں سے رو رہے تھے۔پہلے سب نے گھر کے ایک ایک کمرے کا جائزہ لیا۔امن نے اپنی دونوں پھوپھو اور اپنی بہنوں کے لئے بھی کمرے بنوائے تھے۔

بات گھر میں کمروں کی نہیں تھی بات دل میں جگہ کی تھی اور واقع ہی امن کا دل بہت بڑا تھا۔

نعمان اور فرقان بہت خوش تھے کہ سب چلے گئے۔ انھوں نے فون کر کے اپنے دوستوں کو بلا لیا۔ ساری رات گانا بجانا، شراب اور ننگے ناچ چلتے رہے۔ صبح ان سب کی فلائیٹ تھی دوستوں کو ائیر پورٹ ایک گاڑی میں روانہ کر دیا کہ گھر کی چابیاں مالک کے حوالے کر کے وہ بھی پہنچتے ہیں۔ چابی دے کر نکلے تو کافی لیٹ ہو گئے تھے گاڑی تیز اسپیڈ میں ائیر پورٹ کی طرف رواں دواں تھی کہ گاڑی کا ٹائر ہائی وے پر پھٹ گیا اور گاڑی الٹ بازیاں لینے لگی۔ کچھ دیر بعد سارا منظر بدل گیا۔

نعمان موقع پر ہی ختم ہو گیا اور فرقان کے سر میں شدید چوٹ لگنے کی وجہ سے تین دن کومہ میں رہا۔ ہوش آیا تو پتا چلا کہ وہ دماغی توازن کھو بیٹھا ہے اسے پاگل خانے جمع کروا دیا گیا۔

تدفین اور باقی سب معملات سے فارغ ہو کر رحمان اور امن امریکہ گئے۔ اپنی نعمان سے ساری شناخت بتا کر نعمان کا بیٹا یتیم خانے سے پاکستان لے آئے جو تین سال کا بچہ تھا اور جس کا نام ڈیوڈ نعمان تھا کیونکہ اس ماں ایک امریکن عیسائی عورت تھی۔ امریکہ سے ایک امریکن بچے کو پاکستان لانا کافی مشکل کام تھا مگر امن کی وجہ سے پاکستان حکومت اور اعلی آفسران نے اس سارے معاملے میں بہت مدد کی اور ڈیوڈ کی ماں کو ایک بھاری رقم دے

کر ایڈوپشن پیپرز سائن کروائے۔ جس میں لکھا گیا کہ منہ مانگے پیسے ادا کئے گئے ہیں اور اب یہ عورت کبھی اس بچے سے رابطہ کرنے کی کوشش نہیں کرے گی۔ پاکستان پہنچنے پر اسے مسلمانوں کا نام دیا گیا آیان نعمان۔ اسے امن اور تاویلہ نے اپنا لیا۔ اس طرح امن دو بچوں کا باپ بن گیا۔ ایک آیان نعمان اور دوسرا اجالا چیمہ۔۔۔

ختم شد

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842